نوائے
افغان جہاد
رجب/شعبان ۱۴۳۴ھ
جون 2013ء
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ
۲۸ رجب ۱۹۲۲ء
سے آج تک اور قیام خلافت تک
تمام گھڑیاں...... تمام لمحے...... تمام ساعتیں
خلافت کے نام
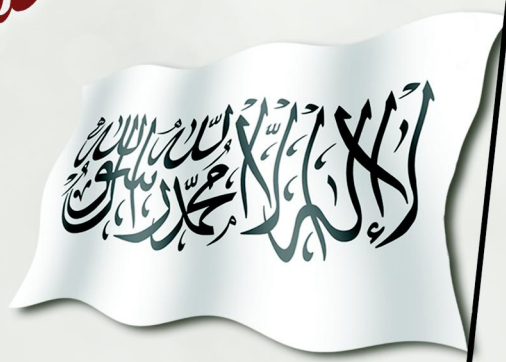
خلیفۃ الرسول، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطاب

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں تمہیں اس بات کی وصیّت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اللہ کی شایانِ شان تعریف کرو اور اللہ کے عذاب کا خوف تو ہونا ہی چاہیے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کی رحمت کی امید بھی رکھو...... اللہ سے خوب گڑگڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی قرآن مجید میں تعریف فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ

''یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے''......

اے اللہ کے بندو! تم یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلہ میں تمہاری جانوں کو گروی رکھا ہوا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے تم سب سے پختہ عہد کیا ہوا ہے اور اس نے تم سے (دنیا کے) تھوڑے اور ختم ہو جانے والے مال اور سامان کو (آخرت کے) زیادہ اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ یہ تم میں اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے اور اس کا نور کبھی بجھ نہیں سکتا لہٰذا اس کتاب کے ہر قول کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اندھیرے والے دن کے لیے ان میں سے روشنی حاصل کرو...... اللہ تعالیٰ نے تمہیں صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور لکھنے والے کریم فرشتوں کو تم پر مقرر کیا ہے جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں...... اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح اور شام اس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جس کا وقت مقرر ہے لیکن تمہیں وہ بتایا نہیں گیا، تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب تمہاری عمر کا آخری وقت آئے تو تم اس وقت اللہ تعالیٰ کے کسی عمل میں لگے ہوئے ہو اور ایسا تو تم صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی کر سکتے ہو...... لہٰذا عمر کے پورے ہونے سے پہلے تمہیں جو مہلت ملی ہوئی ہے اس میں نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو ورنہ تمہیں اپنے برے اعمال کی طرف جانا پڑے گا کیوں کہ بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے اور اپنی عمر دوسروں کو دے دی ہے یعنی اپنے ایمان و عمل کی انہیں کوئی فکر نہیں۔ میں تمہیں ان جیسا بننے سے سختی سے روکتا ہوں، جلدی کرو کیونکہ تمہارے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہے جو تمہیں تیزی سے تلاش کر رہا ہے، اس کی رفتار بہت تیز ہے!!!''

(رواہ حاکم، بیہقی وابن ابی الدنیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۶، شمارہ نمبر۶

رجب/شعبان ۱۴۳۴ھ — جون 2013ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! میں نے اس سال کے پہلے مہینے (محرم) میں اسی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ ''جس کسی قوم نے جہاد چھوڑا اللہ تعالیٰ نے اُسے ذلیل کر دیا اور جس قوم نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو سزا میں شامل کر لیا اور جس نے نہ غزوہ کیا اور نہ غزوہ کی نیت کی وہ نفاق کے ایک درجہ پر مرا''۔ (بخاری ومسلم)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اپنی محرومیوں کا ازالہ کریں، دین کے چاند کا خود کو ہالہ کریں

۸۲ رجب المرجب' اسلام کے ۲۴۳۱ سالہ دورِ قوت واستیلاء کے دور کا خاتمہ ہوا...... یہود ونصاریٰ کی سازشوں، شیطانی اذہان کی کئی صدیوں پر محیط منصوبہ بندیوں، مسلمانوں کے انتشار وافتراق، دین سے دوری اور سہل انگیزیوں، امرا کی عیش کوشیوں، نفس پرستیوں اور احکامات شریعت کی خلاف ورزیوں نے اہلِ اسلام کے سروں پر رحمت وعافیت کے سائے کی طرح قائم خلافت کے شیرازے کو بکھیر دیا...... مسلم امہ بے یارومددگار اور لاچار وبے اماں ہوگئی...... خلافت کا اٹھنا تھا کہ امت مسلمہ کو خطوں اور علاقوں میں 'مقید' کر دیا گیا...... کفار کی مسلسل محنت اور لامحدود وسائل صرف اس لیے صرف ہوئے کہ مسلمان ذہنوں میں قومیتوں اور عصبیتوں کی زہر نا کیاں اس حد تک بھر دی جائیں کہ پھر حق وباطل کا معیار 'میرا ملک اور میرا وطن' قرار پائے...... **المسلم اخو المسلم** کی نبوی تعلیم کے برعکس کفار کی کھینچی گئی حد بندیوں اور ملکی حدود اور سرحدوں سے باہر مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بدترین ظلم وجور سے صرف اس لیے آنکھیں موندیں جائیں کہ ''ہم نے ساری امت کا ٹھیکہ تو نہیں اٹھا رکھا''...... خلافت کے سقوط کے ساتھ ہی مسلمانوں سے 'تصورامت' گم ہوگیا اور وہ مختلف اکائیوں اور قومیتوں میں تقسیم ہو کر رہ گئے...... اس کے ساتھ ہی کفار نے مسلمانوں کو اُن کے درخشندہ ماضی سے کاٹنے اور ذہنی طور پر اُنہیں کامل غلام بنانے کے غرض سے مسلمان خطوں میں 'تعلیمی جال' پھیلایا...... مسلمان ''مہذب'' بننے کے شوق اور ''ترقی یافتہ'' گردانے جانے کے جنون میں مبتلا ہوئے، اپنے عروج وتمکنت کے زمانے میں اُنہیں ہزار ہا برائیاں نظر آنے لگیں اور کفار کی مرعوبیت نے اُن کے ذہنوں کو اس قدر پراگندہ کر دیا کہ اُنہیں تیرہ صدیوں تک پوری شان وشوکت سے غالب وبرتر قوت کے طور پر دنیائے عالم میں اپنا سکہ منوانے والے نظام اسلام میں عیوب، خامیاں اور نقائص نظر آنے لگے...... کفار کے باطل اور انسانیت کش نظام کی راہ میں نظام خلافت ہی حائل تھا، اس نظام کو ختم کر کے مسلمان خطوں میں سرمایہ دارانہ جمہوریت کو فروغ دیا گیا...... اسی جمہوریت کا ہی کیا دھرا ہے کہ مسلم معاشروں میں لادینیت، سیکولرازم اور شریعت کی مخالفت کے فتنوں نے سر اٹھایا......

امت پر یہ کیفیت کئی دہائیوں تک برقرار رہی...... آخرکار اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت اور طریقے کے مطابق روشن اور پاکیزہ دینِ متین کے نفاذ اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے احیا کے لیے اپنے چند بندوں کو اٹھنے کی توفیق عطا فرمائی اور ایسے حالات میسر آئے کہ امت کو عروج وتمکنت کی طرف بلانے والے تعداد میں قلیل ہونے کے باوجود حالات کا نقشہ بدلنے کے قریب پہنچ چکے ہیں...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے منصوبے اور ترتیب کے مطابق پہلے ان سرفروشوں کو سوویت روس کے خلاف کھڑا کیا اور اُنہوں نے رب پر ایمان اور توکل کی بنیاد پر کمیونزم کے نظریہ اور نظام سلطنت کو ابدی نیند سُلا دیا...... پھر اللہ کے یہی بندے شیطان اکبر امریکہ اور ظلم وجور پر مبنی اُس کے بدترین نظامِ سرمایہ داری کے آگے کھڑے ہوئے...... اللہ تعالیٰ نے اپنے اِنہی بندوں کو توفیق دی کہ وہ امریکہ پر معرکہ گیارہ ستمبر کی صورت کاری وار کریں اور اُسے مجاہدین کے پسند کردہ میدان میں کھینچ لائیں...... اب ساڑھے بارہ سال بیت چکے ہیں اور دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ فتح وظفر کن کے ماتھوں پر چمک رہی ہے اور شکست خوردگی وذلت آمیزی کن چہروں کو سیاہ کیے ہوئے ہے...... دنیا بھر میں مجاہدین نے اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپناتے ہوئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جہاد وقتال کے ذریعے کفار پر اپنی دھاک اور رعب بٹھا دیا ہے...... احیائے خلافت کی سعی وجُہد میں مصروف مجاہدین نے افغانستان، عراق، شام، صومالیہ، یمن، مالی اور الجزائر میں قربانیوں اور دین مبین پر سب کچھ نثار کرنے کی بیش بہا مثالیں پیش کیں ہیں...... ان خطوں میں برسرِ پیکار مجاہدین نے 'تصورِ امت' کو دوبارہ زندہ کیا ہے...... افغانستان ہو یا عراق، شام ہو یا یمن، مالی اور الجزائر ہوں یا صومالیہ' ہر محاذ پر دنیا کے ہر خطے اور علاقے سے تعلّق رکھنے والے مجاہدین آ کر اس عالمی تحریک جہاد کا حصّہ بنا رہے ہیں...... یوں 'امت واحدہ' کی تصویر ایک بار پھر دنیا کے سامنے ہے اور اسی تصویر کے عکس میں کفار اپنی تباہی اور زوال کو بخوبی دیکھ رہے ہیں...... اس کے ساتھ ساتھ مجاہدین کفار کے ملکوں میں اُن پر ضربیں لگانے کی کامیاب حکمت عملی پر بھی عمل پیرا ہیں...... ان ممالک میں بڑی، منظّم اور مربوط کارروائیوں کی اہمیّت سے تو انکار ممکن نہیں لیکن کفار کی بزدلی اور کم ہمتی نے اُنہیں یہ دن بھی دکھائے ہیں کہ چھوٹی عملیات اور 'نا ہونے' کے برابر جانی نقصانات بھی اُن کی سٹّی گم کر دینے، اوسان خطا کرنے اور اُنہیں حواس باختہ کرنے کو کافی ہوتے ہیں...... یہ واضح اشارہ اور اس بات کی دلیل ہے کہ اب کفار کے غلبے اور کفر کے استحکام کا دور لَد چکا...... اُن کے حوصلے اس قدر ماند اور اُن کی ہمتیں اس قدر جواب دے چکی ہیں کہ وہ کسی صورت بھی مجاہدین کے عزم، استقامت، صبر، جرات اور دلیری کا مقابلہ نہیں کر سکتے...... یقیناً یہ سب مظاہر ہیں کہ مجاہدین کی دست گیری وہ ہستی فرما رہی ہے کہ جو العزیز، المتین، القوی، المقتدر اور مالک الملک ہے...... اُس کی معیت اور رحمت کے بل بوتے پر مجاہدین نے سقوطِ خلافت کے بعد کے دگرگوں حالات میں توحید وسنت کے عَلم کو تھام کر اُس کی فرماں روائی کے لیے دنیائے کفر سے بِھڑ جانے میں کوئی جھجک اور خوف محسوس نہیں کیا......

دوسری طرف پاکستان میں جمہوری تماشے کا ایک اہم مرحلہ انتخابات کی صورت میں اختتام پذیر ہو چکا ہے...... اب 'حاکمیت جمہور' کی فرماں روائی ہے...... لیکن ہر صاحبِ بصیرت جانتا ہے کہ اس نظام کی اصل باگ دوڑ امریکی آشیر باد کے تحت جی ایچ کیو کے منصوبہ سازوں ہی کے ہاتھ میں ہے...... یہ ہاتھ کسی صورت نہیں چاہیں گے کہ مسلمان کسی صورت بھی شریعت کو حَکَم بنانے کی تمنا دلوں میں رکھیں...... یہ حقیقت بھی اب محتاجِ بیان نہیں کہ یہ جمہوری نظام اس قابل ہی نہیں کہ اس کے ذریعے عامۃ المسلمین کی زندگیوں میں کسی قسم کی آسانی فراہم ہو سکے، ظلم وفساد کے اس نظام میں مسلمانوں کے لیے بنیادی ضروریات زندگی تک رسائی مشکل ہو چکی ہے، دین وشریعت کے احکامات کی نفی کرنے والے اس نظام میں سود، سٹہ، جوا، قمار بازی، قحبہ گری، فحش وعریانیت اور بدکاری سمیت حرام کی ریاستی سرپرستی ہے لیکن رزق حلال کے حصول، عصمت وعزت کے تحفظ، مسلمانوں کی جان، مال، عزت وآبرو کی حفاظت قطعی ناممکن ہے...... ۵۶ سال تک دَر دَر کی خاک چھاننے کے بعد اب مسلمانانِ پاکستان کے سامنے عزت وفلاح اور دنیا وآخرت کی آسودگیوں کے حصول کی واحد راہ وہی ہے جس پر افغانستان سے لے کر مالی تک کے مسلمان گامزن ہیں...... جب کفر سرنگوں ہوگا، اُس کا عطا کردہ 'جمہوری وآمرانہ' نظام اکھاڑ پھینکا جائے گا، دین کے نفاذ اور شریعت کی حاکمیت ہی کو تمام تر کوششوں کا مطمع ومحور بنایا جائے گا، نظام خلافت کے قیام میں صلاحیتوں کو کھپانے کا عزم کرتے ہوئے جہاد وقتال کے نبوی منہج پر چلنے کا مصمم ارادہ کیا جائے گا، تب ہی ملت کے درد کا درماں بھی ہوگا اور دنیاوی واخروی فلاح تک رسائی بھی ممکن ہوگی......

تزکیہ واحسان

اللہ تعالیٰ کا خوف

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کا خوف جملہ نیک کاموں میں رغبت کرنے اور تمام گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔خوف کرنے والوں کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''کسی بندہ کو دو خوف نصیب نہ ہوں گے''۔یعنی جو بندہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھے گا وہ آخرت میں بے خوف ہوگا اور جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے نڈر رہا اس کو آخرت میں امن واطمینان نصیب نہ ہوگا۔

خوف کی حقیقت اور حاصل کرنے کا طریقہ:

خوف کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ کسی آنے والی تکلیف کے اندیشہ سے دل دُکھے اور سوزش پیدا ہو اور ظاہر ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ کی معرفت حاصل نہ ہوگی اس وقت تک خوف پیدا نہ ہوگا اور جب یہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز پر قادر ہے کہ دم بھر میں جو چاہے کرے کہ مخلوق میں کوئی شخص چوں بھی نہیں کرسکتا تو اس وقت خوف وخشیت پیدا ہو جائے گی۔

پس اگر خوف پیدا کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی بے نیازی پر نظر کرو اور سوچو کہ جنت پیدا اور اس میں جانے والی مخلوق بھی تجویز ہو چکی ہے اور اسی طرح دوزخ بھی موجود ہے اور اس کی سزا اور مخلوق بھی معین ہو چکی ہے۔اور سعادت وشقاوت یعنی خوش نصیبی اور بدنصیبی کا قطعی حکم ہر شخص کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے جس میں کچھ تغیّر وتبدل نہیں ہوسکتا اور اس ازلی حکم کا کوئی روکنے والا نہیں۔پس اے نفس! معلوم نہیں کہ تیرے حق میں کیا حکم صادر ہوا ہے اور تیرا خاتمہ کس حال میں ہونا لکھا ہے۔ممکن ہے تو جنت میں جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تیرے لیے جہنّم کی دائمی سزا تجویز ہوئی ہو۔

خوب یاد رکھو کہ انجام کے مخفی اور پوشیدہ حال سے نڈر وہی شخص ہوسکتا ہے جس کو حقیقی معرفت حاصل نہ ہو لہٰذا مناسب ہے کہ ان کاملین اور خاصان خدا کے حالات پڑھا اور سنا کرو جن کو معرفت میں کمال حاصل ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیا وعلما واہل بصیرت رحمہم اللہ تعالیٰ۔

دیکھو ان حضرات کو باوجود کمال درجہ تقرب کے کس قدر خوف تھا۔جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''جب کبھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس وحی لے کر آئے تو خداوند جبار وقہار کے خوف سے لرزتے اور کانپتے ہوئے آئے''۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب نماز کی حالت میں خوف کے سبب ایسا جوش مارتا تھا جیسے چولہے پر ہانڈی کھولتی ہے اور اُس کی آواز کافی مسافت سے سنائی دیا کرتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن کامل سربسجود گریہ کرتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کو مخاطب بنا کر یوں فرمایا کہ ''اے کاش! میں بھی تجھ جیسا پرندہ ہی ہوتا کہ شریعت واحکام خداوندی کا مکلّف نہ ہوتا یا کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا''۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''کاش میں درخت ہوتا کہ کاٹ لیا جاتا''۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''کاش میں بھولی بسری ہو جاتی''۔

غرض خوب یاد رکھو کہ جن حضرات کو اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور جلال کی معرفت حاصل ہے وہ ہرگز بے وقوف اور نڈر نہیں رہ سکتے۔نڈر ہونا اُن ہی غفلت شعار امرا کا شیوہ ہے جن کی نہ اپنے خاتمہ پر نظر ہے اور نہ اصلاح آخرت کی طرف توجہ۔یہ غفلت کے پتلے اس بے خوف بچے کی مثل ہیں جس کو زہریلے سانپ سے بھی ڈر نہیں لگتا مگر بچہ دوسرے کے سمجھانے سے سمجھ تو جاتا ہے۔پس اے کاش! جس طرح ناسمجھ بچہ اپنے سمجھ دار باپ کو سانپ سے ڈرتا ہوا اور بچتا ہوا دیکھ کر خود بھی بھاگتا ہے اور عقل سیکھتا ہے اسی طرح غافل اور بے خبر مسلمان بھی اپنے محسن ومربی روحانی طبیبوں اور خاصان خدا کی حالت خوف کے مشاہدہ سے عبرت پکڑے۔

خوف کی زیادتی مذموم ومضر ہے:

خوف درحقیقت ایک چابک ہے جو انسان کو سعادتِ ابدی کی جانب دوڑاتا ہے۔لہٰذا اسی حد تک پسندیدہ ہے جب تک کہ نیکوکاری کا آلہ کار بنے۔یعنی اتنا زیادہ نہ ہو کہ بے کار بنا دے اور مایوسی کی حد تک پہنچا کر اعمال چھڑا دے۔ایسا حد سے بڑھا ہوا خوف جس سے ناامیدی پیدا ہو جائے شرعاً مذموم (بڑا خراب) ہے۔کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ''ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے''۔پس خوف کے ساتھ رجا یعنی امید بھی ضروری ہے البتہ گناہ گار مسلمان کو خوف غالب رکھنا چاہیے اور جب دین دار بن جائے تو دونوں مساوی درجہ پر رکھے۔چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ کا حکم صادر ہو کہ ساری مخلوق میں سے صرف ایک شخص جنت میں جائے گا تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا اور اگر فرمان صادر ہو کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے خوف ہے کہ وہ شخص کہیں میں ہی نہ ہوں''۔

یہ حالت مساوات ہے جس میں خوف ورجا دونوں کے پلڑے برابر ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

16 اپریل: صوبہ ہلمند.........علاقہ باباجی.........مجاہدین سے رابطے میں رہنے والے پولیس آفیسر کا فدائی حملہ.........6 اتحادی فوجی ہلاک.........متعدد زخمی

مشکلات اور بحرانوں سے نکلنے کا نسخہ کیمیا

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم العالیہ

آج امت مسلمہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مختلف مصیبتوں، آفتوں اور بحرانوں میں گھری ہوئی ہے۔ فرد اور معاشرہ دونوں ایک نہ ختم ہونے والے مصائب کے تسلسل سے شاکی ہیں۔ دراصل دور حاضر کی نت نئی ایجادات اور خیرہ کن اختراعات نے معاشرے کے آسودہ حال افراد کی زندگی ایسی حیران کن سہولیات و آسائش سے لبریز کردی ہے، جن کا تصور گزرے ہوئے ادوار کے عیش پرست اور سہولت پسند امرا و سلاطینِ وقت کے حاشیۂ خیال میں نہیں آسکتا تھا۔ آج کے آدمی کی زندگی ایسے بیسیوں ساز و سامان تعیش سے لبریز ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی کی منہ زور ترقی کے نتیجے میں ایجاد ہوئے۔ زندگی کی رگوں میں موجود خون میں پہلے سے زیادہ تیزی اور گرم جوشی در آئی ہے۔ حضرت انسان کی جگہ مشین نے لے لی، جو کام پہلے سالوں، مہینوں اور دنوں پر محیط تھا، وہ آج چند لمحوں اور منٹوں میں انجام پاتا ہے، دنیا سمٹ کر ایک گاؤں، ایک بستی اور ایک قریہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

نت نئی ایجادات اور حیران کن اختراعات نے زمانہ کی اقدار یکسر بدل کر رکھ دیں، تہذیب و تمدن اور ثقافت و کلچر نے ایک طویل جست لگا کر صدیوں کا سفر، چند عشروں میں طے کیا۔ ان ترقی پذیر انقلاب و تغیّرات نے لازمی طور پر انسانی ذہن پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس صورت حال نے انسان کو ترقی کی دوڑ میں شامل ہونے اور تہذیب و تمدن کے نئے سانچے میں خود کو ڈھالنے، راحت و سہولت کے حصول کے لیے ہر طرح کے اسبابِ تعیش سے لطف اندوز ہونے پر مجبُور کر دیا۔ نتیجتاً آج کے انسان کی زندگی کی دہلیز پر طرح طرح کی آسائش کے سامان اور سہولیات پہنچ چکی ہیں۔ جس المیہ کا ذکر ہم کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود آج کا انسان' بے محابا اسباب اور بے کراں وسائل کے ہجوم میں بھی راحت و سکون، ذہنی آسودگی اور فارغ البالی سے محروم، مصیبتوں اور پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے، ایسا کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی جو دولت او ر اسلام کی جو نعمت انسان کو عطا کی ہے، اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ انسان پر اس کے بے شمار انعامات ہیں، جنہیں بلاشبہ ہم اپنے حیطۂ حساب میں لانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حساب لگانے بیٹھو تو (اپنے ارادہ کی تکمیل سے عاجز آکر) ان کا حساب کتاب نہیں کر سکو گے''۔

ان بے حساب انعامات میں ''اسلام'' سب سے بڑی نعمت اور سب سے عظیم دولت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اپنے خالق و رازق کی ذات کے تعارف کا ایک ناگزیر وسیلہ ہے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول ناممکن ہے، اس نعمت کو قبول کر لینے سے انکار و اعراض کے نتیجے میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم ہیں، ان کی بدقسمتی کی کوئی حد نہیں۔ المیہ یہ ہے کہ یہ بدنصیبی اور بدقسمتی ہم مسلمانوں کے حصّے میں بھی آئی۔ نام کے مومن اور مسلمان ہیں لیکن معرفت خداوندی کے ذرائع و اسباب سے روگردانی کر کے، اپنے دل کو اس کی یاد اور اس کی معرفت کو یکسر فراموش کر گئے ہیں۔

پریشانیوں، مصیبتوں اور آزمائشوں کے صبر آزما موسموں سے نجات پانے کے لیے غیر مسلموں کی روش اختیار کرتے ہوئے اب مسلمان بھی مادی اسباب و وسائل کے اندر نجات کی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔ اقتدار کی سطح پر جو لوگ اس نوعیت کی صورت حال سے دوچار ہیں، ان کی روش اس سے زیادہ الم ناک ہے۔ اپنے سے زیادہ مستحکم اور طاقت ور عناصر کے سامنے دامن پھیلانے، دستِ سوال دراز کرنے، اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنی داخلہ و خارجہ پالیسیوں کو باہر سے درآمدہ احکامات کی زنجیروں میں جکڑنے کے طرز عمل پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ لیکن طاقت ور ترین مادی اسباب پر اعتماد کرنے کے باوجود اجتماعی اور انفرادی سطح پر مصائب کے گرز اور آلام کے کوڑے بدستور برس رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دوری اور دین سے مہجوری مصائب و آلام میں مزید اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

ہمارے دین و مذہب میں اس بحران سے نکلنے کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دست کش ہو جائیں، اس کے ساتھ تعلّق جوڑ کر اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، جب اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اور گناہ بکثرت ہوں تو اس کا وبال مصیبتوں اور پریشانیوں کی صورت میں آپڑتا ہے۔ دل بے چین رہتا ہے، کسی بنا چین نہیں آتا، قرار نہیں ہوتا، ایک بے کلی کی سی کیفیت طاری رہتی ہے، جسے نہ دواؤں سے رفع کیا جاسکتا ہے، نہ دنیاوی جاہ و جلال سے، نہ دولت کے انبار اور سہولتوں و آسائشوں کے ہجوم کار سے، بس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع و انابت اختیار کی جائے کہ ہر درد کا درماں اسی میں ہے اور ہر مرض کا علاج اسی کی بارگاہ میں۔ وہ خود کہتا ہے: ''اگر تم ایک بالشت میرے قریب آؤ تو میں ایک ہاتھ آگے بڑھوں''......وہ خود کہتا ہے: تم مجھ سے مانگو، تو تمہاری مرادیں پوری کر دوں۔

لیکن آج پوری امت مسلمہ پر غفلت کی مہیب چادر پھیلی ہوئی ہے، جس کے

16 اپریل: صوبہ زابل............7 مقامی پولیس اہل کاروں کا ایک فوجی چیک پوسٹ پر حملہ............7 صلیبی فوجی ہلاک............کئی زخمی

نام لیواؤں کو اس بے ثبات دنیا کی ہنگامہ خیزیوں کی وجہ سے دین کی لازوال تعلیمات پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع اختیار کرنے کے لیے فرصت نہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا حال امم سابقہ کی طرح ہوتا جارہا ہے جو دنیا کی لذت کیشی اور لطف اندوزی میں بدمست ہوکر خدا کو بھول گئیں،تو ان سے زمین کی سیادت سلب کرلی گئی، انہیں خطرات نے آگھیرا،مصیبتیں اور پریشانیاں اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ ان پر برس پڑیں۔یوں انہیں اپنے کیے دھرے کا مزہ دنیا ہی میں چکھنا پڑا۔امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کا سابقہ امم سے موازنہ کیا جائے تو دونوں کے درمیان ان کے اعمال بد کے نتیجے میں دی گئی سزاؤں،بربادیوں اور تباہ حالیوں کے لحاظ سے کئی مماثلتیں سامنے آتی ہیں۔آج کے مسلمان انفرادی اور اجتماعی سطح پر اندر سے ٹوٹ پھوٹ،اختلاف وانتشار اور تشتت وافتراق کا شکار ہیں۔

اگرچہ زندگی کے معمولات کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے آج مختلف زاویوں اور مختلف پہلوؤں سے تدابیر اختیار کی جارہی ہیں،مسلمانوں کو دین سے قریب لانے کے لیے علمائے ربانیین نے دنیا بھر میں مدارس و جامعات اور دینی قلعوں کا نیٹ ورک قائم کیا ہے۔تبلیغ کی محنت اور جدوجہد بھی قابل قدر رہے،اہل ثروت میں سے بیش تر مخیّرین اسلام کی راہ میں اپنا سرمایہ صرف کررہے ہیں۔اس کے باوجود نتائج سودمند نہیں، مختلف حوالوں سے اجری جدوجہد کے جن ثمرات کے برآمد ہونے کی توقع اور امید تھی، مسلمانوں کے کردار اور قول وعمل کے مظاہر میں ان کا پرتو نظر نہیں آتا۔اس کی کلیدی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ انابت الی اللہ اور تعلّق مع اللہ میں غیر معمولی کمی ہے۔نتیجتاً اپنی حاجت براری کے لیے بارگاہ ایزدی میں دست سوال دراز کرنے اور اپنی کوتاہیوں پر استغفار اور توبہ کرنے کے نیک عمل کے لیے دل آمادگی ظاہر نہیں کرتا،اس لیے کہ اس پر غفلت و شقاوت کی دبیز تہیں جم چکی ہیں۔

ہم مسلمانوں کی رہبری کے لیے انبیاء علیہم السلام کا اسوہ ہی کامیابی کا ضامن ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ مبارک اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں،اگلی پچھلی کوتاہیوں کی معافی کی نوید سنانے کے باوجود آپ کی شب زندہ داری اور آہِ سحرگاہی میں کمی نہیں آئی،پوری رات عبادت میں مشغول رہتے۔روایت میں آتا ہے کہ نماز اس قدر طویل فرماتے کہ پاؤں میں ورم آجاتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کامیابیاں اور کامرانیاں عطا کی گئیں اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ فرماتے اور اس قدر گڑگڑا کر روتے کہ صحابہؓ کو ترس آنے لگتا۔غزوۂ بدر کے اعصاب شکن ماحول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی رقت آمیز دعا فرمائی کہ صحابہؓ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ترس آیا،عرض کی ''حسبک یا رسول اللہ''،بس کریں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!اتنا ہی کافی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم زاروقطار روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انابت اور رجوع کا تو یہ حال تھا لیکن ان کے نام لیوا امتیوں کے لیے آج دعا ایک رسم بن گئی ہے۔انہاک اور استغراق کی وہ کیفیت باقی نہ رہی جو دعا کی قبولیت کی شرط ہے۔پوری امت ذلت وخواری میں مبتلا ہے حالاں کہ یہ ذلت وخواری یہود کے حصّے میں آنی چاہیے تھی۔قرآن میں تو یہود کے بارے میں آیا کہ وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہیں،جس کے سبب وہ ذلت وخواری کی زندگی بسر کریں گے۔لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ ذلت وخواری ہمارا مقدر بنی۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ادھورے مسلمان رہنے کو ترجیح دی،اپنی حالت بدلنے اور مومن کامل بننے کی فکر نہیں کی،ہمارے اعمال رسم بن گئے ہیں اور ان میں نفسانیت آگئی ہے۔

ہمارے اسلاف کے لیے اللہ تعالیٰ نے دین پر چلنا نہایت سہل بنادیا تھا،کیونکہ انہوں نے محنت ومشقت کرکے اپنے اندر انابت الی اللہ کی صفت پیدا کی تھی۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے صاحب زادے بالترتیب محمد احمد اور حکیم مسعود احمد،حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ہاں مقیم تھے۔محمد احمد ان کے شاگرد اور حکیم مسعود ان کے مرید تھے۔حضرت شیخ الہندؒ نے ان دونوں کو چارپائی پر بٹھایا اور خود زمین پر تشریف فرما ہوئے،اسی مجلس میں آپ نے ان سے فرمایا کہ محمد احمد!آپ میرے استاذ کے صاحب زادے ہیں اور حکیم مسعود احمد!آپ میرے مربی کے بیٹے ہیں،میں نے آپ کا حق ادا نہیں کیا،آپ سے معذرت چاہتا ہوں،اگر آپ کے والدین میرے رویے کے بارے میں دریافت کریں تو خدا کے لیے میری رعایت رکھنا اور مجھے رسوا نہ کرنا......اپنے شاگردوں کے ساتھ ادب واحترام کی انتہا!!!

سبحان اللہ اس کی ایک ہی وجہ تھی،ان کا دل اللہ کی معرفت سے معمور تھا،انہیں اپنی حیثیت معمولی اور ہیچ نظر آتی تھی۔ہمارے ہاں یہ کردار اور عمل ناپید ہے، قابلیت اور لیاقت اور زبان کی جادوگری کا طلسم تو ہر طرف چھایا ہوا ہے لیکن اندر سے کھوکھلے ہیں،دل اللہ کی معرفت سے خالی ہیں۔

معرفتِ الٰہی کے حصول کے لیے اہل اللہ کی مجالس میں پابندی سے حاضری اور ان کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے۔گناہوں کے ارتکاب سے اجتناب واستغفار کا اہتمام سے التزام کیا جائے اور اپنے ظاہری اور باطنی اعلام وامور میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا اہتمام کیا جائے کہ جو کچھ ملتا ہے وہیں سے ملتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے،اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔

☆☆☆☆☆

16اپریل:صوبہ ہلمند......نہرسراج......مجاہدین اور اتحادی افواج کے مابین سات دن تک جاری رہنے والی میں جھڑپیں ختم......درجنوں اتحادی فوجی ہلاک اور زخمی......25ٹینک تباہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بے مثال جذبۂ ایمانی

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

صحابی رسول حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے راستہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا کہ: ''کیا پوچھتے ہو حنظلہ تو منافق ہوگیا'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: سبحان اللہ! خیر تو ہے کیا کہتے ہو؟ جواب دیا کہ ''ہم جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں آپ جب جنت و دوزخ کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن گھر آکر دنیا کے دھندوں میں مشغول ہوکر اور بیوی بچوں میں مصروف ہوکر یہ کیفیت ختم ہوجاتی ہے''...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ ''اگر یہ نفاق ہے تو پھر میں بھی اس میں مبتلا ہوں''۔ دونوں بارگاہِ نبوت میں پہنچے...... حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میں تو منافق ہوگیا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا بات ہے''...... حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے صورتِ حال بیان کی سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ انکم لو تدومون علی ما تکونون عندی وفی الذکر لصافحتکم الملائکۃ علی فرشکم وفی طرقکم ولکن یا حنظلۃ ساعۃً فساعۃً"۔ (ترمذی)

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہاری یہ حالت جو میری مجلس میں ہوتی ہے یا ذکر اللہ کی حالت میں ہوتی ہے ہر وقت باقی رہتی تو (تم اتنے اونچے ہوتے) کہ فرشتے تم سے تمہارے گھروں اور راستوں میں مصافحہ کرتے اور ملتے لیکن اے حنظلہ! یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے (ہمیشہ باقی نہیں رہتی)''۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ میں حاضری اور غیر حاضری کا فرق نمایاں تھا ایمان و یقین کی کیفیات کے اندر تفاوت ہوتا تھا پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو ظاہر ہے کہ یہ تفاوت بہت نمایاں ہوگیا جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی رسول سے مروی ہے:

لما کان الیوم الذی قدم فیہ رسول اللہ ا المدینۃ اضاء منھا کل شء فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منھا کل شء قال: وما نفضنا عن رسول اللہ ا الایدی حتی انکرنا قلوبنا

''جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی لیکن جس دن آپ کی وفات ہوئی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور فرمایا: ہم نے آپ کو دفن کرکے ابھی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ اپنے دلوں میں فرق محسوس کرنے لگے''۔

اسی قسم کا مضمون تاریخ ابن کثیر میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے سنن ابن ماجہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور حدیث مروی ہے جن کا حاصل یہ ہے:

''عہدِ نبوت میں نماز ایسے خشوع سے ہوتی تھی کہ نمازی کی نگاہ قدموں سے آگے متجاوز نہیں ہوتی تھی۔ عہدِ صدیقی میں اس قدر فرق ہوگیا کہ نگاہ قدموں سے آگے بڑھ کر سجدہ کی جگہ سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔ عہدِ فاروقی میں قبلہ کے رخ سے نگاہ ہٹ کر دائیں بائیں نہیں جاتی تھی لیکن جب عہدِ عثمانی آیا اور فتنوں کا دور شروع ہوا تو نمازی کی نگاہ دائیں بائیں جانے لگی''۔

صحابہ کرامؓ کا محاسبۂ نفس:

سبحان اللہ! کیا ٹھکانا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذکاوتِ حس اور اس دقیق محاسبہ کا کہ کس طرح اپنی عبادات کا جائزہ لیتے تھے اور اپنے قلوب کی کیفیات اور اعمال کا کیسا محاسبہ کرتے تھے ٹھیک جس طرح ہم آج اپنی معمولی سی جسمانی کیفیت کے فرق کو محسوس کرتے ہیں اور اس کی تدبیر میں لگ جاتے ہیں اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روح وقلب کے تغیّرات کا جائزہ لیا کرتے تھے اور اس کی فکر کرتے تھے اور اصلاحِ حال کی تدابیر اختیار فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک کے بعد ہر چیز میں تغیّر آگیا کوئی چیز بھی اپنی حالت پر باقی نہیں رہی بجز نماز کے اور پھر فرمایا: **وھذہ الصلاۃ قد ضیعت** اور یہ نماز بھی ضائع ہوگئی۔ مطلب یہ کہ نماز بھی ایسی نہیں رہی حقوق و آداب خشوع وخضوع سے جس طرح پہلے ہوتی تھی وہ بات اب نہیں رہی۔ حضرت حسن بصریؒ نے ایک مرتبہ اپنے زمانہ کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

واللہ لقد ادرکت سبعین بدریاً اکثر لباسھم الصوف ولو

رأیتموهم قلتم مجانین ولو رأو اخیارکم لقالوا ما لهؤلاء من خلاق ولو رأو اشرارکم لقالوا:ما یؤمن هؤلاء بیوم الحساب(حلیة الاولیاء ج ۲،ص: ۱۳۴)

''بخدا!میں نے ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا جن کا زیادہ تر لباس صوف ہوتا تھا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے کہ تم اگر ان کو دیکھتے تو تم ان کو دیوانہ کہتے اور اگر وہ تمہارے بہترین لوگوں کو دیکھتے تو کہہ دیتے کہ ان لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے اور اگر وہ تمہارے برے لوگوں کو دیکھتے تو فرما دیتے کہ یہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں''۔

اس کا حاصل یہی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بالخصوص بدری صحابہ رضی اللہ عنہم آخرت کے کاموں اور اللہ ورسول کی مرضیات میں ایسے منہمک تھے جس کی وجہ سے ان کو نہ اپنی جان کی فکر تھی نہ اپنی اولاد کی نہ دنیا کے عیش وآرام کا خیال۔ بہر حال ایسے لوگوں کو دیکھ کر یہی کہا جائے گا کہ یہ تو دیوانے ہیں اور تمہارے صلحا اور بہترین اشخاص بھی اپنی جان اپنی اولاد کی فکر کو مقصود بنائے ہوئے ہیں اس لیے ان کو دیکھ کر بھی کہا جائے گا کہ آخرت میں ان کا کوئی حصّہ نہیں ہے اور تمہارے شریر اور بدکار لوگوں کو دیکھ کر کہا جائے گا کہ یہ لوگ آخرت پر ایمان ویقین نہیں رکھتے۔

حضرت حسن بصریؒ تابعی ہیں ۱۱۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور آج ان کی وفات کو ۷۷ ۱۲(اب ۱۳۲۴) برس گذر گئے......خیر القرون کے آدمی ہیں......جس کی فضیلت زبانِ نبوت سے ثابت ہے......حسن بصریؒ آج اگر زندہ ہو جائیں اور ہماری حالت دیکھیں تو سوچئے کیا فتویٰ دیں گے......ان حقائق سے آپ اندازہ لگائیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے یقین وایمان کا کیا حال تھا اگر عہد تابعین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قوتِ ایمانی کا اندازہ لگانا مشکل تھا تو آج کیوں کر ممکن ہے کہ ہم اس کا اندازہ لگا سکیں جو جنس مارکیٹ میں ہی نہ ہو اس کے حسن وخوبی کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ؟ آپؒ نے فرمایا:

''وہ جہاد جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شریک تھے اس جہاد کے غبار کا وہ حصّہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں گیا ہے وہ بھی ابن عبدالعزیزؒ سے بہتر ہے''۔

یہ کوئی شاعری نہیں ہے ابن المبارکؒ امتِ محمدیہ علی صاحبھا السلام کے فقیہ و محدث امام ہیں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے کبارِ تلامذہ میں سے ہیں ابن المبارکؒ کے اس فتویٰ کو شیخ ابن حجر ہیثمیؒ نے تطہیر الجنان میں نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کمالِ ایمان وکمالِ تقویٰ پر فائز تھے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت فوت العادۃ ہے جس سے ان نفوسِ قدسیہ کی قوتِ ایمانی اور قرب عنداللہ کا اندازہ ہوتا ہے یہ حضرات کمالِ ایمان وکمالِ تقویٰ پر فائز تھے جس کا نام قرآنِ کریم میں ولایت ہے ارشاد ہے:

ألا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون. (یونس: ۶۲)

''سنو!اللہ تعالیٰ کے اولیاء جن پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ ہیں جو کامل طور پر ایمان لائے اور جنہوں نے کمال تقویٰ اختیار کیا''۔

ایمان کے بعد مدارِ قرب وکرامت عنداللہ تقویٰ ہے جو حضرات سراپا تقویٰ بن جاتے ہیں ان کی صحبتیں ان کی مجلسیں ان کی ملاقات اصلاحِ حال میں عجیب تاثیر رکھتی ہے یہی ہیں وہ پاک باز نفوس جن کی صحبت سے دل ودماغ پر ایسے نقوش مرتسم ہو جاتے ہیں جو تنہا عبادت وریاضت سے سالہا سال میں ممکن نہیں اسی کو کہا گیا ہے:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حدیث نبوی میں ولی اللہ کی ایک واضح علامت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے فرمایا گیا:

وخیار عباد الله اذا رؤا ذکر الله

''اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے''۔

تاریخ ابن کثیر میں حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں امام یونس بن عبیدؒ سے منقول ہے:

کان الرجل اذا نظر الی الحسن انتفع به وان لم یر عمله ولم یسمع کلامه.

''حضرت حسن بصریؒ کو صرف دیکھنے سے نفع ہوتا تھا اگر چہ ان کا عمل دیکھا نہ جائے اور نہ ان کی گفتگو سنی جائے''۔

یہی وہ جلیس صالح ہے جس کی مثال حدیث میں 'کحامل المسک' بیان کی گئی ہے یعنی صالح ہم نشین کی صحبت سے ایسا فائدہ ہوتا ہے جیسے مشک اٹھانے والے کو مشک سے۔صحبت کی یہی تاثیر ہے جس کی وجہ سے سلاسلِ صوفیہ میں سے سلسلہ نقشبندیہ میں صحبت شیخ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت رسالت مآب صلی

17اپریل:صوبہ پکتیکا......خیر کوٹ......مجاہدین کا دو چیک پوسٹوں پر حملہ......دونوں چوکیاں تباہ......درجنوں مرتدین ہلاک

اللہ علیہ وسلم کے انفاسِ قدسیہ جذب کرنے کا یہ متوارث سلسلہ ہے اسی لیے شیخ سے عقیدت ربط ومحبت ضروری ہے۔ اگر شیخ باکمال ہے اور مرید کا یہ حال ہے تو غیر شعوری طور پر خود بخود محبِّ جاں نثار اپنے محبُوب کا نمونہ ہوگا اور جتنی محبت اور صلاحیت ہوگی اس کے مطابق یہ نقشہ تیار ہوگا بعض عشاق منازل عشق منٹوں میں طے کر لیتے ہیں جب کہ دوسرے سالہا سال میں اس سے محروم رہتے ہیں۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ عشق ومحبت اور پاکیزگی کی یہ داستانیں اب کہاں تلاش کی جائیں معرفت وقربِ الٰہی کے یہ خُم خانے کہاں سے لائے جائیں یہ گلستان اب خزاں کی زد میں آ چکا ہے اور اس گلشن کی ویرانی آنکھوں کے سامنے ہے مشام دماغ کو معطر کرنے کے لیے معرفت کے پھولوں کی مہک کہاں سے لائی جائے۔ مادیت کے اس دور میں بے حیائی وفواحش ومنکرات کے زمانہ میں یہ افسانے پارینہ نہیں تو کیا ہیں حاصلِ کلام یہ ہے کہ جس طرح مادر زاد نابینا سیاہ وسفید میں فرق نہیں کر سکتا اسی طرح مادیت کے دور میں اس کا امکان نہیں ہے کہ عہدِ نبوت وعہدِ صحابہ اور قرون مشہود لہا بالخیر کی ایمانی کیفیت کا اندازہ لگایا جائے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جن دو چار ہستیوں کو ہم نے دیکھا ہے اور پایا ہے آج ان کے ایمانی ملکات اور اپنے رب سے تعلّق کی نظیر کہیں نہیں ملتی اور ان حضرات کا اپنے بزرگوں کے بارے میں یہی نظریہ تھا یہ تنزل عہد نبوت سے شروع ہو چکا ہے اور چودہ سو سال سے جاری ہے چونکہ اس دین کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس لیے اس تنزل کے باوجود دین سے تعلّق رکھنے والے موجود ہیں اور دین کے مختلف گوشوں میں کام ہو رہا ہے بسا غنیمت ہیں وہ حضرات کہ مادیت کے اس تاریک دور میں بھی ذکر اللہ اور تعلّق مع اللہ سے گلشن معرفت کی آبادی میں لگے ہوئے ہیں لیکن افسوس کہ یہ بقایا صالحین سرعت سے آخرت کی طرف جا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اللہ تعالیٰ کا خوف

جوانی میں خوف اور بڑھاپے میں رجا کا غلبہ مفید ہے:

یاد رکھنا چاہیے کہ جوانی وتندرستی کے زمانہ میں مسلمان کو خوف غالب رکھنا چاہیے کہ اس غلبہ شہوت کے زمانہ میں شہوات نفسانیہ کے توڑنے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے مہذب بنانے کو خوف کے کوڑے کی ضرورت ہے اور بڑھاپے یا مرض کے زمانہ میں جب کہ موت قریب ہو تو رجا یعنی امید کو غالب رکھنا چاہیے کہ اول تو ضعف ونقاہت اور مرض کی وجہ سے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اگر اس حالت میں خوف کا غلبہ ہوا تو جو کچھ ہو رہا ہے اتنا بھی نہ ہو سکے گا اور بالکل ہی ہاتھ پاؤں پھول جائیں گے۔ حدیث میں آیا ہے کہ

''مسلمان کو مرتے وقت اپنے اللہ سے نیک گمان رکھنا چاہیے''۔

رجا اور ہوس میں فرق:

ظاہر ہے کہ نیک گمان اسی وقت ہوگا جب کہ کچھ نیک اعمال بھی پاس ہوں گے۔ کیونکہ انسان جب کاشت کے لیے زمین میں بیج ڈالتا ہے اور نیولا نے یا پانی دینے کے متعلّق اپنی جیسی سعی سب کچھ کر لیتا ہے تو اسی وقت اللہ کے فضل پر بھروسہ کر کے پیداواری اور بوئے ہوئے کے کاٹنے کی امید رکھ سکتا ہے اور جب تک بیج نہ ڈالا اور ایسی حالت میں اناج کی طلب وخواہش رکھی تو اس کو رجا وامید نہیں کہتے بلکہ تمنا اور ہوس کہتے ہیں اور تمنا وہوس شیطانی دھوکہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَالَّذِينَ هَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أُوْلَـئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّهِ (البقرۃ:۲۱۸)

''جو بندے ایمان لائے اور ہجرت کر گئے اور فی سبیل اللہ جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں''۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ رجا وامید، سعی وکوشش کے بعد ہوا کرتی ہے جس طرح کاشت کار بونے جوتنے کی پوری محنت کر لینے کے بعد منتظر ہوتا ہے کہ اگر آسمانی آفت سے حفاظت ہوئی اور بجلی اور اولہ، آگ وغیرہ سے کھیت کو اللہ تعالیٰ نے بچائے رکھا تو امید ہے کہ جتنا بیج ڈالا ہے ایک ایک بدلے ستر ستر بلکہ اس سے بھی زیادہ حاصل ہوں گے۔ اسی طرح مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پوری مشقت اٹھانے اور مجاہدہ وریاضت کرنے کے بعد امید رکھنی چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے اعمال وافعال کو قبول فرما لیا تو ایک ایک نیکی کا سات سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر ملے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ خوفِ عذاب کے باعث معاصی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے رکنا چاہیے اور رحمت الٰہی کے سبب نیکیوں میں رغبت ہونی چاہیے۔ پس خوف کو اسی وقت معتبر سمجھو جب کہ وہ تم کو معصیت سے روکے اور گناہ کی جرأت نہ ہونے دے اور اگر یہ حاصل نہ ہو تو خوف نہیں بلکہ عورتوں جیسی رقتِ قلبی اور وہم وخیال ہے جس کا کچھ اعتبار نہیں۔

☆☆☆☆☆

''اے میری پیاری اُمت کے غیور نوجوانو! اُمت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل جہاد فی سبیل اللہ میں پنہاں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے جہاد کے میدانوں کا رُخ کیجیے۔ جمہوریت، وطنیت، قومیت اور لسانیت کے بتوں کو پاش پاش کر ڈالیے۔ آپ سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلبؓ، خالد بن ولیدؓ، ضرار بن ازورؓ، محمد بن قاسمؒ، طارق بن زیادؒ اور صلاح الدینؒ کے روحانی وارث ہیں۔ آج بیت المقدس پھر سے آپ کی راہیں تک رہا ہے۔ ان شاء اللہ شریعت کے نفاذ اور خلافت کے قیام کے لیے دیا گیا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ مجاہدین وشہداء کا یہ کاروان منزل کی طرف رواں دواں ہے یہی وقت ہے اِس کاروان میں شامل ہو جانے کا''۔

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ

18 اپریل: صوبہ کنڑ.........58 سالہ مجاہد بزرگ عبد الاحد کا فدائی حملہ.........11 امریکی فوجی ہلاک.........8 زخمی

ہنسی اور مسکراہٹ......احکامات شریعہ کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ

قہقہہ مار کر ہنسنا:

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپؒ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک **مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا** ''اس نامۂ اعمال کی تو عجیب حالت ہے کہ اس نے (کوئی گناہ) نہ چھوٹا چھوڑا نہ بڑا بغیر اس کو قلم بند کیے ہوئے''۔ صغیرہ سے مراد مسکرانا اور کبیرہ سے مراد قہقہہ مار کر ہنسنا ہے، گویا قہقہہ مار کر ہنسنا گناہ کبیرہ ہے''۔

رونے کی شکل بنالو:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اگر تمہیں وہ معلوم ہو جو کہ مجھے معلوم ہے تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے اور اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم میں سے ہر شخص اتنا طویل سجدہ کرتا کہ اس کی کمر ٹوٹ جاتی اور اتنے زور سے چیختا کہ اس کی آواز ختم ہو جاتی، اللہ جل شانہ کے سامنے رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنا لیا کرو''۔

ہر آنکھ روئے گی:

حضرت محمد بن عجلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے تین آنکھوں کے (۱) وہ آنکھ جو اللہ جل شانہ کے ڈر کی وجہ سے روئی ہو، (۲) وہ آنکھ جو نامحرموں کو دیکھنے سے بچی ہو (۳) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جاگی ہو''۔

ہنسی کا نقصان:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

''میں ایک دن ہنسا اور مجھے اس پر آج تک ندامت ہے، واقعہ یہ ہوا کہ عمرو بن عبید قدری سے میرا مناظرہ تھا، جب مجھے فتح محسوس ہوئی تو مجھے ہنسی آ گئی۔ عمرو نے کہا: آپ علمی گفتگو میں ہنستے ہیں، جایئے میں آپ سے کبھی بات نہ کروں گا، مجھے اس ہنسنے کا سخت افسوس ہے۔ اس لیے اگر میں نہ ہنستا تو اس سے اپنی بات منوالیتا (حق کا قائل کر لیتا) اور اس کی علمی اصلاح ہو جاتی۔

ہنسی چھوڑنے کا انعام:

حضرت محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو شخص فضول تانک جھانک سے بچے گا اس میں خشوع پیدا ہوگا اور جو تکبر چھوڑ دے گا اس میں تواضع پیدا ہوگی اور جو بے کار باتوں سے بچے گا اس میں حکمت و دانائی پیدا ہوگی اور جو زیادہ کھانے سے دور رہے گا اسے عبادت میں مزہ آئے گا، اور جو ہنسی مذاق سے بچے گا اس میں تروتازگی اور نور پیدا ہوگا، اور جو ہنسی چھوڑ دے گا اس میں ہیبت و رعب پیدا ہوگا، اور جو لوگوں کے مال سے بے رغبتی اختیار کرے گا لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہوگی، اور جو لوگوں کے عیوب کا تجسس نہیں کرے گا اسے اپنے عیوب کی اصلاح کی توفیق ملے گی، اور جو شخص اللہ جل شانہ کی صفات میں وہم میں نہیں پڑے گا وہ شک اور نفاق سے نجات پائے گا''۔

چار تعجب خیز باتیں:

۱۔ تعجب ہے اس شخص پر جسے موت کا یقین ہے اور پھر خوش و خرم رہتا ہے۔

۲۔ جسے دوزخ کی آگ کے ہونے کا یقین ہے اور وہ ہنستا رہتا ہے۔

۳۔ جسے تقدیر کا یقین ہے اور پھر غمگین رہتا ہے۔

۴۔ جسے دنیا کے فانی اور غیر مستقر ہونے کا یقین ہے وہ اس پر کیسے اعتماد کرتا اور اس سے مطمئن ہوتا ہے۔

ہنسی غفلت کی علامت ہے:

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مومن کا ہنسنا غفلت کی نشانی ہے، یعنی اس کے آخرت سے غافل ہونے کی نشانی ہے اس لیے کہ اگر وہ غافل نہ ہوتا تو کبھی نہ ہنستا''

جنت حاصل کرنے کا طریقہ:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم ایسی خوشی کو جس میں کوئی غم نہ ہو ایسے غم کے ذریعہ طلب کرو جس میں کسی قسم کی خوشی نہیں یعنی تم جنت حاصل کرنا چاہو تو دنیا میں غمگین بن کر رہو، خوش و خرم اور ہنستے کھیلتے نہ رہو تا کہ تمہیں جنت کی خوشی حاصل ہو جو ایسی خوشی ہے جس میں کسی قسم کا غم نہ ہوگا''۔

دل سخت کرنے والی تین چیزیں:

18 اپریل: صوبہ ہلمند..........علاقہ حیدر آباد..........فدائی مجاہد حافظ عبداللہ کا استشہادی حملہ..........60 افغان فوجی ہلاک..........فوجی کیمپ مکمل طور پر تباہ

تین چیزیں دل سخت کردیتی ہیں: ا۔کسی تعجب خیز بات کے بغیر ہنسنا، ۲۔بلا بھوک کھانا، ۳۔بلاضرور بات کرنا۔

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''انسان لوگوں کو ہنسانے کے لیے ایک بات کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ جل شانہ کو ناراض کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضی اس کو لاحق ہوتی ہے اور اس کے اردگرد کو گھیر لیتی ہے اور ایک شخص اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ایک بات کرتا ہے اور اسے رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے اردگرد پھیل جاتی ہے''۔

زیادہ ہنسنا رعب ختم کرتا ہے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو شخص زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت و رعب کم ہوجاتا ہے اور جو مذاق کرتا ہے وہ کم تر بن جاتا ہے اور جو شخص جو کام بار بار کرتا ہے اس کے ساتھ مشہور ہوجاتا ہے اور جو زیادہ باتیں کرتا ہے زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور جس کی غلطیاں بڑھ جائیں اس میں شرم وحیا کم ہوجاتی ہے اور جس میں حیا کم ہوجائے اس میں تقویٰ وورع کم ہوجاتا ہے اور جس میں تقویٰ وورع کم ہوجائے اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے اور جس کا دل مردہ ہوجائے اس کے لیے جہنّم کی آگ زیادہ مناسب ہے''۔

قہقہہ کی آٹھ خرابیاں:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قہقہہ مار کر ہنسنے سے بچو، اس لیے کہ اس کی وجہ سے آٹھ آفتیں لاحق ہوجاتی ہیں:

ا۔علماوعقل مند حضرات آپ کی مذمت کریں گے۔

۲۔بے وقوف وجاہل قسم کے لوگ آپ پر جری ہوجائیں گے۔

۳۔اگر آپ جاہل ہوں گے تو جہالت اور بڑھ جائے گی، اور اگر عالم ہوں گے تو علم کم ہوجائے گا۔ اس لیے کہ عالم جب قہقہہ مار کر ہنستا ہے تو اپنے علم کے ایک حصّے کو نکال پھینکتا ہے۔

۴۔اس کی وجہ سے سابقہ گناہوں سے بھول پیدا ہوتی ہے۔

۵۔آئندہ گناہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ ہنسی کی وجہ سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے۔

۶۔موت اور اس کے بعد پیش آنے والے آخرت کے امور کا نسیان پیدا ہوتا ہے۔

۷۔آپ کو ان لوگوں کا گناہ بھی ہوگا جنہیں آپ نے ہنسایا ہے۔

۸۔ہنسی کی وجہ سے آخرت میں بہت رونا پڑے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَلْيَضْحَكُواْ قَلِيلاً وَلْيَبْكُواْ كَثِيراً جَزَاء بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ

(التوبۃ: ۸۲)

''سو تھوڑے دن ہنس لیں اور پھر (آخرت میں) بہت دن روتے رہیں ان کاموں کے بدلے میں جو وہ کرتے رہتے تھے''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فَلْيَضْحَكُواْ قَلِيلاً کے بارے میں فرمایا:

''اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا تھوڑے دنوں کی زندگی ہے اس میں جتنا چاہو ہنس لو، جب اللہ جل شانہ کے پاس جاؤ گے تو اتنا روؤ گے جو کبھی ختم ہی نہ ہوگا۔ یہی اللہ جل شانہ کے درج ذیل فرمانِ مبارک کا مقصد ہے:

وَلْيَبْكُواْ كَثِيراً جَزَاء بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ

''اور پھر (آخرت میں) بہت دن روتے رہیں ان کاموں کے بدلے میں جو وہ کرتے رہتے تھے''۔

اس لیے بلاضرورت بالکل نہ ہنسیے، آخرت کو سامنے رکھیے، اپنی بداعمالیوں اور گرفت خداوندی کو نہ بھولیے، توبہ استغفار کرتے رہیے اور آئندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا عزم بھی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو خواب غفلت میں پڑنے، دل کی سیاہی، غفلت، قبر اور اس کے بعد آنے والی زندگی سے بے توجہی برتنے سے بچائے اور اسلامی آداب پر عمل کرنے، انہیں پھیلانے اور عام کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

☆☆☆☆☆

''جب مجاہدین خطرے میں گھرے ہوئے ہوں تو ان کی حفاظت اور پناہ کا انتظام کرنا ہماری ذمہ داری بن جاتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مجاہدین کو پناہ دینا مہنگا ثابت ہوسکتا ہے لیکن اللہ کا دین ہم سے ایسی قربانیوں کا سوال کرتا ہے۔ دین کے لیے قربانی دیے بغیر نہ ہی اللہ کو راضی کیا جاسکتا ہے نہ اپنے ایمان کی تصدیق ممکن ہے۔ طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہوں نے عالمی کفری طاقتوں کی تمام تر دھمکیوں کے باوجود عرب مجاہدین کو پناہ فراہم کی اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو دوٹوک جواب دیا کہ اپنے مہمانوں کو اسلام دشمنوں کے حوالے کرنا ہماری ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔''

امام انوارالعولقی شہید رحمۃ اللہ

19 اپریل: صوبہ میدان وردک.........ضلع سید آباد.........نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ.........13 گاڑیاں تباہ.........ایک سیکورٹی گارڈ ہلاک.........متعدد زخمی

دعوت کے لیے خلافت کی قوت کا ہونا ناگزیر ہے!!!

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ

دعوت اسلام کو پھیلانے کے لیے کسی قطعہ ارضی کا ہونا بہت ضروری ہے، کسی ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں اسلام کے اس پودے کو لگایا جائے اور وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیے لوگ موجود ہوں۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز دعوت سے ہی ایک زمین کی تلاش شروع کر دی تھی جس کو مرکز بناتے ہوئے وہ اس پیغام کو پھیلا سکیں۔ اس دوران آپ نے تیرہ سال مکہ میں گزارے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ہمارے علم سے موازنہ تو کُجا موازنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بہت فصیح تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلام عطا کیے گئے، وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جاتی۔ پھر بھی ان سب وسائل کے باوجود مکہ کے دور میں محض چند صحابہؓ ایمان لائے۔ ثابت ہوا کہ ''کلمہ توحید'' کی قوت تاثیر کے باوجود کچھ دوسرے عناصر بھی ہیں جو اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے اہم ہیں۔

مگر دس سال بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے مدینہ کی زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسخر کیا، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر لی تو چند ہی سالوں میں سیکڑوں لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ دعوت کی پشت پر قوت کا ہونا ناگزیر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مختلف ملکوں اور جگہوں پر قوت کی تلاش کی جائے۔ یہ مفہوم تو آج کے حالات میں مزید واضح ہے کیونکہ جب سے امارت اسلامیہ اور خلافت کی تحلیل ہوئی ہے کثیر تعداد میں موجود جامعات، مدارس، مساجد، کتب اور حفاظ کے باوجود بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کی دنیا میں کوئی قوت نہیں۔ یہ حالات کیوں ہیں؟ اس لیے کہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، حالاں کہ یہ طریقہ بہت واضح ہے اور شرعی نصوص میں کئی مقامات پر اس کے خصائص بیان کیے گئے ہیں جیسے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (المائدۃ: ۵۴)

''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے''۔

یہ آیت ہماری موجودہ حالت کی ترجمانی کرتی ہے کہ جب دین سے منہ پھیر لیا جائے تو کون سی ایسی صفات ہیں جو دین کی طرف لوٹنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات کا ذکر کیا ہے، پس ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کریں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے محبت

۲۔ مسلمانوں سے نرمی اور رحم کا رویہ اختیار کرنا

۳۔ نیکی کی نصیحت کرنا

۴۔ اہل کفر کے ساتھ سختی سے پیش آنا (یہ صفت اسلام کے ایک اہم عقیدے ''الولاء و البراء'' سے تعلّق رکھتی ہے کہ مومن صرف مومنین سے ہی دوستی رکھتا ہے اور کفار سے دشمنی رکھتا ہے)

۵۔ پانچویں صفت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے'' لہٰذا اللہ کی راہ میں لڑنا اور ملامت سے نہ گھبرانا لوگوں کو دین کی طرف لانے کے لیے دو اہم صفات ہیں۔

وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ زمین پر اسلام کے سائے کے بغیر دین کی دعوت دیں گے اور اسلامی حکومت قائم کر لیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے اور یقیناً وہ دین کے منہج کا صحیح فہم نہیں رکھتے۔ جب کہ اگر ہم ان صفات کو اپنے اندر پیدا کر لیں تو ہمیں غلبۂ شریعت کے لیے ایک مضبوط بنیاد میسر آ جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے سمع، اطاعت، جہاد، ہجرت اور جماعت (رواہ امام احمد، ترمذی)۔

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جن پانچ چیزوں کا ذکر ہوا وہ ارکان اسلام ہیں (ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا) لیکن آخری پانچ کے بغیر خلافت اسلامی قائم نہیں ہو سکتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ انسان اپنی ذات اور دل میں اسلام کی موجودگی کا اقرار کرے لیکن زندگی میں غیر اللہ کے احکام نافذ کرے۔ جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ دنیا پر صرف اسلام کی حکومت قائم ہو۔ کہ

19 اپریل: صوبہ قندھار.........ابوکلا معروف.........مجاہدین کا ایک چیک پوسٹ پر حملہ.........7 افغان فوجی ہلاک.........2 شدید زخمی

اسلام محض مراسم عبودیت کا نام نہیں ہے۔ اس لیے آخری پانچ چیزوں پر عمل بہت ضروری ہے۔ اگر ان پانچ چیزوں پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا قبائل کو دی گئی دعوت سے بہت گہرا تعلّق ہے۔ یعنی ان کا ''پناہ اور نصرت'' سے ربط ہے۔ اس لیے کہ پناہ اور نصرت کے لیے جماعت کا ہونا، پھر اس جماعت میں سمع اور اطاعت کی موجودگی، سمع اور اطاعت کے تحت جہاد کرنا اور پھر جہاد کے لیے ہجرت سب چیزیں آپس میں مربوط ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ امارت اسلامی یا خلافت اسلامی یا اسلامی حکومت کے قیام کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں کی موجودگی اشد ضروری ہے۔

۱۔ جماعت

۲۔ سمع وطاعت

۳۔ ہجرت اور جہاد

جو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کی قربانیوں کے بغیر اسلام کا نفاذ ہو جائے تو یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو نہیں سمجھے اور اگر سمجھے بھی ہیں تو ان پر عمل کرنے کی بجائے خود کو دوسری آسان عبادات میں مشغول کر رکھا ہے کیونکہ جہاد کرنا ان کے لیے مشکل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس رویے کا ذکر کیا ہے۔ اسی وجہ سے آج کرۂ ارض پر کوئی ملک ایسا نہیں جس کی طرف ہجرت کی جا سکے۔ جب سے خلافت کا خاتمہ ہوا ہے، اہل کفر کی یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کی کوئی اسلامی حکومت قائم نہ ہو سکے لیکن جب افغانستان پر حملہ ہوا اور سوویت اتحاد کو شکست سامنے نظر آنے لگی تو صلیبیوں نے اس اتحاد کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ اس وقت نوجوان مسلمان مجاہدین کے علاوہ کوئی نہ تھا جو سوویت یونین کا مقابلہ کرتا، اللہ کی مدد سے انہوں نے امارت اسلامیہ کی بنیاد رکھی جو دس سال تک قائم رہی۔ لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ امت نے اپنے فرض کو پورا نہیں کیا خاص طور پر علما، داعیوں، خطیبوں اور اسلامی جماعتوں نے۔ جو لوگ بھی مجاہدین کی نصرت کے لیے ارض جہاد پر آئے وہ امت کے نوجوانوں کا بہت چھوٹا سا گروہ تھا، اس کے علاوہ کچھ اہل ثروت نے اپنے مال سے نصرت کی لیکن یہ سب ایک مضبوط امارت اسلامی کے قیام کے لیے ناکافی تھا۔ جب کہ یہ ایک زبردست موقع تھا کہ ایک ایسی امارت اسلامی قائم کی جاتی جو رنگ ونسل اور جغرافیائی تعصّبات سے پاک ہوتی جب کہ ہمارے افغان بھائی بھی ہر طرح کے تعاون کے لیے تیار تھے۔ حالات ایسے بن چکے تھے کہ ایک مضبوط امارت اسلامی وجود میں آ سکتی تھی۔ مگر صد افسوس کہ شیخ عبداللہ عزامؒ جیسے علما اور مفکرین کی دعوت فکر اور جہاد کی ترغیب کے باوجود کسی نے کان نہ دھرے اور لوگ اپنی جغرافیائی حدوں سے چپک کے بیٹھے رہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اسلامی حکومت بنائے، جب کہ ہر جماعت کی آرزو ہے وہ جس ملک میں موجود ہیں اسی میں اسلامی نظام قائم ہو جائے، اور ہم انہی افکار کے غلام ہیں اسی لیے تو دس سال یونہی گزر گئے اور کوئی ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے آگے نہیں بڑھا۔

لیکن میں آپ کو مطلع کر دوں کہ حالات مزید دگرگوں ہو چکے ہیں کیوں کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت بھی تقریباً چھ سال تک موجود رہی لیکن امت کے افراد کی اکثریت نے لاپرواہی کا رویہ اختیار کیا اور عالمی طاغوتی میڈیا کی باتوں میں آ کر کسی نے بھی اس حکومت کی نصرت نہیں کی حتیٰ کہ امریکی حملے کے بعد یہ حکومت بھی ختم ہو گئی۔ مگر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ عوام تو میڈیا کے پروپیگنڈے کا شکار ہو ہی جاتے ہیں لیکن کیسے ممکن ہے کہ علما اور داعی بھی اصل حالات سے ناواقف ہوں جب کہ دنیا کے کسی بھی مسلمان ملک سے افغانستان چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔ میرے نزدیک طالبان حکومت کی مدد سے غفلت، علما سو کے سوئے فہم کا نتیجہ ہے (واللہ اعلم) حقیقت یہ ہے کہ یہ امارت اسلامی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گئی اور علما کی جماعت خاموشی سے بیٹھی رہی۔ اگرچہ مسلم امہ میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ ایک مضبوط اسلامی خلافت قائم کی جا سکے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس صلاحیت کو استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہم گناہ گار ہو رہے ہیں۔ وقت کی ضرورت ہے کہ اگر نوجوان اور تاجر اپنی ذمہ داری کو سمجھ چکے ہیں تو اپنے فرض کو ادا کریں اس طرح امت سے سختی اٹھ جائے گی۔ آج کئی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ پوری امت کو جہاد پر نکلنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات یقیناً حق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بات کو بیان کرنے کا مقصد درست نہیں ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ فرضِ کفایہ کی صورت میں پوری امت کو جہاد پر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دشمن کا مقابلہ کرنے لیے امت کا ایک گروہ بھی کافی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرض عین کا حکم بھی یہی ہے۔ مگر علما ہم سے اس بات پر اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کئی ہزار افراد مہیا کر دیے تو کیا ابھی بھی تم مقابلہ نہیں کر سکتے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم کام چھوڑ کر سب کے سب جہاد کے لیے نکل جائیں۔ یہاں پر اس دور کی سب سے بڑی مصیبت کی نشاندہی ہوتی ہے اور وہ ہے مادیت پرستی! شیخ عزامؒ نے یہ بات صراحت سے بیان کی ہے کہ جب دشمن دین ودنیا میں فساد کے لیے حملہ کر دے تو اس کے خلاف قتال ایمان کے بعد سب سے اہم چیز ہے۔ جب کہ فرض عین کا حکم اس وقت ساقط ہو کر فرض کفایہ میں تبدیل ہوتا ہے جب دشمن کے مقابلے کے لیے قوت کافی ہو جائے۔ مگر یہ لوگ محض دنیاوی لذتوں کے لیے بہانے تراشتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جہاد ایک عظیم عبادت ہے لیکن اس کے علاوہ بھی تو دوسری عبادات موجود ہیں۔ یہی سوچ شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔ بے شک یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج کو نہیں سمجھ سکے!!!

☆☆☆☆☆

20 اپریل: صوبہ فراہ.........ضلع بکوا.........نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ.........14 افغان فوجی ہلاک.........11 زخمی.........7 ٹرک اور 12 گاڑیاں تباہ

خلافت کا تصور

حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ

وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۔(بنی اسرائیل)

''اور اعلان کر دے کہ حق آ چکا اور باطل نابود ہو گیا، یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا''

خلافت کا تصور جس سے کفر خائف ہے یہ ہے کہ حاکم اعلیٰ اللہ ہے اور انسان جو حقیقت میں ایک صحیح مسلمان ہی ہو سکتا ہے روئے زمین پر اس کا خلیفہ ہے۔ سب انسان اپنی خلقت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ کیوں کہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ فوقیت صرف نیکی اور تقویٰ سے ہے۔

جیسے اللہ کی حاکمیت وسیع ہے اسی طرح اس کے خلیفہ کی خلافت بھی روئے زمین پر وسیع ہے۔ اسلام کے لیے کوئی ملکی حدود نہیں۔ روئے زمین پر اسلام پھیلانا خلیفہ کا فرض ہے۔ خلافت کے اس تصور سے مسلمانوں میں وحدت اور ایک مرکز کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جہاد کا جذبہ ابھرتا ہے۔ جب سب مسلمان برابر ہیں تو قومی اور علاقائی عصبیتوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ خلافت کا یہ تصور کفر کے لیے ایٹم بم ہے اور اسلام کے لیے توسیع کا پروگرام جس کے لیے جہاد کی ضرورت ہے اور جہاد کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفر مٹ نہ جائے جہاد جاری رکھو:

وَ قٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّ يَكُوۡنَ الدِّيۡنُ لِلّٰهِ(البقرة:)

''ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آ جائے''۔

کفر جانتا ہے کہ خلافت الٰہیہ اور جہاد ایسے لفظ ہیں کہ ان سے مسلمانوں کی وہ دینی حس بے دار ہوتی ہے جو سب عصبیتوں کو ختم کر دیتی ہے اور مسلمان جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لیے کفر خلافت کے تصور کو برداشت نہیں کرتا وہ اسے ہر صورت میں مٹانا چاہتا ہے، وہ جمہوریت کا سبق پڑھاتا ہے تاکہ مسلمان اللہ کو بھول کر اپنی حکمرانی کی دوڑ میں لگ جائیں۔ مختلف عصبیتیں پیدا کر کے الیکشن لڑیں اور انتشار کا شکار ہوں۔ اسلام کی توسیع اور جہاد کا جذبہ ان کے دلوں سے نکل جائے، چھوٹی چھوٹی اپنی جمہوریتیں بنا کر باہم دست وگریباں رہیں۔ جب کمزور ہو جائیں تو کفر کے دست نگر رہیں۔

جمہوریت:

جمہوریت مستقل ایک علیحدہ نظام ہے ،اسلام ایک علیحدہ نظام ہے ۔ جمہوریت کو کافروں نے ایجاد کیا ہے، اسلام اللہ کا نظام ہے جو ساری کائنات میں جاری ہے۔ جمہوریت میں عوام ہی سب کچھ ہوتے ہیں، جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اللہ کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ جمہوریت میں عوام ہی طاقت کا سرچشمہ سمجھے جاتے ہیں، ان کی حکمرانی ہوتی ہے، وہ اپنے معاشرے کا خود ہی دستور بناتے ہیں، خود ہی قانون۔ جو پارٹی اکثریت میں ہو حکومت کرتی ہے جو اقلیت میں ہو محکوم ہوتی ہے، اس طرح انسان انسان پر حکومت کرتا ہے۔ اسلام میں حاکمیت اعلیٰ اللہ کی ہوتی ہے، سب انسان اس کے حکم کے تابع ہوتے ہیں راعی اور رعایا سب اللہ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اسلام میں قانون اللہ کا ہوتا ہے کوئی انسان کسی انسان پر اپنے قانون کے ذریعے حکم نہیں کر سکتا۔ حکومت سب پر اللہ کی ہوتی ہے۔ جمہوریت میں اکثریت جو چاہتی ہے کرتی ہے۔ جمہوریت میں حق ناحق جائز ناجائز اچھا برا فی نفسہ کوئی چیز نہیں۔ جو اکثریت منظور کر دے وہی حق اور جائز حتیٰ کہ اگر اکثریت فعل قوم لوط (sodomy) کو جائز قرار دے دے تو معاشرے میں وہ بھی جائز سمجھا جائے گا۔ جمہوریت میں اکثریت کو بالادستی ہوتی ہے۔ اکثریت اپنی اکثریت کے بل بوتے پر جو چاہے کرے، حلال کو حرام کر دے حرام کو حلال، جمہوری نظام میں سب کچھ روا ہے۔ اسلام میں اقلیت اور اکثریت کوئی چیز نہیں۔ اسلام میں طاقت حق کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ کا قانون ہے۔ حق اقلیت میں ہو یا اکثریت میں۔ بالادستی حق کی ہوتی ہے۔ جو حق نہیں خواہ وہ اکثریت میں ہو اسلام میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ قرآن مجید میں ہے :

وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ أَهۡوَاءَهُمۡ لَفَسَدَتِ السَّمٰوَاتُ وَالۡأَرۡضُ وَمَنۡ فِيهِنَّ بَلۡ أَتَيۡنَاهُمۡ بِذِكۡرِهِمۡ فَهُمۡ عَنۡ ذِكۡرِهِمۡ مُعۡرِضُونَ (المومنون:)

''اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہو جائے تو زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہو جائے''۔

یعنی اگر حق عوام کے تابع ہو جائے......خواہ وہ اکثریت میں ہی ہوں تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے اس کا صاف مطلب ہے کہ اسلامی نظام میں جمہوریت چل ہی نہیں سکتی۔ اسلام میں جوں ہی جمہوریت آئی اسلامی نظام درہم برہم ہوا۔ اسلام حق کی برتری چاہتا ہے۔ جمہوریت میں مذہب (دین) کوئی چیز نہیں مذہب (دین) ہر آدمی کا اپنا ذاتی اور پرائیویٹ مسئلہ ہے۔ ہر کوئی جو مرضی مذہب (دین) رکھے کوئی پابندی نہیں۔ جمہوریت کی نظر میں اسلام اور کفر دونوں برابر ہیں۔ جمہوریت لادینیت کا دوسرا

20 اپریل: صوبہ ہلمند.........موسیٰ قلعہ.........بارودی سرنگ دھماکے.........صلیبی فوج کے 3 ٹینک تباہ ہو.........10 صلیبی فوجی ہلاک.........5 شدید زخمی

نام ہے۔جمہوریت کا ذہنوں پر یہ اثر ضرور ہوتا ہے کہ آدمی سیکولر سا ہو جاتا ہے اور نہیں تو دینی غیرت تو ضرور ختم ہو جاتی ہے۔اسلام ایک مستقل مذہب (دین) ہے جس کی بنیاد اللہ ہی کے تصور پر ہے۔اسلام کی نگاہ میں مذہب (دین) صرف اسلام ہے، باقی سب باطل ہے:

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ (یونس:)

''پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے''۔

اسلامی نظام میں باطل کے لیے کوئی جگہ نہیں۔باطل کو مٹانا اسلام کا فرض ہے اور یہی جہاد ہے جو قیامت تک جاری ہے۔جب جمہوریت اور اسلام میں اتنا تضاد ہے تو جمہوریت اسلامی کیسے ہوسکتی ہے۔؟

نظام اسلام چلانے والوں کا انتخاب عوام کے ہاتھ میں دینا جمہوریت میں تو جائز ہوسکتا ہے، اسلام میں جائز نہیں، کیونکہ عوام تو کالانعام ہوتے ہیں۔ان کو دھونس، دھاندلی اور دھوکے سے ہر وقت ورغلایا جاسکتا ہے وہ کبھی صحیح انتخاب نہیں کر سکتے۔یہ کام تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو صاحب کردار ہوں اور خود اسلام میں اجتہادی بصیرت رکھتے ہوں۔عوام کے سپرد یہ کام کر دینا ایسی ہی حماقت ہے جیسے کسی بڑے کارخانے کی تنصیب کا کام دیہاتیوں کے سپرد کر دینا۔عوام کو یہ حق دینا گویا اسلام کو عوام کے تابع کرنا ہے کہ وہ جیسا اسلام چاہتے ہیں لائیں گے مزدوروں کا اسلام لائیں گے۔عوام کا اسلام لائیں گے۔انھیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام ایک ہے۔اصل میں یہ لوگ اپنی ذہن کی کجی کو بھی اسلام سمجھتے ہیں۔کیونکہ آج کل کے مسلمانوں کا اسلام کے بارے میں نظریہ بڑا عجیب ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ مسلمانوں میں چل جائے سب کچھ اسلام ہے۔ان کے نزدیک مسلمان اسلام سے نہیں بلکہ اسلام مسلمانوں سے بنتا ہے۔جو کچھ مسلمان کرتے جائیں وہ اسلام بنتا جاتا ہے۔وہ یہ نہیں جانتے کہ اسلام اللہ کا دین ہے مسلمانوں کا بنایا ہوا نہیں ہے۔اگر وہ خالص رہے، ملاوٹ بالکل بھی نہ ہو تو اسلام ہے ذرا بھی ملاوٹ یا ردو بدل ہو جائے تو وہ کفر ہو جاتا ہے۔لوگ اسلام کے تابع رہیں تو مسلمان ہیں اسلام کو اپنا تابع بنائیں تو کافر ہیں۔

اسلام کا تو یہ حکم ہے کہ عوام کے کسی حق پر خلیفہ کو ہٹایا نہیں جاسکتا کیونکہ وہ اللہ کا نائب ہے۔لیکن جمہوریت کہتی ہے کہ ہر پانچ سال بعد ضرور الیکشن ہوگا تاکہ خلیفہ کو بدلا جا سکے اس کا کوئی قصور ہو یا نہ ہو۔لہٰذا ہر پانچ سال بعد والے الیکشن کروانے میں اسلام کے اس حکم کی صریح مخالفت ہے۔اللہ کی حاکمیت کا ابطال ہے۔نظریہ خلافت الٰہیہ کا استیصال ہے۔آپ احادیث کو دیکھیں پھر اندازہ کریں کہ اس الیکشن بازی میں اسلام کی کتنی مخالفت ہے۔

کوئی مانے یا نہ مانے اسلام میں الیکشن بازی کی کوئی گنجائش نہیں۔اسلام میں الیکشن نہ پہلی بار جائز ہے نہ پانچ سال بعد۔جب اسلام عوام کی حکومت کے حق کو ہی تسلیم نہیں کرتا تو الیکشنوں کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ عوام کو الیکشنوں کی اجازت دینے کے معانی یہ ہیں کہ حکومت عوام کا حق ہے۔عوام کو حکومت کا حق دینے کے معانی یہ ہیں کہ اللہ علی الاطلاق حاکم نہیں۔زمین پر حکومت عوام کی ہے۔جب زمین پر اللہ کی حاکمیت نہ رہی تو اللہ کے احکام ماننے کا سوال کہاں رہا۔تو پھر اسلام کہاں رہا اور یہی کفر چاہتا ہے کہ جمہوریت کے ذریعے مسلمانوں کو ملحد اور لادین بنائے۔

الیکشن صریحاً اسلام کی مخالفت ہے:

۱۔الیکشن جمہوری نظام کا ایک عمل ہے تو الیکشن کروانے میں جمہوری نظام کی ترویج ہے۔ چونکہ جمہوری نظام کفر کا نظام ہے لہٰذا الیکشن کروانا گویا کفر کے نظام کو رواج دینا ہے۔

۲۔الیکشن جمہوری عمل ہے اور جمہوریت کفر کا نظام ہے اس نظام کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ اللہ اور اس کی حاکمیت کوئی چیز نہیں۔خلافت الٰہیہ کا تصور ملوکیت کا استبدادی تصور ہے۔حکومت عوام کا حق ہے عوام ہی سب کچھ ہیں۔عوام کو چاہیے کہ الیکشن کے ذریعے اپنے اس حکومت کے حق کو استعمال کریں۔لہٰذا الیکشن کروانا گویا اس کفریہ عقیدے کو تسلیم کرنا ہے۔

۳۔الیکشنوں کی بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ حکومت عوام کا حق ہے اللہ کا حق نہیں، الیکشن کروانا گویا عوام کے اس حق کو تسلیم کرنا ہے۔جس سے اللہ کی حاکمیت کی نفی ہوتی ہے۔

۴۔اسلام کہتا ہے حکومت اللہ کا حق ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے۔زمین پر بھی حکومت اللہ ہی کی ہے۔زمین پر اللہ کا نائب خلیفہ ہوتا ہے۔اس نائب کا کام اللہ کے احکام کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔اس نائب کے لیے عوام کا نمائندہ ہونا ضروری نہیں، وہ چند ایک کا مقرر کردہ بھی ہوسکتا ہے، وہ غیر ملکی بھی ہوسکتا ہے، وہ خود قابض بھی ہوسکتا ہے۔جو اللہ کے دین کو نافذ کرے وہ نائب ہے۔عوام اسے منتخب کر سکتے ہیں نہ معزول۔الا یہ کہ وہ اللہ کا باغی ہو جائے، عوام اپنے کسی حق کی وجہ سے اسے نہیں ہٹا سکتے۔

اسلامی سیاست:

اسلامی سیاست کی راہ اسلامی جمہوریت کی طرح عافیت کی راہ نہیں، بہت کٹھن ہے، پرخطر ہے جان لیوا ہے صبر آزما ہے لیکن ہے یقینی کیونکہ جہاد کی راہ ہے، جب پہنچائے گی خواہ دیر سے پہنچائے، پہنچائے گی ٹھکانے پر۔جمہوریت کی طرح لٹکائے ٹرخائے گی نہیں۔اسلامی تاریخ دیکھ لیں۔اسلام جب آتا ہے کفر کو پچھاڑ کر آتا ہے۔یہ نہیں کہ کفر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کفر کے ساتھ آئے۔اس کے آنے کا انداز قرآن بیان کرتا ہے۔(وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ) اسی لیے جمہوریت خواہ اسلامی ہو اسلام نہیں لاسکتی۔اگر جمہوریت اپنی بے بسی میں کبھی اسلام لائے بھی تو کفر کے ہاتھوں سمجھوتہ کر کے لائے گی۔تاکہ کفر کے لیے کارروائی کا موقعہ رہے۔ (بقیہ صفحہ ۷۱ پر)

20 اپریل: صوبہ پکتیکا............جانی خیل............مجاہدین کا اتحادی فوج پر گھات لگا کر حملہ............اتحادی اور افغان فوج کے 7 فوجی ہلاک............اتحادی فوج کے 3 ٹینک بھی تباہ

خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کا سازشی پس منظر

شفیق احمد

ستمبر ۲۰۰۹ء میں صدیوں ترکی پر فرماں روائی کرنے والے عثمانی خلفا کے آخری جاں نشین کا استنبول کے اسی شہر میں انتقال ہو گیا جو کبھی تین براعظموں پر پھیلی اس عظیم سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ ارطغرل عثمانی کی عمر ۹۷ سال کی تھی اور وہ کمال اتاترک کے ہاتھوں عثمانی خلافت کے خاتمے اور ترک جمہوریہ کے قیام کے بعد سے امریکہ میں مقیم تھے۔ ارطغرل عثمان ۱۹۱۲ء میں استنبول میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۲۴ء میں سلطنت کے خاتمے کے وقت وہ آسٹریا کے شہر ویانا میں ایک اسکول میں پڑھ رہے تھے۔ انہیں ویانا میں یہ خبر ملی کہ اتاترک نے ان کے خاندان کے تمام افراد کو جلاوطن کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی بیش تر زندگی امریکا کے شہر نیویارک میں گزری، جہاں ساٹھ برس تک وہ ایک ریستوراں کے اوپر کی منزل میں ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہے۔ ارطغرل عثمان ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ ان کے کوئی سیاسی عزائم نہیں تھے اور وہ ۱۹۹۰ء تک ترکی واپس نہیں لوٹے۔ وہ ترکی حکومت کی دعوت پر واپس گئے تھے، لیکن انہوں نے تب بھی کوئی وی آئی پی پروٹوکول قبول نہیں کیا۔ جب وہ اپنے خاندان کے سابق محلات دیکھنے گئے تو بھی وہ سیاحوں کے ایک گروپ میں شامل ہو کر اپنے آبا و اجداد کی سابق رہائش گاہیں دیکھتے رہے۔ یہ وہی محل تھا، جہاں ان کا اپنا خاندان بھی رہتا تھا اور جہاں ان کا بچپن گزرا تھا۔

اس پس منظر میں مسلمانوں کے لیے یہ جاننا دل چسپی سے خالی نہ ہوگا کہ آخر وہ کون سی عالمی اور خاص طور پر صہیونی سازشیں تھیں، جن کے نتیجے میں عالم اسلام کو ترکی میں خلافت عثمانیہ سے محروم ہونا پڑا۔ حالات پر نظر ڈالیں تو پتا چلے گا کہ آج سے ۶۵ سال قبل مغربی طاقتوں نے ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطینی عوام کے سینے میں اسرائیل نام کا ایک خنجر گھونپا تھا، جس کی کسک ابھی تک محسوس کی جا رہی ہے۔ اس سے ایک دن پہلے برطانیہ نے اس علاقے سے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کے خاتمے کا اعلان کر دیا تھا، جس پر اس نے پہلی عالمی جنگ میں ترکی کو شکست دے کر قبضہ کر لیا تھا۔ ضروری ہے کہ ان ریشہ دوانیوں پر نظر ڈالی جائے، جن کے ذریعے اسرائیل کے قیام سے ۳۰ سال قبل خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشوں کا جال بنا گیا تھا۔

پہلی عالمی جنگ کا سلسلہ ۱۹۱۴ء میں شروع ہوا تھا، جو ۱۹۱۸ء میں ترکی اور جرمنی کی شکست پر ختم ہوا۔ اس جنگ میں ایک طرف برطانیہ اور اس کے حواری تھے تو دوسری طرف جرمنی اور ترکی کے آخری خلیفہ سلطان عبدالحمید کی افواج صف آرا تھیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد ترکی میں اسلام پسند قوتوں کا بتدریج زوال ہوتا گیا اور مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں دہریوں کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا۔ اس کا نتیجہ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی شکل میں نکلا۔ ناقدین کی نظر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد تاریخ اسلام کا بدترین اور دردناک سانحہ شاید ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی صورت میں نمودار ہوا، کیوں کہ ترکی میں خلافت جیسی بھی تھی، اس کے خاتمے نے ملت اسلامیہ کی رہی سہی مرکزیت کو ختم کر کے رکھ دیا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوستان کے مسلمان خلافت عثمانیہ کے خاتمے پر تڑپ اٹھے اور محمد علی جوہر اور شوکت علی نے تحریک خلافت شروع کی، اس کا اثر کتنا پڑا، اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب ہندوستان کے گلی کوچوں میں یہ شعر پڑھا جاتا تھا

؎ بولی اماں محمد علی کی، جان بیٹا خلافت پہ دے دو

کہا جاتا ہے کہ سلطان عبدالحمید کے دورِ حکومت میں یہودیوں کے ایک وفد نے خلیفہ سے ملاقات کی تھی۔ یہ ۱۹ویں صدی کے اواخر کی بات ہے۔ اس زمانے میں خلافت عثمانیہ بے حد کمزور ہو چکی تھی۔ ترکی کی مالی حالت خستہ تھی، حکومت بھی مقروض تھی۔ اس وفد نے خلیفہ سے کہا تھا کہ:

''اگر آپ بیت المقدس اور فلسطین ہمیں دے دیں تو ہم خلافت عثمانیہ کا سارا قرضہ اتار دیں گے اور مزید کئی ٹن سونا بھی دیں گے۔''

اس گئے گزرے خلیفہ عبدالحمید کی دینی حمیت دیکھیے کہ اس نے وہ جواب دیا، جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ خلیفہ نے اپنے پاؤں کی انگلی سے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''اگر اپنی ساری دولت دے کر تم لوگ بیت المقدس کی ذرا سی مٹی بھی مانگو گے تو ہم نہیں دیں گے۔''

اس وفد کا سربراہ ایک ترکی یہودی قرہ صوہ آفندی تھا۔ بس پھر کیا تھا، خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، چناں چہ چند برسوں بعد جو شخص مصطفیٰ کمال پاشا کی طرف سے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کا پروانہ لے کر خلیفہ عبدالحمید کے پاس گیا تھا، وہ کوئی اور نہیں، بلکہ یہی ترک یہودی قرہ صوہ آفندی ہی تھا۔ خود مصطفیٰ کمال پاشا بھی یہودی النسل تھا۔ اس کی ماں یہودن تھی اور باپ ترک قبائلی مسلمان تھا۔ پھر ساری دنیا نے دیکھا کہ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترکی میں نوجوان ترکوں کا غلبہ شروع ہو گیا۔ یہیں سے YoungsTurks کی اصطلاح نکلی، جنہوں نے مصطفیٰ کمال پاشا کی

21 اپریل: صوبہ بادغیس............مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ............8 اتحادی فوجی ہلاک............13 زخمی

قیادت میں اسلام پسندوں پر مظالم ڈھائے، علما کا قتل عام کیا، نماز کی ادائیگی اور تمام اسلامی رسومات پر پابندی لگا دی۔ عربی زبان میں خطبہ، اذان اور نماز بند کر دی گئی۔ مساجد کے اماموں کو پابند کیا گیا کہ وہ ''ترک'' زبان میں اذان دیں، نماز ادا کریں اور خطبہ پڑھیں۔ اسلامی لباس اترو اکر عوام کو یورپی کپڑے پہننے پر مجبور کیا گیا۔ مصطفیٰ کمال پاشا اور اس کے ساتھی نوجوان ترکوں نے ترکی میں اسلام کو کچلنے کے لیے جتنی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا، اس کی مثال روس اور دیگر کمیونسٹ ملکوں کے علاوہ شاید کہیں نہ ملے۔

خلافت عثمانیہ کے اندرون ملک یہودیوں نے جو سازشی جال پھیلایا تھا، اس کی ایک جھلک دکھلانے کے لیے خلیفہ عبدالحمید کا ایک تاریخی خط پیش کیا جاتا ہے، جو انہوں نے اپنے شیخ ابو الشامات محمود آفندی کو اس وقت لکھا تھا، جب انہیں خلافت سے معزول کر کے سلانیکی میں جلاوطنی اور قید تنہائی پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ اس خط کے مندرجات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امت مسلمہ کے نظام خلافت کی بیخ کنی کے لیے صہیونی طاقتوں نے کیسی سازشیں کی تھیں اور ان سازشوں میں کون شریک تھا؟ خلیفہ عبدالحمید کے خط کا اردو ترجمہ پیش ہے:

''میں انتہائی نیازمندی کے ساتھ طریقہ شاذلیہ کے اس عظیم المرتبت شیخ ابو الشامات آفندی کی خدمت میں بعد تقدیم احترام عرض گزار ہوں کہ مجھے آپ کا ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء کا لکھا ہوا گرامی نامہ موصول ہوا۔

جناب والا! میں یہ بات صاف صاف بتانا چاہتا ہوں کہ میں امت مسلمہ کی خلافت کی ذمے داریوں سے از خود دست بردار نہیں ہوا، بلکہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یونینسٹ پارٹی نے میرے راستے میں بے شمار رکاوٹیں پیدا کر دی تھیں۔ مجھ پر بہت زیادہ اور ہر طرح کا دباؤ ڈالا گیا۔ صرف اتنا ہی نہیں، مجھے دھمکیاں بھی دی گئیں اور سازشوں کے ذریعے مجھے خلافت چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ یونینسٹ پارٹی، جو نوجوانانِ ترک (Young Turks) کے نام سے بھی مشہور ہے، نے پہلے تو مجھ پر اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ میں مقدس سرزمین فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کے قیام سے اتفاق کرلوں۔ مجھے اس پر مجبور کرنے کی کوششیں بھی کی گئیں، لیکن تمام دباؤ کے باوجود میں نے اس مطالبے کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ میرے اس انکار کے بعد ان لوگوں نے مجھے ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا دینے کی پیش کش کی۔ میں نے اس پیش کش کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ ایک سو پچاس ملین اسٹرلنگ پاؤنڈ سونا تو ایک طرف، اگر تم یہ کرۂ ارض سونے سے بھر کر پیش کرو تو بھی میں اس گھناؤنی تجویز کو نہیں مان سکتا۔ ۳۰ سال سے زیادہ عرصے تک امت محمدیہ کی خدمت کرتا رہا ہوں۔ اس تمام عرصے میں، میں نے کبھی اس امت کی تاریخ کو داغ دار نہیں کیا۔ میرے آباؤاجداد اور خلافت عثمانیہ کے حکمرانوں نے بھی ملت اسلامیہ کی خدمت کی ہے، لہٰذا میں کسی بھی حالت اور کسی بھی صورت میں اس تجویز کو نہیں مان سکتا۔ میرے اس طرح سے صاف انکار کرنے کے بعد مجھے خلافت سے ہٹانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلے سے مجھے مطلع کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ مجھے سلانیکی میں جلاوطن کیا جارہا ہے۔ مجھے اس فیصلے کو قبول کرنا پڑا، کیوں کہ میں خلافت عثمانیہ اور ملت اسلامیہ کے چہرے کو داغ دار نہیں کرسکتا تھا۔ خلافت کے دور میں فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت کا قیام ملت اسلامیہ کے لیے انتہائی شرم ناک حرکت ہوتی اور دائمی رسوائی کا سبب بنتی۔ خلافت ختم ہونے کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں اور ہمیشہ اس کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس رسوائی کا داغ میرے ہاتھوں نہیں لگا۔ بس اس عرض کے ساتھ اپنی تحریر ختم کرتا ہوں۔''

(والسلام)

۲۲/ایلول ۱۳۲۹ (عثمانی کلینڈر کے مطابق) ستمبر ۱۹۱۳ء

ملت اسلامیہ کا خادم: عبدالحمید بن عبدالمجید

خلیفہ عبدالحمید کے اس خط کا بغور مطالعہ کرنے سے بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر غیر متزلزل یقین تھا۔ انہوں نے یہودیوں کی اتنی بڑی مادی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ ملت اسلامیہ کی تاریخ کو اپنے عہد میں داغ دار ہونے سے بچائے رکھا۔ اہل اللہ اور اہل علم سے انہیں گہرا قلبی تعلّق تھا۔ تزکیۂ قلب اور روح کے لیے باقاعدہ سلسلۂ شاذلیہ سے وابستہ تھے۔ یہود اور مغرب کی سامراجی طاقتوں کے سامنے عزم اور استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے۔ اپنے دورِ خلافت میں یہودیوں کو سرزمین فلسطین میں قطعہ زمین کسی بھی قیمت پر خریدنے کی اجازت نہیں دی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک ترکی میں خلافت عثمانیہ قائم رہی، اس وقت تک استعماری قوتوں کا فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

مسلمانوں اور یہودیوں کی کشمکش:

مسلمانوں اور یہودیوں کی کشمکش یوں تو بہت پرانی ہے، لیکن نئے انداز میں اس کا آغاز ۱۸۹۷ء میں ہوا، جب یہودی اکابرین نے خفیہ طور پر جمع ہو کر طے کیا کہ

21اپریل: صوبہ ہلمند............مرجہ............مجاہدین کے حملے............3امریکی ٹینک تباہ............6امریکی فوجی ہلاک............6زخمی

خلافت عثمانیہ پر کاری ضرب لگائی جائے، کیوں کہ ان کے عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام کی مرکزیت تھی، چناں چہ طے شدہ پروگرام کے مطابق خلیفہ سلطان عبدالحمید کی خدمت میں ایک عیارانہ درخواست پیش کی گئی کہ '' ہمیں فلسطین میں ایک خطہ زمین دیا جائے۔ ہم اس کی بڑی سے بڑی قیمت دینے کے لیے تیار ہیں۔'' زیرک سلطان نے یہودیوں کے عزائم کو بھانپ کر ان کی درخواست رد کردی۔ بس پھر کیا تھا، سلطان کے خلاف ملک کے اندر اور باہر زہریلے پروپیگنڈے کی مہم شروع کردی گئی۔ عیسائی حکومتیں پہلے ہی خلافت عثمانیہ سے خار کھائے بیٹھی تھیں۔ ان کی فوجی طاقت اور یہودیوں کی خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمانوں کی مرکزیت ہمیشہ کے لیے ختم کردی گئی اور ترکی کے اندر مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں ایک تنظیم یونینسٹ پارٹی کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اس میں زیادہ تر بھولے ترک جوان شامل تھے۔ اس انجمن کے اجتماعات کے لیے '' فری میسن'' لاج تھے۔ فری میسن تحریک دراصل یہودیوں کے دماغ کی اختراع ہے، جس میں خاص طور پر ایسے لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے، جن کا تعلّق تو کسی نہ کسی مذہب سے ہونا ضروری ہے، لیکن حقیقت میں وہ مذہب سے بے زار ہوتے ہیں، چناں چہ وہ بڑے بڑے لوگ جن کے بارے میں متعین طور پر معلوم ہے کہ وہ فری میسن تحریک کے سرگرم کارکن تھے، ان میں مصطفیٰ کمال پاشا بھی شامل ہیں۔ اس تنظیم کے ہاتھوں خلافت عثمانیہ کا شیرازہ بکھیرا گیا اور استعمال کیا گیا مصطفیٰ کمال پاشا کو۔ پھر عالم اسلام ایک ایسے انتشار کا شکار ہوگیا کہ آج تک بلادِ اسلامیہ کے اتحاد کی تمام تحریکیں بے اثر ثابت ہوئی ہیں۔

بہرحال ۱۹۲۴ء میں ترکی سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ یونینسٹ پارٹی برسر اقتدار آگئی۔ آخری خلیفہ سلطان عبدالحمید کو اقتدار سے بے دخل کر کے جلا وطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کردیا گیا۔ ترکی میں دہریوں کا راج ہوگیا۔ مذہب بے زار فوج کا بول بالا ہوگیا۔ اور ٹھیک ۲۴ سال بعد ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں یہودی مملکت اسرائیل کا قیام عمل میں آگیا۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھیے جس '' خلیفہ'' نے ہر طرح کی لالچ اور دھمکیوں کے باوجود یہودیوں کو فلسطین کی رتی بھر زمین دینے سے انکار کردیا تھا، اسی فلسطین میں اسرائیل کو تسلیم کر کے اس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے والا پہلا مسلم ملک کوئی اور نہیں، بلکہ اتاترک کا ترکی تھا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: خلافت کا تصور

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:)

'' اور اعلان کردے کہ حق آچکا اور باطل نابود ہوگیا، یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا''۔

والی بات نہ بنے اور جو اسلام اس کے انداز سے نہیں آتا وہ نہیں رہتا۔ پاکستان کب سے اسلامی بنا ہے؟ قرارداد مقاصد کو پاس ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا ہے؟ لیکن چونکہ درمیان میں جمہوریت کا ہاتھ رہا ہے اس لیے آج تک پاکستان کو اسلام کے پاؤں نہیں لگ سکے۔ اسلام کبھی نہیں آتا جب تک کفر کو پچھاڑ نہ دے، کفر پر چڑھ نہ جائے، کفر کو مسل نہ دے کہ وہ پھر اٹھنے کے قابل نہ رہے اور یہ جمہوریت کے تحت کبھی نہیں ہوسکتا۔ اسلامی سیاست ہی ایسا کرسکتی ہے۔ اسلامی سیاست کیا چیز ہے؟ اسلام لانے کی اسلامی کوشش جو بھٹو اور ایوب جیسے کفر کے آئینوں سے آزاد ہو کر اسلام لانے کی نیت سے کی جائے اور اسلام پر منتج ہو۔ یہ ذہن کا بگاڑ ہے، یہ جمہوریت کا اثر ہے کہ آئین بھٹو اور ایوب بنائیں اور ہم اسلامی بن کر ان آئینوں کی پابندی کرتے رہیں۔ اسلام کفر کے آئینوں کے دماغ توڑنے سکھاتا ہے نہ کہ ان کی پابندی کرنا۔ قرآن کہتا ہے

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُه فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَ لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۔ (الانبیاء)

'' بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں پس سچ جھوٹ کا سر توڑ دیتا ہے اور اسی وقت نابود ہوجاتا ہے، تم جو باتیں بناتے ہو وہ تمہارے لیے باعث خرابی ہیں''۔

ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنا ہوگا۔ جمہوریت کو چھوڑ کر ان کی سیاست اور تدابیر کو اپنانا ہوگا۔ ان جیسے کارنامے انجام دینے ہوں گے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمیں ان شاء اللہ کامیابی ہوگی اور اگر ہم اپنے اسلاف کو چھوڑ کر کفر کے نظام جمہوریت کے پیچھے پڑے رہے تو **خسر الدنیا و الآخرة** والا ہمارا انجام ہوگا۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَ لَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ (الحدید:)

'' کیا اب تک ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہوجائیں، اور ان کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا تو ان کے دل سخت ہوگئے، اور ان میں بہت سے ہیں فاسق''۔

☆☆☆☆☆

22 اپریل: صوبہ ہلمند............سراشاخ............ایک بارودی سرنگ حملہ............ایک صلیبی ٹینک تباہ............4 اتحادی ہلاک............3 زخمی

خونِ مسلم کی عظمت

شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمۃ اللہ علیہ

ہم اس ماہ سے 'خونِ مسلم کی حرمت' کے نام سے ایک سلسلہ شروع کر رہے ہیں جس میں گاہے بگاہے مجاہدین کی قیادت کی طرف سے آنے والے بیانات شائع کریں گے۔ مجاہدین کے لیے اس موضوع کی بہت زیادہ اہمیّت اس لیے بھی ہے کہ وہ تو اپنی جنت کے لیے مارتے اور مرتے ہیں.....اگر ناحق خون کر کے جنت کو جہنّم میں بدل لیں تو اس سے بڑا خسارہ کیا ہوگا؟

ان الحمدلله نحمده ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنامن يهدى الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداعبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله و صحابه،امابعد:

اے میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! اور اے میری پیاری امت کے مجاہد بیٹو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج کل دشمنانِ اسلام اور اُن کے ذرائع ابلاغ کی جانب سے جہادی تحریکات پر مسلمانوں کے قتلِ عام کا بہتان لگایا جا رہا ہے۔ میری آج کی اس گفتگو کا موضوع یہی الزامات ہیں جو بارہا ہم سب کے سننے میں آتے ہیں۔ مجاہدین کی ایسی تصویر کشی کی جاتی ہے گویا یہ ایسے خونی جتھے ہیں جن کو سوائے لوٹ مار اور خون بہانے کے دنیا میں کوئی غم نہیں۔ ان کے پاس نہ تو کوئی عالی ہدف ہے، نہ کوئی عظیم نصب العین ہے اور نہ ہی یہ کوئی سیاسی لائحہ عمل رکھتے ہیں۔ حالاں کہ یہ الزامات سراسر جھوٹ ہیں، ان الزامات کی بوچھاڑ کا باعث اس صلیبی دشمن کی سازشیں ہیں' جو آج شکست خوردہ اور ذلیل وخوار ہو کر افغانستان سے بھاگ نکلنے کی راہیں ڈھونڈ رہا ہے۔ ذلت کے داغ دامن میں سجائے میدان سے بھاگنے سے پہلے زمین کو فساد سے بھر دینا، کھیتیوں اور آبادیوں کو ویران و برباد کر ڈالنا، انسانوں کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کرنا، ایسے جنگی اقدامات کرنا جو عرصے تک اپنے بھیانک نتائج دکھائیں اور عوام کے مابین مستقل دشمنیوں کے بیج بو ڈالنا' اس مکار دشمن ہی کا خاصہ ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کے بازاروں اور حتیٰ کہ مساجد میں دھماکے' جنگ کی اس مکدّر فضا کو مزید آلودہ کر رہے ہیں، جن کے سبب ان الزامات کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سو ان تمام الزامات کے جواب میں اپنے درست منہج کو واضح کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا عذر پیش کرنے کے لیے اور اس لیے کہ یہ پاکیزہ جہادی تحریک شرعی ضوابط کی مکمل پابندی اختیار کرلے' ہم تاکیداً ایسے تمام حملوں سے جن میں مسلمانوں کو ہدف بنایا جاتا ہے' مکمل برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ خواہ یہ حملے مسلمانوں کی مساجد میں ہوں، اُن کے بازاروں میں ہوں یا دیگر پرہجوم جگہوں پر۔

جماعۃ القاعدہ اور اُس کی قیادت اپنے بیانات میں اس امر کی بارہا تاکید کرتی رہی ہے اور ہم اپنی دعوت کے ذریعے سے اور اپنے منہج وطریقۂ کار سے اس معاملے کو بالکل بیّن اور واضح کر چکے ہیں۔ ہم اس امت کو اور خود اپنے آپ کو کسی بھی غلطی سے یک سر پاک قرار تو نہیں دیتے مگر ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ ہم عامۃ المسلمین کو مجبور ومغلوب عوام کی حیثیت میں دیکھتے ہیں اور کسی چیز کو بھی اُس کے واضح ترین وصف ہی سے منسوب کیا جاتا ہے یا ایسی چیز کہ جس پر کسی مخصوص مسئلے کا دار ومدار ہو۔ ہماری یہ پیاری امت آج لادین نظام ہائے حکومت کی ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ایسے مرتد حکمرانوں کے ہاتھوں مجبور ومحکوم ہے' جو خائن ہیں، دین سے باغی ہیں، دشمنوں کے آلۂ کار ہیں اور ہر دم صلیبی مغرب کے احکامات کی تعمیل میں مصروفِ کار ہیں۔ مگر یہ امت مسلمان امت ہی ہے، ہم پر اور ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی امت کو ان اندھیروں سے نجات دلائے اور اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔ ایک مسلمان کا کام امت کو اس کا اصل مقام عزت وشرف واپس دلانا ہے نا کہ افرادِ امت کا قتل، اُن کی املاک کی تباہی اور ایسی تمام حرکات جو اس امت کی پریشان حالی اور کسمپرسی میں اضافے کا مزید باعث بنے۔

> ایک مسلمان کی جان کی قدر وقیمت اور اُس کے خون کی حرمت پہچاننے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہی کافی ہے کہ ''ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے ہلکی ہے کہ کسی ایک مسلمان کو قتل کر دیا جائے''۔ چاہے ہمارا وجود فنا ہو جائے، ہماری تنظیمیں اور جماعتیں مٹ جائیں اور ہمارے منصوبے خاک میں مل جائیں مگر ہمارے ہاتھوں سے ناحق کسی مسلمان کا خون نہ بہنے پائے۔ بے شک یہ نہایت واضح اور قطعی مسئلہ ہے۔

بلاشبہ ہم اللہ عزوجل کی شریعت ہی کے پابند ہیں، جس نے بغیر حق کے کسی نفس کے قتل کو حرام ٹھہرایا ہے' چاہے دشمنانِ دین کی نفرت ودشمنی حد سے بڑھ جائے اور چاہے اُن کی جانب سے وحشت وبربریت کی انتہا ہو جائے مگر اس سب کے مقابلے میں اللہ عزوجل کا دین اس بات سے نہایت اعلیٰ وارفع ہے کہ ان دشمنوں کی رذیل حرکات کا

جواب اس بدسطح پر اتر کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور کرم کا حصول دیگر تمام مقاصد سے اعلیٰ اور معزز تر ہے۔ پس ہم اس قسم کے ہر عمل سے بری ہیں، قطع نظر اس سے کہ ایسا کہاں ہو رہا ہے اور کرنے والا کون ہے۔ چاہے یہ کام دشمن کے مجرم جتھے کریں یا چاہے امن کے نام پر قائم کیے گئے کافروں کے قاتل گروہ...... اللہ تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں پکڑ لے...... چاہے مسلمان یا مجاہدین میں سے ہی کوئی یہ کام کرے اور وہ اس معاملے کو ہلکا سمجھ کر کسی کوتاہی کا مرتکب ہوا ہو۔ ہم یہ بات نہایت صراحت سے کہتے ہیں کہ یہ تمام اعمال فساد فی الارض میں شمار ہوتے ہیں جس سے ہمیں منع کیا گیا ہے **واللّٰہ لا یحب الفساد** [اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے] **واللّٰہ لا یحب المفسدین** [اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے]۔

ہمارے مبارک شرعی جہاد کے اہداف و مقاصد نہایت بلند و ارفع ہیں۔ رحمت، عدل، نیکی و احسان کا فروغ، عزت و شرف کی زندگی کا حصول، اصلاح احوال اور دنیا و آخرت کی فوز و فلاح اور پھر ان تمام کا مقصودِ اصلی اللہ تعالیٰ کی رضا و معیت حاصل کرنا اور اللہ عزوجل کے انصار کی صف میں شامل ہو جانا تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کریں، اُس کے دین کی نصرت و حفاظت کریں، حق کو حق ثابت کر دکھلائیں، ظلم و عدوان کا خاتمہ کر دیں، انسانوں کو غیر اللہ کی بندگی سے آزاد کروائیں، زمین کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے نجات دلائیں، اہلِ زمین کو نفع پہنچائیں اور اُن کے لیے رحمت بن جائیں۔

ہمارے مبارک شرعی جہاد کے اہداف و مقاصد نہایت بلند و ارفع ہیں۔ رحمت، عدل، نیکی و احسان کا فروغ، عزت و شرف کی زندگی کا حصول، اصلاح احوال اور دنیا و آخرت کی فوز و فلاح اور پھر ان تمام کا مقصودِ اصلی اللہ تعالیٰ کی رضا و معیت حاصل کرنا اور اللہ عزوجل کے انصار کی صف میں شامل ہو جانا تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کریں، اُس کے دین کی نصرت و حفاظت کریں، حق کو حق ثابت کر دکھلائیں، ظلم و عدوان کا خاتمہ کر دیں، انسانوں کو غیر اللہ کی بندگی سے آزاد کروائیں، زمین کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے نجات دلائیں، اہلِ زمین کو نفع پہنچائیں اور اُن کے لیے رحمت بن جائیں۔

میں تمام مجاہدین کو یہ نصیحت کرتا ہوں...... اللہ ان کو کامیاب فرمائیں...... کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم اس علم کو خوب پھیلائیں کہ شریعت کی نظر میں حرمتِ خونِ مسلم کی کیا اہمیت ہے۔ ایک مسلمان جان کا خیال رکھنے اور اُس کی حفاظت کرنے میں کس قدر احتیاط لازم ہے، ایک مسلمان کا خون ناحق بہانے سے کس قدر ڈرنے اور بچنے کی ضرورت ہے۔ اور اس بات کا اہتمام کتنا ضروری ہے کہ ہر ایسے اقدام کو روکا جائے جو اہلِ اسلام کی جان و مال اور عزت و آبرو کی پامالی کی طرف لے جا سکتا ہو۔ کہیں یہ جنگ اور اس کی انتقام و نفرت بھری فضائیں ہمیں اس معاملے میں اور کسی بھی دیگر معاملے میں شریعتِ الٰہی سے بھٹکا نہ دیں، کہیں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کامل بندگی کی راہ سے دور نہ ہو جائیں۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے بندے اور غلام ہیں، ہم اللہ ہی کے سپاہی ہیں اور ہم کامل صبر و یقین کے ساتھ رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر مضبوطی سے کاربند ہیں۔ یہاں موقع تفصیل کا نہیں بلکہ بیان کا اصل مقصد تذکیر و تاکید ہے اور اپنے موقف کی کامل وضاحت ہے۔ اس معاملے میں نصوصِ شریعہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ ایک مسلمان کی جان کی قدر و قیمت اور اُس کے خون کی حرمت پہچاننے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہی کافی ہے کہ ''ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے ہلکی ہے کہ کسی ایک مسلمان کو قتل کر دیا جائے''۔ چاہے ہمارا وجود فنا ہو جائے، ہماری تنظیمیں اور جماعتیں مٹ جائیں اور ہمارے منصوبے خاک میں مل جائیں مگر ہمارے ہاتھوں سے ناحق کسی مسلمان کا خون نہ بہنے پائے۔ بے شک یہ نہایت واضح اور قطعی مسئلہ ہے۔

اس کے بعد میں اپنے مجاہد بھائیوں کی توجہ کچھ اہم اور عملی نکات کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ اللہ ان مجاہدین کی مدد کرے اور انہیں صراطِ مستقیم پر رکھے۔

پہلی بات یہ کہ میری نصیحت ہے کہ میدان قتال میں مصروفِ کار تمام عسکری مجموعات کو یہ ہدایات جاری کی جائیں کہ چاہے ہدف کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو، مسلمانوں کی مساجد اور اس طرح کی دیگر جگہوں پر، عوامی مقامات، جیسے بازاروں، سڑکوں، کھیل کے میدانوں میں دھماکے اور ایسی دیگر کارروائیاں ہرگز نہ کریں جن سے مسلمانوں کی ہلاکتوں کا اندیشہ ہو۔ احتیاط کی یہ راہ اپنانا ہم پر لازم ہے تا کہ ہم شرعی ضابطوں کی مکمل پابندی کر سکیں اور کسی غلطی یا نقصان کے احتمال سے بچا جا سکے۔

دوسرا یہ کہ تترس کے فقہی استثنا کے تحت کی جانے والی کارروائیوں کو سختی کے ساتھ شرعی اصول و ضوابط کا پابند کیا جائے۔ اس استثنا میں توسیع سے بچا جائے کیونکہ اصلاً اس قاعدے کی اجازت اصل حکم کے برخلاف محض ضرورت کے تحت ہی دی گئی ہے۔ سو اس گنجائش کو ضرورت کے بقدر ہی استعمال کرنا چاہیے۔ امرائے جہاد کو ان امور کا نہایت شدت سے پابند رہنا چاہیے۔ ہر ایسے حملے میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ آیا تمام شرعی شرائط پوری ہیں یا نہیں؟ اور کیا کوئی شرعی موانع تو نہیں پائے جاتے؟ اس قاعدے پر عمل کا جواز تبھی ملتا ہے کہ دشمن کا نقصان انتہائی بڑا ہو، اس وقت اور ان حالات کے علاوہ ہدف کو نشانہ بنانے کا موقع ملنا انتہائی مشکل ہو، عام حالات میں اس بڑے ہدف تک پہنچنا ناممکن ہو۔ گویا ہدف کو پانے کی کوئی دیگر صورت نہ رہے، یہ خوف ہو کہ اگر یہاں حملہ نہ کیا گیا تو

23 اپریل: صوبہ پکتیکا......... ضلع زرمت......... بارودی سرنگ دھماکے......... 2 امریکی ٹینک تباہ......... 8 امریکی فوجی ہلاک

جہاد کو واضح نقصان پہنچے گا اور دشمن کو یہ فرصت ملے گی کہ وہ عسکری اعتبار سے بسہولت پیش قدمی کرے۔ اور یہ ساری بات اگلے یعنی تیسرے نکتے میں مکمل ہوگی۔

اور وہ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ ہر ایسی مخصوص دھماکہ خیز کارروائی 'معتمد اور قابل افراد پر مشتمل مجلس کی نگرانی میں کی جائے۔ اس مجلس میں علمائے دین بھی ہوں اور معتبر عسکری ماہرین بھی۔ وہ کارروائی کے ہر ہر پہلو پر علیحدہ علیحدہ تحقیق کے بعد ہی اس بات کا فیصلہ کریں کہ اس اقدام کی اجازت دی جائے یا نہیں، جیسا کہ ہم جماعۃ القاعدۃ الجہاد میں کرتے ہیں۔ وللہ الحمد۔ یہ مجلس ہر مجوزہ کارروائی کے تمام پہلوؤں پر غور کرے تاکہ یہ اطمینان کیا جاسکے کہ کارروائی کی تنفیذ شرعی اور عسکری اعتبار سے بالکل درست ہے۔ اور ہر نیکی کی توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں مجاہدین کی قیادت پر لازم ہے کہ وہ تمام مجاہدین خصوصاً استشہادی مجاہدین کی ایسی تربیت کریں کہ دین کا فہم و شعور اُن کے دل و دماغ میں سما جائے، ان نازک معاملات میں اُن کی بہترین راہ نمائی کریں، اُن کو ایسی کارروائیوں سے متعلّق احکامات جہاد کی اطمینان بخش تعلیم دیں۔ اخلاصِ نیت، اللہ عزوجل کی کامل اطاعت کا اہتمام، دین و دنیا میں فساد مچانے والے کافر دشمنوں کو شکست دینا، اللہ کے کلمے اور پرچمِ دین کی سربلندی میں اپنی جان کو گھُلانا......ان سب امور کی فکر ان مجاہدین میں ایسی رچ بس جائے کہ وہ کسی ایسے ہدف کی جانب قدم تک نہ اٹھائیں جس کے شرعی جواز میں کوئی شک وشبہ یا اختلاف ہو یا یہ کسی نئی بحث و نزاع کا باعث بنے۔ وہ ہرگز کوئی اقدام نہ کریں الّا یہ کہ وہ سوفی صد اطمینان حاصل کرلیں کہ یہ ہدف شرعاً بالکل جائز ہے اور یہ اقدام اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنے گا۔

مجاہدین کے امرا پر لازم ہے کہ استشہادی بھائیوں کو ان امور کی خوب نصیحت کریں، شدت سے اُن کو کسی دھوکے میں رکھنے سے بچیں کہ اُن کو کسی ایسے ہدف پر بھیجا جائے جس کے جواز میں شک وشبہ ہو۔ ایسا کرنا اُن کی خیر خواہی ہرگز نہیں ہے۔ اسی طرح استشہادی حملہ کرنے والا بھائی اپنے کسی اقدام کا ذمہ دار خود بھی ہے اگر وہ کسی ہدف پر حملہ کامل تحقیق کے بغیر اور کچھ سوچے سمجھے بغیر کرتا ہے تو بجائے اس کے کہ اُس کو شہادت ملے، وہ خطا کار اور قابلِ ملامت ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اُس کے عتاب وعذاب کا مستحق ہوگا اور ہم میں سے کون اس پر راضی ہوسکتا ہے؟ اور حدیث پاک کے مفہوم کے مطابق جنگ میں کتنے ہی لوگ مرتے ہیں، اللہ ہی اُن کی نیتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور کتنے ہی خیر کے طالب ایسے ہیں جو اُس کو پا نہیں سکتے۔ بے شک اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں نچھاور کرنے والے مجاہدین شرعی امور میں لاپرواہی کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ ہمارا دین تو علم کا نام ہے، عمل کا نام ہے اور نیت میں اخلاص کا نام ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ علمِ نافع حاصل کریں اور اہلِ بصیرت میں سے ہوجائیں۔ اپنے کاموں کی اصلاح کریں، اپنی نیتوں کی اصلاح کریں اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

اے ہمارے اللہ! ہمارے دین کی اصلاح کردے جو ہمارے تمام کاموں کا محافظ ہے، ہماری دنیا کی اصلاح کردے جس میں ہمارا معاش ہے اور ہماری آخرت کی اصلاح کردے جس کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

والسلام علیکم ورحمة الله وبركاته

☆☆☆☆☆

سامولی پہاڑ

سامولی پہاڑ کے چوٹیوں پر
میدانِ بدر کی یاد تازہ ہے
شیطان کے پجاریوں کے خلاف صف آرا مجاہدین کے ساتھ
اللہ کی نصرت و مدد کے ایمان افروز مناظر
دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں
شنید ہے کہ سامولی کی چوٹیوں پہ
تین ہزار کا لشکرِ ملائکہ بنیان مرصوص کی طرح
ڈٹا ہوا ہے
جو کافروں کے سروں پر برق سوزاں کی طرح
منڈلاتا خطرہ ہے
سامولی پہاڑ مبارک ہے
جو فرشتوں کے وجود سے منور ہے
اور اہل برامچہ کا حفاظتی حصار بھی ہے
برامچہ میں نرگس کے پھول کھلے ہیں
شہدا کے خون سے اس میں خوشبو رچ گئی ہے
اور غازی اس کے مالی ہیں
جو اس کو تر و تازہ رکھتے ہیں
اہل ایمان کے محافظ اللہ کے سپاہی مجاہدین
ہر لحہ تیار، ہر دم چاق و چوبند
سامولی کی دامن میں فرشتوں کے سنگ
جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کمربستہ ہیں
اور سامولی پہاڑ کے اوپر
بدر کی یاد تازہ ہے.....

عاصم محمود

23 اپریل: صوبہ پکتیکا............ضلع سروبی............مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ............13 افغان فوجی ہلاک............3 گاڑیاں تباہ

ہم شیخ اسامہؒ کی فکر اور نظریے کے مطابق اپنی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں

شیخ اسامہؒ کے یوم شہادت کے موقع پر تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان جناب احسان اللہ احسان حفظہ اللہ کا بیان

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین،اما بعد

قال اللہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ صدق اللہ العظیم

میرے ہم وطن باشعور مسلمان بھائیو!

آج ۲ مئی ہے جو پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے...... جب ایبٹ آباد کی سرزمین پر عالمی دہشت گرد امریکہ نے پاکستانی فوج اور حکمرانوں کے تعاون سے ملت اسلامیہ کے عظیم جرنیل شیخ اسامہ بن لادن کو شہید کر دیا تھا......ملت اسلامیہ پر بالعموم اور اہل پاکستان پر بالخصوص یہ غم قیامت بن کر ٹوٹا کیونکہ شیخ اسامہ بن لادن امت کی وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے غلامی میں پڑی امت کو عزت اور آزادی کا راستہ دکھایا......اور مسلم مقبوضات کو آزاد کروانے کے لیے امت مسلمہ میں شعور بے دار کیا......شیخ اسامہ بن لادنؒ نے عالم اسلام کے وسائل کو بین الاقوامی،صیہونی بنک کاروں سے چھڑانے اور دنیا سے یہود ونصاریٰ کا تسلط ختم کر کے پھر سے دنیا میں خلافتِ اسلامیہ قائم کرنے کے لیے اپنی زندگی کو قربان کر دیا......مسلمانوں کو مغرب کی مرعوبیت اور احساس کم تری سے نکال کر عالمِ اسلام کو مغرب کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی سے نکالنے کی راہ دکھائی......اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کی......دنیا کا خدا بن جانے والے امریکہ کا غرور اُسی کی سرزمین میں دفن کر دیا......اُن کا نظریہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کی غلامی سے آزاد کروانے کے لیے امریکہ کی عسکری اور معاشی قوت کو توڑنا ضروری ہے......اس کے لیے اُنہوں نے امریکہ کو افغانستان کی سرزمین پر لانے کا منصوبہ تیار کیا......الحمدللہ آج اُن کا یہ منصوبہ دنیا اپنی آنکھوں سے کامیاب ہوتا دیکھ رہی ہے......شیخؒ کا نظریۂ بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کی سیاسی ،اقتصادی اور ثقافتی بالادستی بحال کرنے کا تھا......تحریک طالبان پاکستان شیخ اسامہؒ کے بین الاقوامی ایجنڈے پر گامزن ہے......اور ہم اُنہی کی فکر کو لے کر چل رہے ہیں......شیخ اسامہؒ نے امت کو یہ سمجھایا کہ یہود ونصاریٰ کے قائم کردہ جمہوری نظام سے بغاوت کیے بغیر مسلمان کفار کی سیاسی غلامی سے نہیں نکل سکتے......اور امت کی ترقی خلافت کے قیام میں ہی پنہاں ہے......شیخ اسامہؒ کے قاتل امریکہ،حکومت اور افواج پاکستان،پیپلز پارٹی،اے این پی اور ایم کیو ایم اسلامی نظام کے مشترکہ دشمن ہیں......یہ لوگ جمہوریت کی لیپا پوتی کر کے جمہوریت کو اسلام کے متبادل کے طور پر پیش کرتے ہیں......ہمیں اسلام چاہیے اُس کا متبادل کوئی نظام قبول نہیں...... ۶۴ سال سے پاکستانی اس ظالمانہ،غاصبانہ،استحصالی نظام کی چکی میں پس رہے ہیں...... ۶۴ سال کے تجربے کے بعد قوم اب اس نظام کے اژدھے کے منہ کا مزید لقمہ نہیں بن سکتی......انتخابات بھی اسی نظام کا حصّہ ہیں......قوم کو اس تھیٹر کے ذریعے مزید بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا......دال روٹی کو ترستی قوم مزید پانچ سال کا ظالمانہ بوجھ نہیں اٹھا سکتی......لہٰذا اسلام کے علاوہ قوم کسی بھی نظام کو قبول کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے...... حالیہ سروے رپورٹس کے مطابق ۷۷ فی صد مسلمانوں کی خواہش ہے کہ ملک میں اسلامی نظام حکومت رائج کیا جائے......

پاکستان میں جاری جنگ اسلام کے بیٹوں اور امریکہ کے حواریوں کے درمیان ہے......آج جب ہم ان تینوں جماعتوں کو جنہوں نے امریکی جنگ کو اپنی جنگ بنا کر ڈالر وصول کیے،مسلمانوں کے قتل عام میں شریک ہوئیں،سوات سے وزیرستان تک قتل عام کو قانونی جواز فراہم کیا، یہ پارٹیاں ڈرون حملوں کو ہمیشہ سپورٹ فراہم کرتی رہیں اور انہوں نے امریکی جنگ کو اپنے سر کی کلغی بنائے رکھا......ہم نے نہیں بلکہ ان تین جماعتوں نے دین داروں کے خلاف خود کو امریکی جنگ کا فرنٹ لائن اتحادی بنا کر ہم سے اعلان جنگ کیا......تحریک طالبان پاکستان ان جماعتوں کو جو اُنہوں نے بویا وہ کاٹنے پر مجبُور کر رہی ہے......ہماری جنگی پالیسی دفاعی ہے......ہم ہر حملہ آور کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے،وہ امریکہ ہو یا امریکہ کی غلام افواج پاکستان یا اس کی کاسہ لیس سیاسی پارٹیاں......جو بھی ہم سے جنگ کرے گا ہم پوری استقامت کے ساتھ اور ڈٹ کو اُن کا مقابلہ کریں گے......ہم اپنا نظریہ ٹھونسنے کے لیے نہیں بلکہ نظریۂ پاکستان بچانے کے لیے لڑ رہے ہیں......جو کہ لا الہ الا اللہ پر مبنی ہے......ہم پاکستان توڑنے والے نہیں بلکہ پاکستان توڑنے والوں سے لڑ رہے ہیں......جنہوں نے ۱۹۷۱ء میں بھی پاکستان کو توڑا......سب جانتے ہیں کہ فوج اور پیپلز پارٹی پاکستان توڑنے والوں میں شامل ہے......ہم نظریہ پاکستان کے ساتھ ساتھ پاکستان بچانے کی جنگ لڑ رہے ہیں......ہم پاکستانی قوم سے امریکی زرخرید غلاموں سے بچنے کی اپیل کرتے ہیں......ہم پاکستانی قوم سے یہ بھی مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ اس غاصبانہ جمہوری نظام سے بھی بغاوت کی جائے......جس نظام نے قوم کی حقیقی امنگوں اور خواہشوں کا استحصال کیا ہے......آئندہ عشرے میں ہونے والی تمام عسکری کارروائیوں اور آپریشنز کو ہم شیخ اسامہ بن لادنؒ کے نام سے موسوم کرتے ہیں......ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ اسامہ بن لادنؒ کے نظریہ کو فتح اور اُن کے قاتلوں کو ذلت ورسوائی کی دوزخ میں دھکیل دے......اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کا حامی وناصر ہو......وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

24 اپریل:صوبہ فراہ.........شیوان.........مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ.........2 امریکیوں سمیت 5 صلیبی فوجی ہلاک.........1 امریکی سمیت 3 صلیبی فوجی شدید زخمی

دعوت وارشاد کی کاوشوں سے گیارہ سو سے زائد عسکری اورانتظامی لوگ دشمن کی صفوں سے علیحدہ ہوئے

دعوت وارشاد کے ذمہ دار الحاج عبدالصمد حفظہ اللہ سے ایک ملاقات

دعوت اور جہاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمے کی سر بلندی اور اس کی زمین پر اس کے دین کو قائم کرنے کے دو بنیادی ذرائع ہیں، دعوت اس کی اصل ہے اور جہاد، دعوت اور داعین کے راستے کی رکاوٹیں دور کر کے راستے کو ہموار کرتا ہے۔یہی وہ منہج ہے جس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیغام اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچایا اور ائمہ دعوت اور قائدین جہاد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔عمدہ دعوت کے بغیر جہاد کا کام آگے نہیں بڑھ سکتا۔اسی بنیاد پر مجاہدین کو چاہیے کہ دعوت کے شعبے کو بھی اس طرح اہمیّت دیں جس طرح جہاد کو دیتے ہیں۔بالخصوص دورِ حاضر میں جب کفار اور ان کے غلام طواغیت مختلف وسائل اور طریقے استعمال کر کے امتِ مسلمہ کی نوجوان نسل کو دھوکہ دے کر انھیں، انہی کے مجاہد بھائیوں کے سامنے کھڑا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔وہ مجاہدین جو اپنا قیمتی جان و مال اعلائے کلمۃ اللہ، دین اور اسلامی سرزمین کی دفاع کے لیے قربان کر رہے ہیں۔

دشمن اپنی ساری قوتیں اسلام اور اہلِ اسلام کی دشمنی میں کھپا رہا ہے لیکن مطلوبہ نتائج حاصل کرنے سے قاصر ہے۔انہوں نے افغانستان میں بھی یہی حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی اور قابض صلیبیوں کے ماتحت افغان نوجوانوں کی فوج اور سیکورٹی ادارے قائم کیے۔لیکن امارتِ اسلامی نے بروقت اس فتنے کا راستہ روکا اور دعوت وقتال کے امور کے ماہر علما اور مجاہدین کی ایک کونسل قائم کی جو کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کی صفوں میں موجود فوجیوں اور سپاہیوں کو دعوت دیتی ہے۔اس کونسل کی کاوشوں کے بہت عمدہ نتائج برآمد ہوئے اور نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد دشمن کی صفوں سے علیحدہ ہوگئی ہے۔جنوبی اور مغربی صوبوں کے لیے اس کونسل کے مسئول الحاج عبدالصمد صاحب کا انٹرویو قارئین کے لیے پیش خدمت ہے

سوال: سب سے پہلے آپ ہمارے قارئین کے لیے اپنا تعارف کرائیں گے؟

جواب: میرا نام عبدالصمد ہے۔امارت کے سابقہ دور سے لے کر مختلف ذمہ داریاں ادا کرتا رہا ہوں، اب جنوبی اور مغربی صوبوں میں کونسل برائے دعوت وارشاد کی مسئولیت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ان صوبوں میں غزنی، زابل، قندھار، ہلمند، نیمروز، ہرات، بادغیس، فاریاب، ارزگان اور سرپل کے صوبے شامل ہیں۔جب کہ شمالی اور مشرقی صوبوں کے ذمہ دار الگ ہیں۔

سوال: کونسل برائے دعوت وارشاد کب قائم ہوئی اور اس کے کیا مقاصد ہیں؟

جواب: یہ کونسل ویسے تو امارت کے قیام کے ساتھ ہی قائم ہوئی تھی، لیکن نئے اہداف کے ساتھ اس کی موجودہ فعالیت کو ایک سال گزر گیا ہے۔پہلے یہ کونسل عوام اور مجاہدین کے تمام طبقات میں دعوت و ارشاد کی ذمہ داریاں انجام دیتی تھی، لیکن ایک سال قبل امیر المومنین کے خصوصی امر کے ذریعے، دشمن کی صف میں موجود فوجیوں اور بااثر شخصیات کو دعوت کی ذمہ داری بھی اس کے مقاصد میں شامل کی گئی۔اس وقت اس کونسل کا اہم ترین کام دشمن کی صفوں میں موجود عسکری اور انتظامی افراد کو احسن طریقے اور مفاہمت کے ساتھ، ملاقات، دلیل اور نظریاتی بحث کے ذریعے دعوت دینا ہے۔اس دعوت کے دو بنیادی اہداف ہیں۔اول ان اشخاص کو دینی اور اخروی خسارے سے بچانا اور دوم دشمن کی صفوں میں سے زیادہ سے زیادہ مقاتلین اور حمایتیوں کو نکالنا۔

سوال: دشمن کی صفوں میں موجود لوگوں کو دعوت دینے کے علاوہ اس کونسل کی کیا سرگرمیاں ہیں؟

جواب: اس کونسل کے ذریعے ہم عوام، علمائے دین، قبائل کے شیوخ، مدارس اور جامعات کے اساتذہ اور طلاب کے ساتھ اپنے تعلقات مضبوط بنانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔اس طرح ہم اپنا پیغام عوام کے تمام طبقات تک پہنچاتے ہیں، ان کی آرا اور مشوروں کو سنتے ہیں، امارتِ اسلامی کی کارروائیوں اور سیاسی اقدامات کے بارے میں ان کے سوالات کا جواب دیتے ہیں اور ان کے ساتھ پیار محبت کے تعلّق کو مضبوط بناتے ہیں۔ان سب امور کی انجام دہی کے لیے ہم نے افغانستان کے اندر اور باہر باقاعدہ شعبے بنا رکھے ہیں اور ان کے ذمہ دار مقرر کیے ہیں۔

سوال: آپ کی تشکیلات افغانستان کے کن علاقوں تک ہیں؟

جواب: ہماری تشکیلات افغانستان کے تمام چونتیس صوبوں میں موجود ہیں، اس کے علاوہ بہت ساری جگہوں پر ضلعی سطح پر بھی ہمارا نظم قائم ہے جس کے باقاعدہ ذمہ دار منظّم طریقے سے اپنا کام کر رہے ہیں۔

سوال: دشمن کی صف میں موجود عسکری اور انتظامی لوگوں کو دعوت دینے میں آپ کو کس حد تک کامیابی ہوئی ہے؟

جواب: ہم نے تقریباً ایک سال قبل اس میدان میں ایک منظّم منصوبے کے تحت کام شروع کیا، ہمارے اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ آٹھ ماہ میں اس دعوت کے نتیجے میں کم وبیش گیارہ سو عسکری اور انتظامی لوگ دشمن کی صفوں سے علیحدہ ہوئے اور ماضی میں مجاہدین کی

24: صوبہ کنڑ............مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ............درجنوں افغان فوجی ہلاک اور زخمی............3 فوجی گاڑیاں بھی تباہ

مخالفت پر نادم ہیں۔دشمن کو صرف ان افراد کے نکلنے کا نقصان نہیں پہنچا بلکہ وہ اپنے ہمراہ راشن کے ذخائر اور وسائلِ نقل وحمل کے علاوہ سات سو ہلکی اور بھاری بندوقیں بھی مجاہدین کے پاس لے کر آئے ہیں۔بیسیوں ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ یہ افراد نکلنے سے پہلے قابض افواج کو جانی نقصان پہنچا کر پھر مجاہدین سے آملے ہیں۔

ان افراد میں فوج اور دیگر اداروں کے مختلف شعبوں کے لوگ شامل ہیں۔مثلاً ان میں سے کچھ ملی اردو میں سے ہیں، کچھ پولیس اور سیکورٹی اداروں کے اہل کار ہیں اور کچھ فوج کے مختلف عہدے دار ہیں۔اسی طرح بڑے بڑے عہدے دار جو مجاہدین میں شامل ہوئے ان میں سے ایک صوبہ ہرات کی سرحدی فوج کا ایک جنرل جو راشن اور اسلحے کے بڑے ذخائر کے ہمراہ مجاہدین میں شامل ہوا۔اس کے علاوہ دو ماہ قبل صوبہ فاریاب میں روڈ سیکورٹی کا ذمہ دار (میر وائس) اپنے چالیس ساتھیوں ،ایک بکتر بند اور دو فوجی گاڑیوں سمیت مجاہدین کے ساتھ مل گیا۔

سوال: جو لوگ دشمن کی صفوں میں سے نکل آتے ہیں ان کے ساتھ آپ کیا معاملہ کرتے ہیں؟

جواب: جو لوگ دشمن کا ساتھ چھوڑ کر سچّی توبہ کر لیتے ہیں اور کفار کے مظاہر اور ان کی موالات سے برأت کا اعلان کرتے ہیں ہم ان کو امارتِ اسلامی کی طرف سے امان دیتے ہیں اس کے بعد کسی کو حق نہیں کہ ان کو قتل کرے یا کسی قسم کی ایذا پہنچائے ۔یہ لوگ چونکہ اپنے ماضی پر نادم ہوتے ہیں اور دشمن کا ساتھ دینے سے برأت کا اعلان کرتے ہیں لہٰذا ہم ان کا پرتپاک استقبال کرتے ہیں ،ان کی ممکن مالی معاونت کرتے ہیں اور مجاہدین کے سامنے امان کے ثبوت کے طور پر دکھانے کے لیے ان کو ایک تحریری خط دیتے ہیں۔جس پر ایک فون نمبر درج ہوتا ہے تا کہ وہ ضرورت یا شکایت کی صورت میں ہم سے رابطہ کر سکیں۔

سوال: آپ دشمن کی فوج میں موجود لوگوں سے رابطہ کرنے کے لیے کیا طریقہ استعمال کرتے ہیں؟

جواب: ہم ان اہداف تک پہنچنے کے لیے مختلف اسباب اور طریقے اختیار کرتے ہیں۔ہر ولایت اور ضلع میں ہمارے مقامی ذمہ دار موجود ہیں۔اول تو ہم ان کے ذریعے کسی ذاتی تعارف کی بنیاد پر ان لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں،اس کے علاوہ خط و کتابت ،فون ،ای میل یا دیگر شخصی رابطے استعمال کرتے ہیں۔ہم لوگوں کو دلیل اور احسن طریقے سے نصیحت کرتے ہیں اور ان کو سمجھاتے ہیں کہ دشمن کی صف میں کھڑا ہونا دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔

سوال: آپ افغان اہل کاروں کو قابض افواج سے علیحدہ کرنے کی اس مہم سے کس حد تک مطمئن ہیں؟

جواب: ہمیں گزشتہ مختصر سے عرصے میں اس کام سے جو نتائج حاصل ہوئے ہیں وہ ہماری توقعات سے کہیں بڑھ کر ہیں۔کثیر تعداد میں ایسے لوگ دشمن سے علیحدہ ہو گئے ہیں جو کل تک دشمن کے لیے اہم کردار ادا کر رہے تھے بلکہ صلیبی حملہ آوروں اور مجاہدین کے درمیان حائل تھے۔آج اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل اور اس خوبصورت دعوت کے نتیجے میں وہ نہ صرف دشمن کی صفوں سے نکل گئے ہیں بلکہ اس کی حمایت سے بے زار ہیں۔صلیبی افواج کی یہاں موجودگی صرف افغانی فوج کے ان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہے۔اگر یہ اُن کے ساتھ تعاون ختم کر دیں تو وہ زیادہ عرصہ یہاں نہیں رک سکتے۔اس لیے ہم نے اپنی کوششیں افغانی فوجیوں کو حملہ آوروں سے علیحدہ کرنے پر مرکوز کی ہیں۔ہمیں اس سے میدانِ جنگ میں بھی اچھے نتائج کی توقع ہے کیوں کہ اگر افغانی ان صلیبیوں کے ساتھ تعاون ختم کر دیں تو یہ اکیلے کچھ کرنے کے قابل نہیں۔اب ہمیں اس کام کا کافی تجربہ حاصل ہو گیا ہے اور عوام کا ہمارے اوپر اعتماد قائم ہو گیا ہے۔اس سے پہلے بھی لوگ مجاہدین کے ساتھ شامل ہونا چاہتے تھے لیکن انھیں اپنی زندگی کا خطرہ ہوتا تھا۔اب اس مہم کے نتیجے میں گیارہ سو لوگ ہمارے ساتھ ملے ہیں لیکن کسی ایک کو بھی کوئی ضرر نہیں پہنچا۔تمام صوبوں کی یہی عمومی صورتحال ہے عوام کا ہمارے اوپر اعتماد بڑھ رہا ہے اور یہ پورے ملک میں لوگوں کے ہمارے ساتھ ملنے کے عمل کو تیز کرے گا۔

سوال: آخر میں آپ ان افغانوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے جو کفار کی باتوں اور ڈالروں سے مرعوب ہو کر ان کے ساتھ کھڑے ہیں؟

جواب: میرا ان کے لیے یہ پیغام ہے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں۔آپ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ گمراہی اور ہلاکت کا راستہ ہے۔اس راستے میں آپ کو دنیا اور آخرت کی رسوائی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔کیوں کہ بطور اہلِ اسلام ہم سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اسلام اور افغانستان کی تاریخ میں جس کسی نے امتِ مسلمہ کے خلاف حملہ آور کفار کا ساتھ دیا اسے کہیں سعادت نصیب نہیں ہوئی۔وہ دنیا میں بھی خائن اور غدار کہلائے اور آخرت میں بھی ذلت اور عذاب ان کا مقدر ہے۔اپنی جانوں کو ہلاکت اور گمراہی سے بچانے کے لیے ان کو چاہیے کہ امارتِ اسلامی نے دشمن کی صف چھوڑنے کا جو موقع ان کو دیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔یہ دعوت اپنی جان و مال کو محفوظ بنانے اور معمول کی زندگی کی طرف لوٹنے کا ایک قیمتی موقع ہے اس کو ضائع نہ کریں۔صورت حال بدلنے کے بعد بھی اگر وہ دشمن کے ساتھ کھڑے رہے تو پھر شاید ان کو اپنی جان بچانے کا ایسا محفوظ موقع نہ مل سکے۔ فوج، پولیس، ملیشیا اور ان تمام اداروں کے افراد جو دشمن کی خدمت میں مصروف ہیں انھیں چاہیے کہ اپنا محاسبہ کریں اور اپنے نفس سے سوال کریں کہ وہ کہاں کھڑے ہیں؟ پیسوں کی خاطر کس کے دفاع میں مصروف ہیں؟ اگر کفار کی حفاظت اور حمایت میں ان کو موت آ گئی تو ان کا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ اس لیے ان کو چاہیے کہ امارتِ اسلامی کی دعوت پر لبیک کہیں جو انھیں دنیا اور آخرت کی خیر کی طرف بلاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

25 اپریل: صوبہ غور......ضلع دولینہ............مجاہدین کے حملے............افغان خفیہ ادارے کے 7 اہل کاروں سمیت 20 مرتدین ہلاک............خفیہ ادارے کی گاڑی اور ایک ٹینک تباہ

دورانِ قید اللہ تعالیٰ کی خاص قسم کی نصرت اور سکینت میرے ساتھ رہی……

برادر عدنان رشید حفظہ اللہ

مشرف حملہ کیس میں پھانسی کی سزا پانے اور آٹھ سال قید و بند میں رہنے کے بعد بنوں جیل پر مجاہدین کے حملے میں بحفاظت نکلنے والے عدنان رشید بھائی کی مجلّہ نوائے افغان جہاد سے ہونے والی گفتگو مجاہدین کی نذر ہے۔

سوال: اس کے بعد آپ کی تفتیش کے مراحل مختلف ایجنسیوں کے پاس رہے؟

جواب: ائیرفورس والوں نے میری گرفتاری کے آپریشن سے پہلے پوری تحقیقات کی ہوئی تھیں کہ کون کون اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے؟ جو کوئی میرے ساتھ ہاتھ بھی ملانے والا تھا' اسے بھی گرفتار کیا گیا…… یہ گرفتاریاں کس قدر بڑے پیمانے پر ہوئیں؟ اس کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ ائیرفورس میں تو دو تین سیل ہوتے ہیں جن میں بعض اوقات لوگوں کو کسی وجہ سے بند کردیتے ہیں……مثلاً کوئی چند دنوں کے لیے نوکری سے بھگوڑا ہو جائے تو اس کو چھوٹی موٹی سزا دی جاتی ہیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ سو سے زیادہ لوگ ہو گئے ہیں تو کراچی، لاہور، کلر کہار اور کوہاٹ وغیرہ میں رہائشی بیرکوں اور کمروں کو انہوں نے جیلوں میں تبدیل کردیا اور ان کے دروازے اکھاڑ کر وہاں پر جنگلے لگا دیے۔ ائیرفورس میں ۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۳ء میں اتنی کثیر تعداد میں رہائشی بیرکیں جیلوں میں تبدیل کیں گئیں……اب جب معاملہ ختم ہوگیا تو انہیں دوبارہ رہائشی بیرکوں میں تبدیل کردیا۔

فوجی ایجنسیوں نے ہمارے خلاف یہ طریقہ واردات اپنایا کہ ہمیں گروپوں میں تقسیم کردیا اور ماہر نفسیات بلائے کہ وہ بتائیں کہ کس کا کتنا ذہن اس نظام سے باغی ہو چکا ہے…… انہوں نے مختلف طریقوں سے پتہ لگایا……تشدد کے ذریعے، لالچ کے ذریعے……پرکشش مراعات کا لالچ دے کر……جو ساتھی پوری استقامت سے رہے، ان کو ہماری طرح سزائے موت سنادی……جن کے بارے میں اُنہیں محسوس ہوا کہ ان کے ساتھ ملوث تو ہیں لیکن صرف ان کی باتوں کی حد تک تو ان کو چھوٹی سزائیں مثلاً پانچ سال دس سال قید کی سزائیں دی……پھر ایسا بھی ہوا کہ جو گرفتار شدگان میں سے کچھ افراد خفیہ ایجنسیوں کے اہل کاروں کے جھانسے میں آ گئے……اُن سے انہوں نے کہا کہ تم ان لوگوں کے خلاف گواہیاں دو…… ایسے افراد نے اپنے بچاؤ کے لیے ہمارے خلاف گواہیاں دیں……وہ گواہیاں کس قسم کی تھیں یہ بھی سن لیں……ہم میں سے ایک ساتھی ائیربیس میں سینئر ڈرافٹ مین تھا، وہ کوئٹہ میں میرے ساتھ تھا……میں نے اسے اپنے ساتھ ترتیب میں شامل کیا……پھر دعوتی لٹریچر تقسیم کرنا، جہادی سی ڈیز تقسیم کرنا، شیخ اسامہ کی سی ڈی 'الحل' تقسیم کرنا ہماری بنیادی ترتیب تھی……فوجیوں سے پیسے جمع کر کے مجاہدین کی امداد کرنا……اُنہوں نے اُسے تیار کیا کہ وہ میرے خلاف گواہ بنے۔ دوران مقدمہ پہلا گواہ آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اچھا بتاؤ اس کے بارے میں گواہی کیا ہے؟ تو اس نے بتایا ایک دفعہ کوئٹہ میں سب ساتھی اکھٹے ہوئے اور عدنان بھائی نے سب سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ مجاہدین کے لیے تھوڑا سا آپ نے کام کرنا ہے، دعوتی لٹریچر تقسیم کرنا ہے اور مالیات جمع کرنی ہیں……مجاہدین کو بھجوانی ہیں……اس طرح کے کام کہے……وہ اس گواہی کے دوران بار بار کہتا تھا''عدنان بھائی، عدنان بھائی''…… تو افسر نے چیخ کر کہا کہ''عدنان بھائی نہیں بلکہ JT (جونیئر ٹیکنیشن) عدنان کہو''۔

اس نے بعد میں کہا کہ''بھائی مجھے معاف کرنا، میں مجبُور تھا انہوں نے مجھے بہت زیادہ مارا پیٹا اور مجھے کہا کہ اگر تم گواہی دو گے تو ہم تمہیں چھوڑیں گے ورنہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں نو مہینے سے گرفتار ہوں میں مجبُور تھا مجھے معاف کرنا''۔ میں نے اسے کہا کہ''میں نے تمہیں معاف کیا لیکن قیامت کے دن تم میرا گریبان نہیں پکڑنا کہ میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے۔ قیامت کے دن تم یہ بات ضرور کرنا کہ ایک دفعہ عدنان بھائی کھڑے ہوئے اور انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی بس اتنا اللہ کو بتا دینا کہ اے اللہ اس نے تیری بڑائی بیان کی تھی میری طرف سے تمہیں معافی ہے بس میرا یہی ایک مطالبہ ہے''۔

اس قسم کے''جرائم''کے ہم پر الزامات لگائے کہ لٹریچر تقسیم کرنا اور سی ڈیز تقسیم کرنا……ورنہ نہ کوئی ثبوت نہ کوئی گواہ……ایسے عجیب عجیب قسم کے چالیس پچاس گواہ آئے……جنہوں نے کہا کہ جھنڈا چیچی کے علاقے میں آپ نے مشرف پر حملے کیے اور بم دھماکے کیے ہیں……جتنے بھی گواہ آئے اُن کے سامنے میں نے برملا کہا کہ یہ بات تو صحیح ہے کہ دھماکہ ہوا ہے لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ دھماکہ ہم نے کیا ہے؟ یہ بات تو وہ ہم پر ثابت نہیں کر سکے بلکہ ہم تو ڈیوٹی پر موجود تھے سب اور میں بھی ڈیوٹی پر موجود تھا کاغذوں میں……بلکہ ہمارے باقی بھائی وہ بھی اس دن کاغذی طور پر ڈیوٹیوں پر موجود ہیں……فوجیوں کی عدالت عقل کی بات کہاں سنتی ہے!!!انہوں نے یہ بات نہیں مانی اور کہا کہ ہم تو آپ کو سزائیں دیں گے۔ فوجی قانون یہ ہے، آرٹیکل ایک سو ننانوے کی جو

25 اپریل: صوبہ لغمان……ضلع مہترلام……مجاہدین اور افغان فوج کے مابین جھڑپ……3 افغان آفیسرز سمیت 11 افغان فوجی ہلاک

کلازIII ہے......آئین میں یہ پابندی ہے کہ فوجی مقدمات میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اپیل نہیں کی جاسکتی......فوجی عدالت کے فیصلے کے بعد ہم لاکھ چیخیں کہ کم از کم ہماری بات تو سنی جائے......لیکن وہ بالکل نہیں سنتے...... جب ہم اپنا کیس ہائی کورٹ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اختیار ہی نہیں......سپریم کورٹ میں گئے......وہاں سے بھی یہی جواب ملا...... پھر دوبارہ چیف جسٹس کے پاس گئے ......اس نے کہا بھی یہی زرتراشا...... ہم نے کہا کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے...... اس نے کہا قانون بدلو اور قانون تو پارلیمنٹ ہی بدل سکتی ہے......اصل بات یہ ہے کہ جو قانون ملک میں نافذ ہے وہ تو انگریز کے وقت کا قانون ہے...... دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے مجھے کسی قسم کے کاغذات بھی نہیں دیے......محض ایک صفحے پر لکھ دیا کہ اس کو سزائے موت دے دو......کسی نے نہیں پوچھا کہ بھئی! کس وجہ سے دے دو؟ کیوں دے دو؟ اس کے خلاف گواہ کون کون ہے؟......سول عدالتوں میں اگرچہ انگریزی کفریہ نظام ہی ہے......لیکن اس میں کم از کم اتنا تو ہوتا ہے کہ مقدمے کی سماعت کی ایک فائل ملتی ہے، سو دو سو صفحات کی، جس میں پوری کارروائی کی تفصیلات ہوتی ہیں...... ہمارے معاملے میں دیکھیں کہ کیسا ''انصاف'' ہوا ہے کہ ہماری فائلیں بھی فوج نے ضبط کی ہوئی ہیں..........ظلم کے اوپر ظلم، ایک تو بے گناہ اٹھایا قید میں رکھا......پھر سے گھر والوں کو نہیں بتایا کہ ہم کہاں پہ کدھر ہیں......میرے والد صاحب کو دو دفعہ فالج ہوا، آٹھ سال تک مسلسل مریض رہے......اس غم کی وجہ سے کہ میرا بچہ کہاں ہے کدھر ہے......پھر اسی انتظار میں ان کا انتقال ہوگیا ۔

سوال: آپ دو سال تک ایجنسیوں کی تحویل میں رہے......کیا اس دوران میں کیا آپ پر تشدد بھی ہوتا رہا؟

جواب: جی SIB کے پاس کوئٹہ FLU کے پاس پھر کراچی میں FLU اور پھر ائیر فورس سے جوائنٹ ہیڈ کوارٹر کے پاس جوائنٹ انویسٹی گیشن JIT کے پاس اور اس کے بعد SIB کے پاس بھیج دیا۔

میرے ساتھ ایک واقعہ ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آپ کو ایک لیٹر دیا جائے گا آپ اس پر دستخط کر دیں، آپ پرویز مشرف سے معافی مانگ لیں تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کو ہم نوکری پر بحال کروا دیں گے، بس تھوڑی سی سزا بھگتنا ہوگی......میں کافی دیر سوچتا رہا......آخر کار میں نے انکار کر دیا کہ یہ میں نہیں کر سکتا......انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں کرتے ایسا؟ میں نے کہا کہ بس میں نہیں کرتا......انہوں نے کہا کہ آخر وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ میں کس بات کی معافی مانگوں؟ میرا یہی جرم ہے کہ میں کہتا تھا کہ جہاد پر آؤ جہاد...... جہاد...... جہاد......امریکہ ٹھیک نہیں ہے......حکومت ٹھیک نہیں ہے، یہ بک چکی ہے یہ کفار کی غلام ہے، آؤ مجاہدین کا ساتھ دو......آؤ طالبان کا ساتھ دو......یہی میرا جرم تھا......اب میں کیوں اس معافی نامہ پر دستخط کروں؟ میں کیسے معافی مانگوں اپنے کیے کی؟ میرے معافی مانگنے کے بعد تم میرا معافی نامہ میرے ساتھیوں کو دکھا دکھا کر اُنہیں پست حوصلگی کا شکار کرو گے کہ یہ وہ تمہارا بڑا ہے...... ذرا سی جان مصیبت میں آئی ہے تو معافی مانگ رہا ہے......اس پر وہ کہتے رہے کہ ہم تم سے کروالیں گے دستخط......میں نے کہا کہ اگر تم تشدد اور تعذیب سے کرواؤ گے تو یہ الگ معاملہ ہے البتہ میں بخوشی اور برضا ایسا کبھی نہیں کروں گا اور نہ ہی تم مجھ سے ایسا کروا پاؤ گے...... یہ بات کرنے کے بعد میں واپس آگیا۔

اسی SIB میں ایک میرے علاقے کا بندہ تھا وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے پتا چلا ہے کہ تم معافی نامہ پہ دستخط نہیں کر رہے؟ میں نے کہا جی بالکل تو کہنے لگا کہ کیوں؟ میں نے تھوڑے جذبات میں اسے بتایا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں کیا منہ دکھاؤں گا اللہ کو اور ان لوگوں کو جو میری وجہ سے اس راہ پر چلے...... یہ مجاہدین کا سر جھکانے والی بات ہے، اسلام کی بے عزتی ہے، جہاد کی بے عزتی ہے......میں کیسے یہ بے عزتی کیسے برداشت کروں ......اگر میں نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا مجاہدین کو، جہاد کو اور اسلام کو......تو یہ کام کر کے میں اُنہیں نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا......اس نے کہا کہ دیکھو یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں پہ انڈیا کے جاسوس قید کیے جاتے ہیں اور ایسے ایسے لوگ ہیں یہاں پر کہ جو جوان آئے تھے اور ابھی بوڑھے ہوگئے ہیں یا مر چکے ہیں، تمہارا ابھی یہ حال ہوگا......میں نے کہا کہ اللہ مالک ہے......بس مر جاؤں گا نا اور زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا...... میں نے الحمدللہ انکار کیا اور اللہ پاک نے مجھے ثابت قدمی کی توفیق دی۔

اللہ نے نجات کی ترتیب یہ بنائی کہ ائیر فورس کے اندر جب ہم اتنے لوگ غائب ہوگئے تو فوج میں یہ فضا بنی کی اتنے سارے لوگ کہاں ہیں مایوسی سی پھیل گئی تھی اور خوف کی فضا بن گئی تھی ......انٹیلی جنس نے چیف آف ایئر سٹاف کلیم سعادت کو رپورٹ دی......دیکھیں جی بہت بری فضا پھیل رہی ہے،، آپ ایسا کریں کہ ان سب کو واپس بلا لیں ورنہ اس کا بہت منفی اثر فوج پر پڑ رہا ہے......اس نے پرویز سے بات کی کہ یہ بندے جو تم نے پکڑے ہوئے ہیں یہ ہمیں دے دو......ہم ان کا جو بھی کہو گے حتمی فیصلہ کر دیں گے، سزائیں دے دیں گے، اس درخواست پر ہم ان قید خانوں سے نکلے......اللہ پاک نے ایک دشمن کے ذریعے دوسرے دشمن کی قید سے نکالا۔

وہاں سے فوج چھوڑنے پر تیار نہیں تھی اور مجھے پھر ہتھکڑیاں لگا کر منہ پر نقاب باندھ کر لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ ہاں تمہارا نام کیا اور میرا نقاب اتارا اور دیکھا اور پھر پوچھتے رہے کہ اب تمہارا کیا حال ہے......پھر ایسا کام کرو گے؟ میں نے کہا ہاں میں کروں گا/ میرا جواب سنتے ہی اس کے ہاتھ میں جو کاغذات تھے اس نے زور سے میز پر مارے اور کہا کہ اس کا مطلب تمہارا دماغ ابھی تک ٹھیک نہیں ہے......دو مہینے ہم نے تمہیں مسلسل ادھر قید رکھا اور ٹارچر کرتے رہے لیکن ابھی تک تمہارا دماغ ٹھیک نہیں ہوا......اس نے مجھ

25اپریل: صوبہ ہلمند..........موسیٰ قلعہ..........مجاہدین کا افغان چوکی پر حملہ..........6افغان فوجی ہلاک..........4زخمی

پر غصہ کیا تو الٹا میں نے اس سے کہا کہ آواز کیوں اونچی کررہے ہو...... مجھے اللہ پاک نے ایسی توفیق دی کہ میں اس سے ڈرتا نہیں تھا......اس نے نقاب میرے منہ پر کیا اور کہا کہ لے جاؤ اسے......پھر جب میں باہر آیا تو میں نے محسوس کیا کہ یہ ایئر فورس کے لوگ ہیں جو مجھے یہاں سے لے جارہے ہیں...... یوں اللہ پاک نے اس آرمی کی قید سے مجھے نکلنا نصیب فرمایا۔

سوال: ویسے جو تفتیش کے زمانے کے اللہ کی نصرت، دشمن کی حماقت کے کچھ ایسے واقعات ہیں جو آپ بیان کرنا چاہیں یا اس وقت کی باتیں جب کبھی آپ پریشان ہوئے ہوں اور اللہ کی طرف سے آپ کو کوئی نصرت آئی ہو، کوئی مبشرات اللہ کی طرف سے؟

جواب: میں جب گرفتار ہوا تو مجھے دھوکے سے گرفتار کیا گیا......انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کو فلائنگ آفیسر بلا رہے ہیں۔ آپ کا ہم نے کیریئر دیکھا آپ تو بہت آؤٹ سٹینڈنگ قسم کے ائیر مین ہیں......آپ کیوں نوکری چھوڑ رہے ہیں......فلائنگ آفیسر آپ کو اپنے بنگلے پر بلا رہا ہیں......اس بہانے سے مجھے اپنے کمرے سے نکالا باہر آئے...... باہر گاڑیاں کھڑی تھیں، اُنہوں نے مجھے آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر اور ہتھکڑیاں لگا کر بٹھا دیا تو میں سمجھ گیا کہ اب انہوں نے مجھے گرفتار کرلیا ہے۔

اس کے بعد جب مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے ایک یونٹ سے دوسری یونٹ تو مجھے نیند آجاتی تھی......اب میں کوشش کرتا تھا کہ میں جاگوں......ان کو میں نوٹ کروں لیکن مجھے نیند کے جھٹکے شروع ہوجاتے تھے......اور جیسے ہی وہ کیفیت ختم ہوتی تھی تو میں ہشاش بشاش ہوجاتا تھا...... ہر دفعہ غنودگی طاری ہونے کے بعد مجھ سے خوف اور ڈر ختم ہوجاتا تھا اور ایک سکون کی کیفیت چھا جاتی تھی۔

میں نے آپ کو بتایا کہ میری اتنی دینی تعلیم نہیں تھی گرفتاری سے پہلے......پھر میں نے پڑھا کہ جنگ بدر میں جب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے سامنے اتنا بڑا لشکر آیا تو کئی صحابہ کرامؓ پر غنودگی طاری ہوگئی......تو میں نے کہا کہ اچھا یہ وہی اللہ کی مدد تھی کہ جب بھی میں بیدار ہوتا تھا تو میرا حوصلہ بلند ہوتا تھا اور خوف ختم ہوجاتا تھا۔

دوسری بات ہوئی کہ میں نے کہا یا اللہ مجھے کچھ پتا نہیں کہ کیا پڑھوں کس طرح آپ کو یاد کروں؟ میں کس سے پوچھوں میں تو یہاں اکیلا بند ہوں، نہ کوئی ساتھی ہے...... ایک دفعہ میں نے اللہ سے صلوٰۃ الحاجت پڑھ پڑھ کر دعا کی کہ اے اللہ میں کیا وظیفہ پڑھوں......اسی دوران مجھے اونگھ آگئی...... میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے......مسجد میں دو حضرات بیٹھے ہیں ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹھے ہیں اور دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں لیکن وہ دونوں دکھائی نہیں دے رہے ہوتے لیکن ان کی آواز آرہی ہوتی ہے......وہ دعا کررہے ہیں......**رب اغفر و الرحم و انت خیر الرحمین**...... جب میں نے یہ دیکھا میں جاگ گیا...... میں نے یہ سوچا کہ اللہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ میں یہ دعا کروں تو میں یہ پڑھتا رہا اور مستقل پڑھتا رہا......اللہ پاک بس ہمت دیتے رہے، حوصلہ دیتے رہے......تفتیش میں اللہ پاک نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی توفیق عطا فرمائی......وہ کہتے یہ مانتے ہو؟......میں کہتا جی میں مانتا ہوں......وہ پوچھتے تم نے یہ کیا ہے؟......میں کہتا ہاں میں نے یہ کیا ہے...... مطلب ان کا ڈر دل سے قطعی طور پر نکل چکا تھا......میں ان سے بحث کرتا تھا کہ غلط میں نہیں تم ہو...... جہاد تو حق ہے......وہ مجھے عجیب عجیب باتیں کہتے......ان کی کوشش یہ ہوتی کے کسی طرح مجھے یہ محسوس کرواسکیں کہ میں نے کوئی جرم کیا ہے لیکن اس میں وہ ناکام ہوئے اور چار مہینے تک وہ مسلسل مجھ سے تفتیش کرتے رہے۔ برین واشنگ کرتے رہے کہ کسی طرح اس کا برین واش ہوجائے......لیکن اللہ پاک نے مجھے استقامت کی توفیق دی۔

لوگوں کو اس بات پر ٹارچر کیا جاتا ہے کہ راز نہیں بتاتے اور مجھے اس بات پر ٹارچر کرتے رہے کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم میں کوئی حیا ہی نہیں تم سے کوئی سوال کرو تو تم کہتے ہوئے کہ ہاں میں نے ٹھیک کیا ہے......تم ایسے آدمی ہو کہ تم کہتے ہو کہ میں پھر بھی کروں گا......اس بات پر ان کو شدید غصہ آتا تھا کہ جب میں ان سے کہتا تھا کہ میں حق پر ہوں اور تم باطل ہو۔

اللہ پاک نے ہم پر اپنی مہربانی کی کہ جب جیلوں میں ہم قید تھے تو یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ ان کے ساتھ جیل میں کوئی بات نہیں کرے گا......جو لوگ جیل میں موجود ہوتے تھے وہ پوچھتے تھے کہ کیوں پابندی ہے؟ خصوصاً میرے متعلّق کہ اس سے بات پر کیوں پابندی ہے؟ جب کچھ لوگ وہاں سے فرار ہوئے تو ہم پر خصوصی کمانڈوز تعینات کر دیے گئے اور کمانڈوز سے کہا گیا کہ کوئی ان سے بات نہیں کرے گا......وہ لوگ سوچتے تھے کہ آخر بات کیا ہے کہ چیف آف آرمی سٹاف ہمیں منع کررہا ہے کہ اس کے ساتھ بات نہیں کرنا......انہوں نے کہا کہ اس سے بات اس لیے نہیں کرنا کہ اگر تم نے اس سے بات کی تو پھر ان کے پاس ایسا کوئی طریقہ ہے کہ تم ان کے ساتھ ہو جاؤ گے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

26 اپریل: صوبہ لوگر...........صوبائی صدر مقام.........ایک بزرگ مجاہد کا امریکی فوجی قافلے پر شہیدی حملہ...........7 امریکی ہلاک......9 زخمی...........3 صلیبی ٹینک بھی تباہ

(قسط دوم)

فریضۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

مولانا عبدالوہاب ہاشمی حفظہ اللہ

ایک گاؤں اور قریہ کے اندر اگر کوئی بزرگ موجود ہے تو وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گا......اگر اسلامی نظام قائم ہے تو ایک علاقے کا جو والی اور سربراہ ہوتا ہے، اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہاتھ سے برائیوں کو روکے......اگر وہ لوگ جنہیں سُلطہ حاصل نہیں ہے' امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں تو یہ 'غیر مسلط' لوگ زبان سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کریں گے......اور اگر کمزوری اور ضعف اس قدر ہے کہ زبان سے بھی یہ فریضہ انجام دینا ممکن نہ ہو تو اس وقت آخری درجہ ہے......کہ دل سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرے......دل سے کس طرح کرے؟ دل سے برا ماننا، دل سے بغض رکھنا، برائیوں کو ختم کرنے کی تمنا دلوں میں بسائے رکھنا، یہ تیسرا درجہ ہے......یہ اُن کمزور لوگوں کے لیے ہے جو نہ ہاتھ سے کر سکتے ہیں اور نہ زبان سے اس فریضہ کی ادائیگی کے قابل ہیں......

یہی تقسیمات یعنی ہاتھ سے، پھر زبان سے اور پھر قلب سے ،انہیں ایک دوسرے تناظر میں دیکھنا بھی ضروری ہے......کہ اس منکر کو روکنے کے بعد جو نتائج مرتب ہوں گے اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تین طریقے اختیار کیے جائیں...... بے شک آپ کو سُلطہ حاصل ہے، باپ ہیں سُلطہ ہے آپ کے پاس، استاد ہیں سُلطہ ہے آپ کے پاس، امیر ہیں سُلطہ ہے آپ کے پاس......لیکن اگر آپ ہاتھ سے منع کریں گے تو ہاتھ سے منع کرنے کے نتیجے میں اس منکر سے بڑھ کر ایک اور منکر سامنے آجائے تو ایسی صورت میں صاحبِ سُلطہ ہونے کے باوجود بھی اس کو ہاتھ سے نہیں منع کریں گے بلکہ زبان سے یہ فرض ادا کریں گے۔اور اگر زبان سے منع کرنے کی وجہ سے اس منکر سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت آتی ہے ،کوئی اور فساد برپا ہوتا ہے تو اگرچہ آپ صاحبِ سُلطہ ہوں لیکن اس صورت میں آپ زبان سے نہیں کریں گے بلکہ قلب سے کریں گے......کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سُلطہ اور قدرت وہ ہے جسے مخاطب بھی تسلیم کرے......یعنی قدرت اور سُلطہ 'رِٹ' کے ہم معنی ہیں......مثلاً آپ میں سے ابھی کوئی کہے کہ آپ نے قدرت کی بات کی کہ جب قدرت ہو تو ہاتھ سے منع کیا جائے گا......تو یہاں ہم سب مجاہدین کے پاس کلاشن کوف ہے......اب ہم سب کے ہاتھ میں قدرت ہے یا نہیں؟ اب اگر ہم میں سے کوئی اپنے ہمسائے میں موسیقی کی آواز سنے اور جا کر دیکھے کہ کون ہے جو موسیقی سننے کا گناہ کر رہا ہے......وہاں ایک آدمی نکلتا ہے جو کہتا ہے کہ میں یہ موسیقی بند نہیں کروں گا، آپ کون ہیں مجھے منع کرنے والے......تو کیا آپ اُسے گولی مار دیں گے؟؟ جس چیز سے آپ منع کر رہے ہیں وہ ہے موسیقی......موسیقی حرام ہے......موسیقی ایک فساد ہے......لیکن اگر آپ اپنے اُس ہمسائے کو اس بنیاد پر مار دیں تو یہ کسی طرح بھی جائز نہیں......موسیقی یقینی طور پر حرام ہے ایک مسلمان کا قتل زیادہ بڑا گناہ اور جرم ہے یا موسیقی؟ مسلمان کے خون کی حرمت اُس سے کہیں زیادہ ہے......لہٰذا اس صورت میں سمجھ لیں کہ آپ کے پاس سُلطہ موجود نہیں ہے......آپ ہاتھ سے نہیں منع کریں گے بلکہ آپ جا کر زبان سے اُسے روکیں گے......ایک اور مثال سے سمجھیں کہ گھر کے اندر آپ تین بھائی ہیں اور آپ کے والد بھی موجود ہیں......بالفرض آپ کا ایک بھائی خدانخواستہ بے حیا ہے ،دینی تعلیمات سے منحرف ہے اور اُس نے اپنے گھر میں ٹی وی کیبل لگوا رکھی ہے......وہ بلند آواز سے موسیقی اور فلمیں گھر میں لگاتا ہے......ظاہر ہے یہ سب منکرات ہیں......والد جو گھر کا سربراہ ہے اور اُسے سُلطہ حاصل ہے، وہ آتا ہے اور اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بند کرو یہ فحش کام اور ٹی وی کو گھر سے نکال باہر پھینکتا ہے، وہ یہ کام بخوبی اور باآسانی کر سکتا ہے......لیکن آپ اُس کے بھائی ہیں......اب آپ بتائیں کہ آپ وہی عمل جو آپ کے والد صاحب نے کیا آپ کریں اور اپنے بھائی کے کمرے میں جا کر ٹی وی اٹھائیں اور اُسے زمین پر پٹخ دیں تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ کیا آپ کے پاس اپنے گھر میں سُلطہ ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں ہے......اس صورت میں وہ آپ کے ساتھ دست وگریبان ہو جائے گا، مارکٹائی شروع ہو جائے گی......اس لڑائی کی وجہ سے پورے گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا......یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بات بڑھتے بڑھتے آتشیں ہتھیاروں کے استعمال تک پہنچ جائے......قتل ومقاتلہ تک نوبت جا پہنچے......لہٰذا سوچیں کہ اس وقت آپ کو سُلطہ حاصل نہیں ہے......لیکن اگر آپ کہیں کہ نہیں جناب! میرے پاس پستول موجود ہے، میں جاؤں گا اور اپنے اسلحے کے زور پر اُس کی خرافات کو روک دوں گا......یاد رکھیں کہ یہ سُلطہ ایسا سُلطہ نہیں ہے کہ جس کے سامنے آپ کا بھائی سرِتسلیم خم کر لے......عین ممکن ہے کہ وہ آپ کے ساتھ اس قدر الجھ جائے اور بات بڑھتے بڑھتے قتل تک پہنچ جائے تو اس صورت میں آپ کو ہاتھ سے منع کرنا جائز نہیں ہے بلکہ قدرت نہ ہونے کی وجہ سے یا بڑا فساد برپا ہونے کی وجہ سے آپ دوسری صورت اختیار کریں گے،یعنی زبان سے اُسے روکیں گے......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

26 اپریل:صوبہ پنج شیر......صوبائی صدر مقام......مجاہدین نے گورنر ہاؤس کو میزائلوں سے نشانہ بنایا......گورنر ہاؤس کی عمارت بری طرح متاثر ہوئی............8 پولیس اہل کار ہلاک

(قسط دوم)

اپنے دین پر فخر کیجیے

استاد احمد فاروق حفظہ اللہ

لہٰذا معاشرہ ان دو بنیادی اصناف میں بٹا ہوا ہے......ایک وہ نوجوان نسل ہے اور بڑے بھی اُس سے مستثنیٰ نہیں ہیں کہ جو دین سے اس وجہ سے فرار ہو چکے ہیں، بالکلیہ اُس کے احکامات پر عمل کرنے سے دور ہو چکے ہیں......کہ وہ اسے اپنی عزت کے خلاف سمجھتے ہیں......عزت پانے کے لیے، عزت تلاش کرنے کے لیے، معاشرے کی نگاہ میں معزز ہونے کے لیے، 'ماڈرن' کہلائے جانے کے لیے اُنہوں نے دین کے احکامات کو چھوڑ دیا ہے......حتیٰ کہ نماز روزہ بھی زندگیوں سے نکلتا جانے لگا ہے......اور دین کے جو بنیادی احکامات ہیں اُن کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں......

یہ ایک پوری نسل ہے جو پیچھے ہٹتے ہٹتے ایسی جگہ چلی گئی ہے کہ اُس نے طے کر لیا ہے کہ چونکہ عزت اس چیز سے وابستہ ہے کہ کفر کا طریقہ اختیار کرو، انگریزوں کی سی شکل صورت، اُن کی سی تہذیب، اُن کی سی معاشرت، اُن کی سی رسوم، اُن جیسے مقاصدِ زندگی...... یہ سب اختیار کرو گے تو عزت ملے گی ......اس سے غرض نہیں کہ اللہ کیا فرماتے ہیں؟...... اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟......اس سے قطعی غرض نہیں اور اس سے منہ پھیر کر دوسری طرف رخ کر لیا ہے......ہم میں سے بہت سے جہاد میں بیٹھے ہوئے ایسے ہوں گے کہ جن کی کل تک اپنی زندگی ایسی ہی تھی کہ وہ کفر کے طریقے اختیار کرنے پر، انگریزوں کے سے طریقے اختیار کرنے پر، اُن کے فلمی ایکٹروں سے کے سے لباس اور طور طریقے اور اُن کے سے جملے بولنے میں فخر محسوس کرتے تھے......جو کرکٹ کے کھلاڑیوں کو اپنے لیے ہیرو اور رہ نما سمجھتے تھے......اور اُن جیسا لباس پہننے اور اُن جیسے بال کٹوانے میں فخر محسوس کرتے تھے......تو یہ ایک مرض ہے جو دلوں کے اندر آ چکا ہے...... جو قابل تحقیر مرض ہے، جو قابل ترس مرض ہے......جو اس کے اندر مبتلا نظر آئے اُس پر ترس کھانے کی ضرورت ہے......کہ اُس کو معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ کتنی گھٹیا چیز......**اتستبدلون الذی ھو الادنیٰ بالذی ھو الخیر**......کتنی گھٹیا چیز اُس نے کتنی اعلیٰ چیز کے مقابلہ میں قبول کر لی...... یہ ایک پوری صنف ہے لوگوں کی......کتنی عورتیں ہیں جو برقعہ سے صرف اس لیے بھاگتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ پردے سے صرف اس لیے بھاگتی ہیں کہ وہ آج کے دور میں 'رائج' نہیں ہے......وہ آج پسند نہیں ہے......آج کے فیشن کا جز نہیں ہے......آج وہی فیشن بن جائے، ہو سکتا ہے کہ آج ہی برقعہ کو پروموٹ کیا جائے تو وہ برقعہ پہننا شروع کر دیں گی......لیکن اُن کو یہ بتایا جائے کہ تمہاری ماں پہنتی تھی برقعہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پہنتی تھیں اور اپنے جسم کو ڈھانپا کرتی تھیں......حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا پہنتی تھیں اور اپنے جسم کو ڈھانپا کرتی تھیں......حضرت زینب رضی اللہ عنہا پہنتی تھیں اور اپنے جسم کو ڈھانپا کرتی تھیں...... یہ چیز اُن کے دلوں کو راغب کرنے کے لیے کافی ثابت نہیں ہوتی......اس حد تک ذہنوں کو مسخ کر دیا گیا ہے...... یہ ایک نسل ہے......

دوسری نسل پیارے بھائیو! اہلِ دین کی ہے......کہ جو دین پر عمل تو کرتے ہیں لیکن الا من رحم اللہ، اُن کی بہت چھوٹی تعداد کو چھوڑتے ہوئے، اُن کی غالب اکثریت بھی گھگھیاتے گھگھیاتے، شرماتے شرماتے عمل کرتی ہے......دین پر فخر ہونا، دین کو لے کر برائیوں کے سامنے ڈٹنا، منکرات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا...... یہ کہاں موجود ہے؟ کتنے نوجوان ہیں جن کی زندگیوں کے اندر یہ رنگ نظر آتا ہے......حتیٰ کہ جہاد سے وابستہ لوگ بھی، حتیٰ کہ مجاہدین کی صفوں میں موجود لوگ بھی ضروری نہیں ہے کہ سب کے سب کلیتاً اس مرض سے آزاد ہو چکے ہوں......اس لیے کتنے مجاہد بھائیوں کے اندر یہ مرض نظر آ جاتا ہے...... یہ سب امراض کہاں سے آ رہے ہیں؟ یہ اُسی مرعوبیت کا اور دل میں اسلام پر فخر نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ پورے اعتماد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں ہو پاتا......تو یہ دوسری صنف ہے، اہل دین کی......کہ جو اپنی داڑھی پر بھی شرمایا شرمایا رہتا ہے......کتنے دفتر ایسے ہیں جہاں کام کے دورانیہ میں جو نماز نہیں پڑھ رہا ہوتا وہ اطمینان سے نماز پڑھنے والوں کا مذاق اڑا رہا ہوتا ہے......اور نماز پڑھنے والا بے چارہ شرماتا شرماتا، لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر نماز پڑھنے جا رہا ہوتا ہے...... یہ کیوں پورے پیمانے الٹ چکے ہیں؟ انگریزی بولنے میں جس کو تھوڑی سی بھی دشواری پیش آتی ہے وہ شرما رہا ہوتا ہے...... اور قرآن مجید کی دو سورتیں ٹھیک نہ پڑھنی آتی ہوں اُس پر اُسے کوئی شرم نہیں ہوتی، کوئی حیا نہیں ہوتی......احادیث میں قیامت کے نزدیک کے جو مناظر بتائے گئے ہیں کہ سب کچھ

> دین کے ایک ایک چھوٹے چھوٹے حکم پر فخر کرنے کی کوشش کیجیے......اور اپنے سینے کے اندر یہ یقین جمائیں کہ جو ہمیں ملا ہے اس سے بہتر کوئی نہیں......جو دین ہمیں ملا، جو ادب اس نے سکھایا، جو عقیدہ اس نے دیا، جو تصورات اس نے دیے، جو زندگی گزارنے کا ڈھنگ اس نے دیا، جو مقاصد اس نے دیے......اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی......اور اسی یقین کے ساتھ اس کو نافذ کیا جائے......

26 اپریل: صوبہ لوگر......صوبائی صدر مقام......ایک امریکی بیس پر مجاہدین کا مارٹر گولوں اور میزائلوں سے حملہ......2 امریکی فوجی ہلاک اور 3 زخمی

الٹ جائے گا، جہاں معروف' منکر بن جائے گا، خیانت' امانت بن جائے گی، سچائی' جھوٹ بن جائے گی......لگتا ہے کہ وہی منظر آج ہماری نگاہوں کے سامنے آچکا ہے......تو اہل دین جو ہیں اُن کو بھی اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھنے کی ضرورت ہے...... مدارس تک بھی اس مرض سے محفوظ نہیں رہے......دینی تنظیمات تک اس مرض سے نہیں بچیں......یہ کیوں جمہوریت کے اندر اترے اترے جاتے ہیں؟ کیوں نہیں خلافت کا سیدھا سیدھا نام لیتے؟ کیوں 'اسلامی جمہوریت' کے نعرے بلند کرتے ہیں؟......اس کے پیچھے مرعوبیت کا مرض ہے......یہ اعتماد نہیں ہے کہ ہماری اپنی بھی کوئی تاریخ ہے......ہم تیرہ سو سال حکومت کرنے والی امت ہیں......جس نے دنیا کو تہذیب اور جینے کا ڈھنگ سکھایا......تو یہ فخر ختم ہو چکا ہے......اپنی تاریخ سے کٹ چکے ہیں، تاریخ سے کٹی ہوئی امت کا یہی انجام ہوتا ہے......اپنے اسلاف کو بھلائی ہوئی امت کا یہی انجام ہوتا ہے......ہمیں کسی سے سیکھنے کی ضرورت ہے یہ چیزیں؟!......

دینی جماعتوں کا مرض بھی یہیں سے پھوٹتا ہے......اہل مدارس کے اندر بھی، یہ جو بہت سارے مدارس کے اندر' سب کی بات نہیں کر رہا' لیکن بہت سے مدارس کے اندر یہ جو ایک نئی مہم چل پڑی ہے کہ بھئی انگریزی بھی سکھانا ضروری ہے، فلاں چیز بھی سکھلانا ضروری ہے......اور یہ وہ کسی ضرورت کے تحت بات نہیں کر رہے......اگر یہ کسی سوچے سمجھے انداز اور کسی فہم اور فراست کا نتیجہ ہوتا اور واقعتاً کسی ضرورت کے تحت ہوتو دیکھا جاسکتا ہے ،شرعاً گنجائش ہو سکتی ہے......لیکن محض اُس رَو میں بہہ کر کہ لوگ ہمیں پسماندہ نہ کہیں، لوگ ہمیں 'بیک ورڈ' نہ کہیں، لوگ ہمیں 'ماڈرن' کی تعریف سے خارج نہ کردیں اور ہمارے مدارس سے فارغ ہونے والوں کو بھی کسی دفتر میں، کسی وزارت اوقاف میں نوکریاں مل جائیں......اس ذہن کے ساتھ جب کمپیوٹر سکھایا جاتا ہے، اور اس ذہن کے ساتھ جب انگریزی سکھائی جاتی ہے اور اس ذہن کے ساتھ جب مدارس کے اندر 'مینجمنٹ سائنس' کی فیکلٹیز کھولی جاتی ہیں اور مدارس کے اندر سوئمنگ پول بنائے جاتے ہیں......تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں بھی یہ مرعوبیت کا مرض گھس چکا ہے......اور وہاں بھی مغرب کو اپنا رہ نما سمجھا جانے لگا ہے......اللہ سے ڈرنے کی بات ہے......اللہ تعالیٰ نے منافق کا حال یہ بتایا ہے کہ وہ کفار کے پاس جو دوڑا دوڑا جاتا ہے تو اللہ پوچھتے ہیں، اُس کے دل کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (النساء: ۱۳۹) ''کیا یہ عزت کی تلاش میں اُن کے پاس جاتے ہیں؟''......

اصل مرض دل کے اندر یہ ہے کہ عزت معاشرے میں چونکہ ملتی ان چیزوں سے ہے کہ منہ ٹیڑھا کر کے بے شک بولو لیکن بولو انگریزی......جملے کے اندر کوئی نہ کوئی انگریزی کے لفظ گھسا کر ثابت کرو کہ تم مہذب ہو......تم دوسروں سے بہتر ہو، تم پڑھے لکھوں کے اندر شامل ہو......چونکہ معاشرے میں یہ چیز رائج ہے اس لیے مدارس ہوں، دینی تنظیمات ہوں، اہل دین ہوں......اُن کے اندر بھی حتیٰ کہ مجاہدین ہوں، اُن کے اندر بھی یہ مرض سرایت کر جاتا ہے......

پیارے بھائیو! اپنے دین کے اوپر فخر کرنے والے بنیں......اپنے دین سے چمٹ کر رہنے والے بنیں......ہمیں جو چیز مل گئی ہے وہ اتنی اعلیٰ ہے، اتنی اعلیٰ ہے کہ دنیا کی کسی کتاب سے، دنیا کے کسی دستور سے، دنیا کے کسی فلسفے سے، دنیا کی کسی فکر سے، دنیا کی کسی تہذیب سے اُس کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا......یہ موازنہ کرنا اُس کی توہین ہوگی......اللہ تعالیٰ اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں فرماتے ہیں......کہ جس کو یہ قرآن مل گیا ہو فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس: ۵۸) تو بس وہ اسی پر خوشیاں منائے......یہ دنیا والے جو کچھ بھی جمع کرتے ہیں، اُن کے پاس جتنی مال ومتاع اکٹھی ہے یہ اُس سب سے بہتر ہے......یہ قرآن جس کے سینے میں ہو، جس امت کو یہ مل چکا ہو، جس کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آخری نبی سے نسبت مل چکی ہو......جس کی امت میں شامل ہونے کے لیے انبیاء دعائیں کیا کرتے تھے اور تمنائیں کیا کرتے تھے......پھر اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ اگر وہ نبی آجائے لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ تو تم ضرور اُس پر ایمان لاؤ گے اور تم ضرور اُس کی مدد کرو گے......اور جس نے اس کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَن تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ تو وہ فاسق ہوگا......انبیاء کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ بات فرماتے ہیں......تو پیارے بھائیو! اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے کے بعد پھر کسی اور امت، اور وہ بھی کافروں کی طرف دیکھنا! اُن کی تہذیب سے، اُن کی روشنی سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کرنا......جو روشنی نہیں تاریکی ہے......سوائے کسی جاہل آدمی کے کوئی یہ کام نہیں کرسکتا......اپنے دین سے ناواقف آدمی کے سوا کوئی یہ کام نہیں کرسکتا......

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

انگریزی بولنے میں جس کو تھوڑی سی بھی دشواری پیش آتی ہے وہ شرما رہا ہوتا ہے......اور قرآن مجید کی دو سورتیں ٹھیک نہ پڑھنی آتی ہوں اُس پر اُسے کوئی شرم نہیں ہوتی، کوئی حیا نہیں ہوتی......احادیث میں قیامت کے نزدیک کے جو مناظر بتائے گئے ہیں کہ سب کچھ الٹ جائے گا، جہاں معروف' منکر بن جائے گا، خیانت' امانت بن جائے گی، سچائی' جھوٹ بن جائے گی......لگتا ہے کہ وہی منظر آج ہماری نگاہوں کے سامنے آچکا ہے......

27 اپریل: صوبہ غور......ضلع دولینہ......مجاہدین اور افغان فوج کے درمیان شدید جھڑپیں......35 افغان فوجی ہلاک اور زخمی......ایک فوجی گاڑی بھی تباہ

اہل یورپ سے جہاد......فضیلت و تاریخ

مولانا ابوامامہ دامت برکاتہم العالیہ

الحمدلله و کفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ وعلیٰ اٰله وصحبه الیٰ یوم الدین

انبیاء کرام علیہم السلام کا اس دنیا میں مبعوث ہونا اللہ جل جلالہٗ کی ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ کسی طرح بھی اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا، اگر ان برگزیدہ ہستیوں کا وجود نہ ہوتا تو اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات سے کون آگاہ کرتا؟ اور اس معبُود برحق کی عبادت کے طریقے کون سکھاتا؟ ہدایت اور ضلالت، سعادت وشقاوت کا فرق کون سمجھاتا؟ معاش اور معاد (اخروی زندگی) دین اور دنیا، فقیری اور حکمرانی، عدل اور انصاف کی راہیں کون سمجھاتا؟؟؟

مسجد کا امام بھی ہو اور امیر مملکت بھی، شیخ طریقت بھی ہو اور محاذ کا مجاہد بھی، انسانیت کے لیے باعث رحمت بھی ہو اور صحن مسجد میں قیصر وکسریٰ کے خزانے بھی تقسیم کرتا ہو، یہ امر سوائے نبوت کے کون بتلاسکتا ہے؟ ہماری ناقص عقلیں نورِ نبوت کی رہنمائی کے بغیر بے کار ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی نبوت کے لیے ایک مشفق ومہربان باپ کی طرح ہوتے ہیں کہ اپنی نالائق اولاد کی اصلاح وتربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، اپنی مخلصانہ نصائح اور مشفقانہ مواعظ سے امت کے افراد کی تربیت کرتے رہے۔ مگر جب لوگ کفر وانکار پر اتر آتے اور سرکشی وشرارت بڑھتی گئی، خدا کے فرماں برداروں کے لیے خداوند قدوس کا نام لینا دشوار ہوگیا اور کفار انبیاء علیہم السلام الصلوٰت والتسلیمات اور ان کے اصحاب کو تکلیف وتعذیب، استہزا وتمسخر پر تل گئے تب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا، مومنین ومخلصین کو بچایا، منکرین ومکذبین کو ہلاک وبرباد کیا، کسی کو غرق کیا، کسی کو زمین میں دھنسا دیا، کسی پر آسمان پر سے پتھر برسائے اور کسی پر زلزلہ بھیجا، کسی پر تند وتیز ہوا مسلط کی اور کوئی بندر وخنزیر بنا دیے گئے۔

الغرض منکرینِ توحید ورسالت کا اس طرح عذاب خداوندی سے ہلاک ہونا تاریخ عالم کے مسلمات میں سے ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں، جب سے اللہ رب العزت کی نافرمانی اور انبیاء ومرسلین سے بغاوت وسرکشی کا سلسلہ جاری ہے اسی وقت سے کفار کی تعذیب وبربادی کا سلسلہ جاری ہے، جس طرح ملائکہ کے ہاتھوں منکرین ومکذبین کو عذاب دینا عین حکمت ہے اسی طرح خود انبیاء ومرسلین اور ان کے پیروکاروں کے ہاتھوں سے باغی اور سرکش افراد کو عذاب دینا عین حکمت وصواب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قاتلوهم یعذبهم الله بایدیکم (التوبہ:۱۴)

''کافروں سے قتال کروتا کہ اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے''۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ مجرم کا قتل حاکم وامیر کی طرف ہوتا ہے قتل کرنے والے جلاد کی طرف نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم (الانفال۱۷)

''ان کافروں کو تم نے نہیں مارا درحقیقت اللہ نے ان کو مارا''۔

اس میں شک نہیں کہ اصل میں عذاب دینے والی ذات وہی عزیز ومنتقم ذات ہے لیکن اس کا ظہور ہمیشہ کسی واسطہ سے ہی ہوتا ہے۔ وعظ ونصیحت بے شک موثر لیکن صرف سلیم طبیعتوں کے لیے، ہٹ دھرم طبیعتیں وہمدردی کو قبول نہیں کرتیں اللہ تعالیٰ نے کسی کے لیے کتاب اتاری اور کسی کے لیے لوہا اتارا۔ اگر ہزار واعظ مل کر یہ چاہیں کہ اپنی پرخلوص تقریر سے کسی سرکش قوم کو مطیع وفرماں بردار بنادیں تو نہیں بنا سکتے، مگر ایک شاہی فرمان آن واحد میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس برائی کو مٹا سکتا ہے اللہ ذوالجلال والاکرام کی ذات تو حقیقی شہنشاہ اور مالک عدم ووجود ہے وہ اپنے باغی و نافرمان کو ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ اس کی مملکت میں کوئی اپنی سرکشی ونافرمانی کے ذریعے فساد پھیلاتا رہے۔

سلاطین عالم کا اپنے مخالفین پر فوج کشی کرکے کسی کو قتل کرنا کسی کو اسیر کرنا اور ان کے مال واسباب کو ضبط کرنا اور پھر اپنے وفاداران کو انعامات سے نوازنا اگر عین شان و شوکت ہے تو احکم الحاکمین اور رب العالمین سے بغاوت کرنے والوں سے جہاد وقتال اور ان کو اسیر کرنا اور ان کے مال ومتاع کو ضبط کرنا بھی بجا طور پر قادر ومقتدر ذات کی شوکت اور جاہ وجلال کا اقتضاء ہے۔ علاوہ ازیں سلاطین عالم کی فوج کشی کا باعث صرف توسیع مملکت اور حب مال ہوتا ہے جب کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کا یہ اقدام محض اعلائے کلمۃ اللہ اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے ہوتا ہے تا کہ احکام خداوندی کی بے حرمتی نہ ہوسکے اور شریر وباغی افراد احکام الٰہی کا استہزا نہ کرسکیں اور خدائے لم یزل کے نام لیوا اپنے مولائے حقیقی کی عبادت انتہائی اطمینان کے ساتھ کرسکیں، کفار وفجار چاہے ایمان نہ لائیں مگر خلاق عالم اور شہنشاہ ارض وسما کے احکام کے اجرا میں رکاوٹ پیدا نہ کرسکیں۔ خدائے وحدہ لاشریک کے مقرب بندے ہر دور میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر میدان ومحاذ میں اترے، کافر کا غرور خاک میں ملایا اور زمین کو شر وفساد سے پاک کیا حضرت موسیٰ و

27 اپریل: صوبہ لغمان............مجاہدین اور صلیبی فوج کے مابین جھڑپ............5 صلیبی فوجی ہلاک اور زخمی

ہارون، یوشع بن نون، حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام کا جہاد اسی غرض سے تھا، سب سے آخر میں امام الانبیاء، خاتم النبیین، نبی السیف صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مقدس و محکم فریضہ کے ذریعے اللہ کے پسندیدہ دین، دین اسلام کو دنیا میں نافذ فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکی دور اگر چہ دعوت و تبلیغ میں گزرا اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے گئے مگر تب بھی نبیٔ صادق صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے غلبہ اور کفر کے مغلوب ہونے کی بشارت دیتے رہے اور بالآخر بعد از ہجرت جہاد کا حکم نازل ہوتے ہی نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم میدان کارزار میں اترے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لازوال قربانیوں اور بے مثال شجاعت سے کفر کو زیر کر دیا۔ بدر و اُحد کے میدان سجے، خندق و حنین نے ایمان و استقامت کی گواہی دی، طائف و تبوک کی سرزمین نے صبر و استقلال کے مظاہرے دیکھے اور مکہ کی سرزمین بھی شرک سے پاک ہوئی اور توحید کا ترانہ چہار سو گونجا۔

حضرت بلال ابن رباح رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، صہیب رومی رضی اللہ عنہ جیسے جاں نثار اصحاب کی قربانیوں کی برکت اللہ کا گھر کفر و شرک سے پاک ہو گیا۔

ا۔حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کے بارے میں معروف ہے کہ وہ رومی تھے لیکن درحقیقت وہ رومی نہ تھے ان کے والد سنان، کسریٰ کی طرف سے اُبلہ کے حاکم تھے، ان کا خاندان موصل (عراق) میں آباد تھا، ایک دفعہ رومیوں نے اس طرف حملہ کیا اور جن لوگوں کو قید کر کے لے گئے تھے ان میں سے ایک حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ روم میں ہی پلے بڑھے تھے اسی لیے رومی کہا جاتا ہے اور اسی باعث عربی زبان پر عبور نہ تھا، اہل عرب ان کو خرید کر مکہ لائے، یہاں عبداللہ بن جدعان نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ایک ساتھ ایمان لائے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳)

اسلام کے ابتدائی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کیا کرتے تھے اور دنیا کے دوسرے کافروں کے مقابل اہل کتاب کے خیر خواہ تھے، جس کا ثبوت روم اور فارس کی وہ جنگ ہے جو ہجرت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرامؓ کی دلی ہمدردی روم کے ساتھ تھی کیونکہ وہ اہل کتاب تھے سورہ روم کی ابتدائی ۷ آیات اسی تناظر میں اُتریں۔ اس واقعہ کی اہمیّت کے پیش نظر پوری سورت کا نام ''سورۃ روم'' رکھا گیا۔ یہاں مختصراً اس واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے، سورہ روم کی ابتدا جس قصہ سے ہوئی ہے وہ اسی نصرت الٰہیہ کا ایک مظہر ہے، اس سورت میں جو واقعہ روم اور فارس کی جنگ کا مذکور ہے یہ دونوں کفار ہی تھے، ان میں سے کسی کی فتح اور کسی کی شکست بظاہر اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی دلچسپی کی چیز نہیں، مگر ان دونوں کفار میں اہل فارس مشرکین آتش پرست تھے اور روم و نصاریٰ اہل کتاب۔ ظاہر ہے کہ دونوں قسم کے کفار میں اہل کتاب مسلمانوں سے نسبتاً قریب ہیں۔ کیونکہ بہت سے اصولِ دین توحید، آخرت پر ایمان، اور وحی پر ایمان ان کے ساتھ قدر مشترک ہے۔ اسی قدر مشترک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مکتوب میں کام لیا کو روم کے بادشاہ کو دعوت اسلام دینے کے لیے بھیجا تھا کہ **تعالوا الیٰ کلمة سوآء بینناوبینکم الاٰیة**، اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں کا ایک گونہ قرب اس کا سبب بنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانہ میں فارس نے روم پر حملہ کیا۔ حافظ ابن حجر کے قول کے مطابق ان کی یہ جنگ ملک شام کے مقام اذرعات اور بصریٰ کے درمیان واقع ہوئی۔ اس جنگ کے دوران میں مشرکین مکہ یہ چاہتے تھے کہ فارس غالب آجائے کیونکہ وہ بھی شرک و بت پرستی میں ان کے شریک تھے۔ اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ روم غالب آجائے کیونکہ وہ دین و مذہب کے اعتبار سے اسلام کے قریب تھے۔ مگر ہوا یہ کہ اس وقت فارس روم پر غالب آ گئے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ بھی فتح کر لیا اور وہاں اپنی عبادت کے لیے ایک آتش کدہ تعمیر کیا۔ یہ فتح کسریٰ پرویز کی آخری فتح تھی، اس کے بعد اس کا زوال شروع ہوا اور پھر مسلمانوں کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہوا۔ (از قرطبی)

اس واقعہ پر مشرکین مکہ نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم جس کو چاہتے ہو وہ ہار گیا اور جیسا کہ روم اہل کتاب کو بمقابلہ فارس شکست ہوئی ہمارے مقابلہ میں تم کو شکست ہوگی۔ اس سے مسلمانوں کو رنج ہوا۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

قرآن میں سورۂ روم کی ابتدائی آیتیں اسی واقعہ کے متعلّق نازل ہوئیں جن میں یہ پیشین گوئی اور بشارت دی گئی ہے کہ چند سال بعد پھر روم فارس پر غالب آجائیں گے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب یہ آیات سنیں تو مکہ کے اطراف اور مشرکین کے مجامع میں اور بازار جا کر اس کا اعلان کیا کہ تمہارے خوش ہونے کا کوئی موقع نہیں۔ چند سال میں پھر رومی فارس پر غالب آجائیں گے مشرکین مکہ میں سے اُبی بن خلف نے مقابلہ کیا اور کہنے لگا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، ایسا نہیں ہوسکتا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ خدا کے دشمن تو ہی جھوٹا ہے اور میں تو اس واقعہ پر شرط کرنے کو تیار ہوں کہ اگر تین سال کے اندر روم غالب نہ آیا تو دس اونٹنیاں میں تمہیں دوں گا اور وہ غالب آگئے تو دس اونٹنیاں تمہیں دینا پڑیں گی (یہ معاملہ قمار کا تھا مگر اس وقت قمار حرام نہیں تھا)۔ صدیق اکبرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو تین سال کی مدت متعین نہیں کی تھی۔ کیوں کہ قرآن میں اس کے لیے لفظ **بضع سنین** مذکور ہے جس کا اطلاق تین سے نو سال تک ہوسکتا ہے، تم جاؤ اور جس سے معاہدہ ہوا ہے اس سے کہہ دو کہ میں دس اونٹنیوں کی بجائے سو ۱۰۰ کی شرط کرتا ہوں مگر تین سال کی بجائے نو سال اور بعض روایات کی رو سے سات سال مقرر کرتا ہوں۔ صدیق اکبرؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اُبی بن خلف اس نئے معاہدہ

27 اپریل: صوبہ خوست.........صوبائی گورنر کے قافلے کو بق اور صبرو کے اضلاع کے درمیان نشانہ بنایا گیا.........گورنر کے دو باڈی گارڈ ہلاک

پر راضی ہوگیا۔

(ابن جریر بسندہ عن مجاہد ورد ی القصۃ الترمذی عن ابی سعید الخدری ودینار بن مکرم الاسلمی بتغیر یسیر)

روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے پیش آیا ہے اور پورے سات سال ہونے پر غزوۂ بدر کے وقت روم دوبارہ فارس پر غالب آگئے اس وقت اُبی بن خلف مر چکا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے اس کے وارثوں سے اپنی شرط کے مطابق سو ۱۰۰ اونٹنیوں کا مطالبہ کیا تو انہوں نے پورا کر دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ ہجرت سے پہلے اُبی بن خلف کو جب اندیشہ ہوا کہ ابوبکرؓ بھی شاید ہجرت کر کے چلے جائیں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک آپ کوئی کفیل نہ پیش کریں کہ میعادِ معین تک روم غالب نہ آئے تو سو ۱۰۰ اونٹنیاں وہ مجھے دے دے گا حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن کو اس کا کفیل بنادیا تھا۔ جب شرط کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ جیت گئے اور ۱۰۰ اونٹنیاں اُن کے ہاتھ آئیں تو وہ سب لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس حاضر ہوئے تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان اونٹنیوں کو صدقہ کردو'' اور حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے جو ابن عساکر میں مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں ''ھذا السحت تصدق بہ'' یہ تو تیرے لیے (جوا ہونے کی وجہ سے) حرام ہے اس کو صدقہ کردو۔ (روح المعانی)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: اپنے دین پر فخر کیجیے

دین کے ایک ایک چھوٹے چھوٹے حکم پر فخر کرنے کی کوشش کیجیے...... اور اپنے سینے کے اندر یہ یقین جمائیں کہ جو ہمیں ملا ہے اس سے بہتر کوئی نہیں...... جو دین ہمیں ملا، جو ادب اس نے سکھایا، جو عقیدہ اس نے دیا، جو تصورات اس نے دیے، جو زندگی گزارنے کا ڈھنگ اس نے دیا، جو مقاصد اس نے دیے...... اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہوسکتی...... اور اسی یقین کے ساتھ اس کو نافذ کیا جائے...... تو جب تک وہ شان نہیں پیدا ہوگی، وہ شان جو ماضی قریب میں یا حال میں کہیں نظر آتی ہے تو وہ امارت اسلامیہ افغانستان کے اُن فقیر صفت اور درویش صفت ذمہ داران کے اندر نظر آتی ہے، وہ امیر المومنین نصرہ اللہ کے اندر نظر آتی ہے...... شان سے مراد وہ شان ہے جو رستم کے دربار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دکھایا کرتے تھے...... جو زرق برق قالینوں کے اوپر اپنے گھوڑے چڑھاتے ہوئے پہنچ جائیں اور اُن کے تخت کے ساتھ اپنے گھوڑے کی رسی باندھ کے اور نیزہ قالین میں گاڑ کر تخت کے ساتھ جا کر بیٹھ جائیں...... یہ اعتماد! یہ کوئی مصنوعی چیز نہیں تھی!......

یہ اعتماد تھا کہ یہ سب حقیر ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں...... یہ سب کافر ہیں، ان کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جو ان سے سیکھنے کی ضرورت ہے، جس پہ ان سے مرعوب ہونے کی ضرورت ہے...... اپنے دین کو لے کر گئے اور اتنے اعتماد سے رکھا کہ وہ بادشاہ بھی مرعوب ہوگیا اُس سے کہ ان کا عام فرد اگر ایسا ہے تو جوان کو لے کر چل رہے ہیں اُن کے جرنیل، وہ کتنے عظیم ہوں گے...... اس اعتماد کے ساتھ دین کو رکھا جائے جیسا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے حوالے سے آتا ہے...... ڈاکٹر عبداللہ نفیس اپنے ایک بیان میں اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ پوری دنیا سے وفود آیا کرتے تھے...... عرب ممالک کے وزرا آیا کرتے تھے...... بالخصوص سعودیہ سے آیا کرتے تھے، پاکستان سے آیا کرتے تھے امیر المومنین سے ملاقات کی خواہش لیے......

ہمارے ہاں یہ جاہل اور دین سے پھری ہوئی قیادت ہے، اُس کا حال یہ ہے کہ ہیلری کلنٹن یعنی کوئی کافر عورت بھی آکر اُس سے مصافحہ کرلے تو اس کے دانت ہی نہیں اندر ہوتے ہیں، وہ تصویریں کھنچوا کھنچوا کر نہال ہو رہا ہوتا ہے...... وہاں یہ حالت تھی کہ پورے پورے وفود پہنچتے ہیں دور دور سے، امیر المومنین سے ملنے کے لیے اور آپ کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت نہیں ہے، جاؤ کابل چلے جاؤ (آپ قندھار میں ہوتے تھے)...... فرماتے جاؤ کابل چلے جاؤ، وہاں کسی اور ذمہ دار سے ملاقات کرلو...... بیش تر وفود سے آپ نے کبھی خود ملاقات نہیں کی، اس لائق ہی نہیں سمجھا...... کافر اصلی نہ بھی ہوں لیکن اس دنیا میں ڈوبے ہوئے اور اللہ کے دین سے منہ پھیرے ہوئے حکمران تھے، اُن سے بھی ملاقات آپ پسند نہیں کیا کرتے تھے...... تو یہ استغنا...... کہ دنیا سے منہ پھیر لینا اور دین کو ہی اپنی کُل متاع سمجھنا...... یہ سینے کے اندر وہ چیز پیدا کرتی ہے کہ جس کی وجہ سے پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ذلت کے گڑھوں میں سے نکالتا ہے......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''ابھی آپ اپنی عمر کے سب سے قیمتی دور میں ہیں! یہی اپنے آپ کو کھپا دینے کا دور ہے، یہی عبادت کا دور ہے، یہ دعوت کا دور ہے، یہی حرکت اور سرگرمی کا دور ہے! یہ آپ کے اوپر ہے کہ آپ اسلام کی طرف لوٹیں، اس کو سیکھیں، اس پر عمل کریں اور اس کی طرف دعوت دیں۔ علم، عمل اور تبلیغ! اگر یہ موقع آپ سے کھو جائے، تو ایسا سنہری موقع ہے جو دوبارہ نہیں آئے گا''

شیخ عبداللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ

28 اپریل: صوبہ میدان وردک............ضلع سید آباد............نیٹو سپلائی کے قافلے پر حملہ..................15 گاڑیاں تباہ............7 محافظ ہلاک............11 زخمی
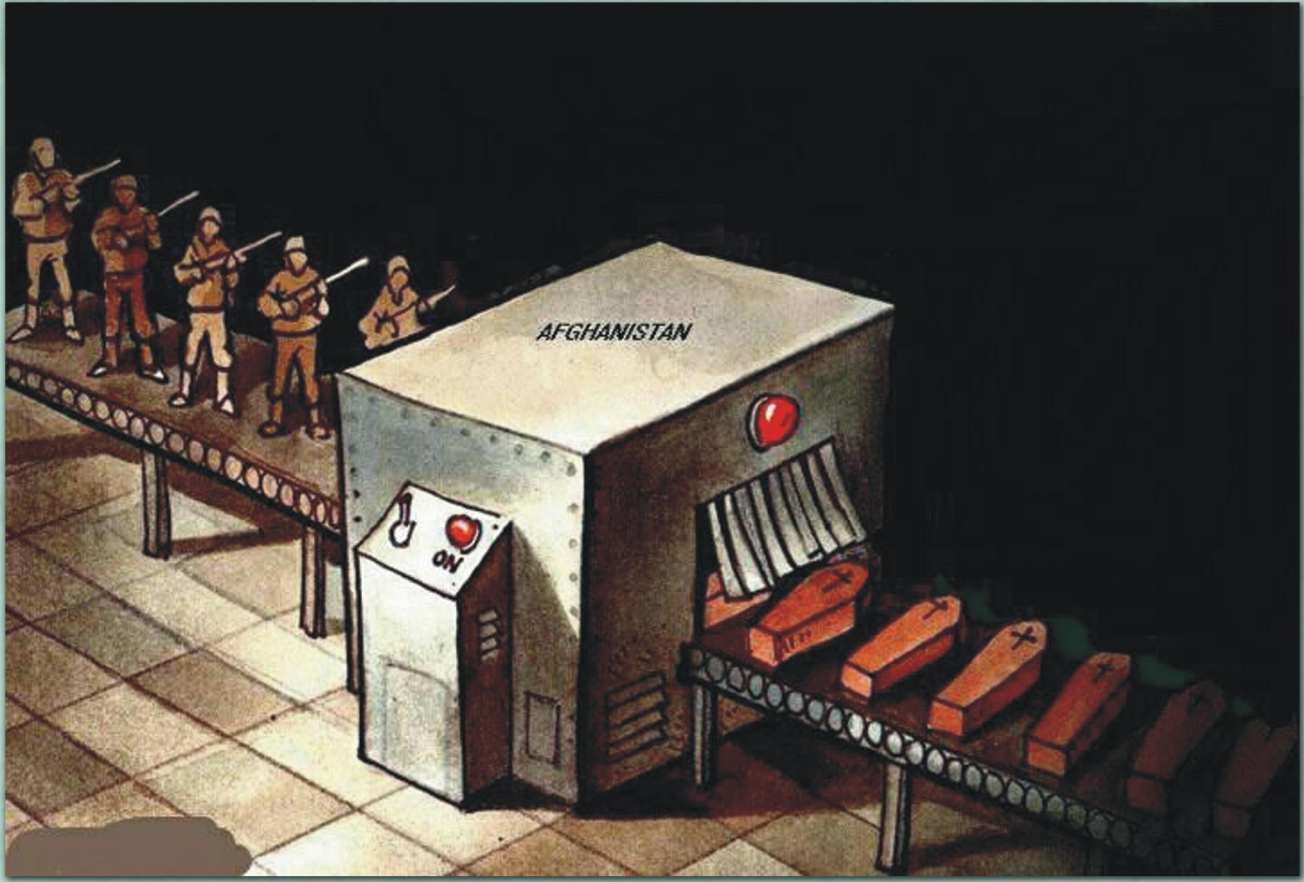
افغانستان...اہل صلیب کے لیے تابوتوں کی فیکٹری

یہ صحافی ہیں یا جنسِ بازار

وزارت اطلاعات کے نوٹیفیکشن کے مطابق کس نے اپنا قلم اور زبان کتنے میں بیچی!

Nazeer Naji, 11%
Raza Rumi, 4%
Asma Shirazi, 6%
Sana Bucha, 27%
Javed Chaudhry, 7%
Mehr Bokhari, 9%
Najam Sethi, 36%
www.facebook.com/NO2Noora
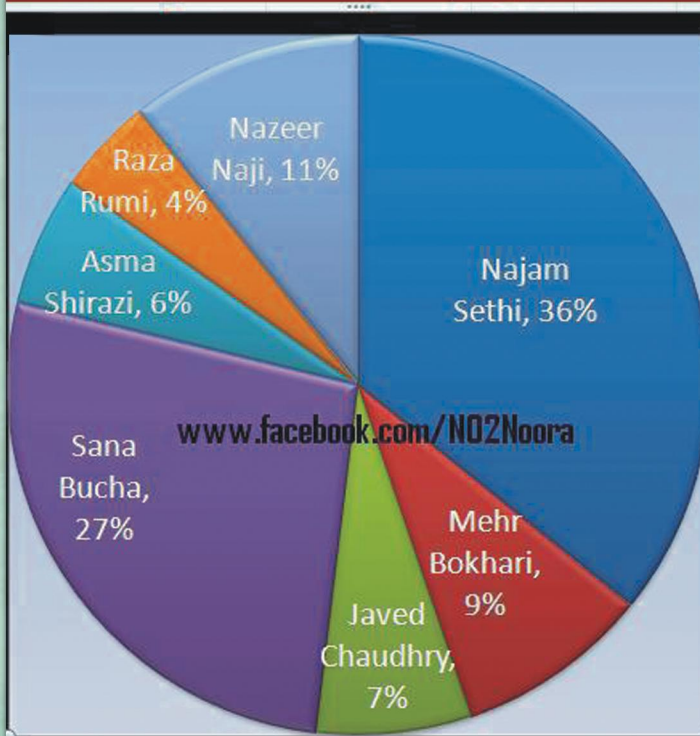
GOVERNMENT OF PAKISTAN
Ministry of Information and Broadcasting

Press Release By Ministry of Information and Broadcasting Government of Pakistan Dated 19th July 2012.

The list contains names of those journalists and anchor person's who have taken funds from Ministry of Information and Boardcasting starting from November 2010 till May 2012.

1. Najam Sethi	Rs: 40,000,000
2. Mehr Bokhari	Rs: 10,000,000
3. Javed Chaudhry	Rs: 8,000,000
4. Sana Bucha	Rs: 30,000,000
5. Asma Sherazi	Rs: 6,700,000
6. Raza Rumi	Rs: 5,000,000
7. Nazeer Naji	Rs: 12,000,000

The Names Mention Above have taken funds through cheaque's and sometimes the funds have been transfered to thier bank account's by Ministry of Information and Boardcasting Government of Pakistan.

۱۲اپریل ۲۰۱۳ء- وردک میں مجاہدین کے حملے کے بعد افغان فوجی زخمی حالت میں پڑا ہے

اپریل میں سڑک کنارے بم حملے کا نشانہ بننے والی امریکی بکتر بند گاڑی

ہلمند میں مارے جانے والے برطانوی فوجی کو وطن پہنچایا جارہا ہے

امریکی فوج کا نوائے پر فدائی حملے کا منظر

قندھار میں کینیڈین کانوائے پر بم حملے میں ایک RG 1 بکتر بند گاڑی متاثر جبکہ دوسری سکریپ میں تبدیل ہو چکی ہے

قندھار میں تباہ ہونے والا امریکی چینوک ہیلی کاپٹر

پکتیا میں مجاہدین امریکی مرکز پر آگ برسانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں

امریکی قبرستان میں ایک اور امریکی فوجی کا اضافہ

۲۸ مارچ ۲۰۱۳ء۔غزنی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ڈپٹی پولیس چیف ہلاک۔

۴ اپریل ۲۰۱۳ء۔فراح شہر میں سرکاری عمارات پر فدائی حملے کے بعد کا منظر

۱۹ اپریل ۲۰۱۳ء۔ننگرہار میں گرائے جانے والے نیٹو ہیلی کاپٹر کا ملبہ

۲۹ اپریل ۲۰۱۳ء۔بگرام میں مجاہدین نے نیٹو کارگو طیارہ مار گرایا

16 اپریل 2013ء تا 15 مئی 2013ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	5 عملیات میں 9 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	166
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	123	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	295
ٹینک، بکتر بند تباہ:	178	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	67
کمین:	59	جاسوس طیارے تباہ:	3
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	170	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	5
مرتد افغان فوجی ہلاک:	2019	صلیبی فوجی مردار:	688
سپلائی لائن پر حملے:	40		

مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کا ساتھ دینا گناہ کبیرہ یا کفر؟

مولانا سید ولی اللہ شاہ بخاری

يَـأَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَـاءُ بَعْـضٍ وَمَـنْ يَتَـوَلَّهُـمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(المائدة: ۵۱)

''اے ایمان والو!تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا''۔

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے:

هو مشرک مثلهم..... ''وہ ان ہی کی طرح کا مشرک ہے''۔

امام جصاص رحمہ اللہ اس کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

كافر مثلهم..... ''(وہ) اُن ہی کی طرح کافر ہے''۔

امام مظہری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

ای: كافر و منافق..... ''وہ کافر اور منافق ہے''۔

سورہ مائدہ کی آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو ان یہود و نصاریٰ کے ساتھ موالات رکھنے سے جو کہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں، ممانعت فرمائی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ (یعنی یہودی اور عیسائی) آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والوں کو تنبیہ اور وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا **ومن يتولهم منكم فانه منهم** یعنی جو تم میں سے ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر ان ہی میں سے ہوگا۔

یہاں تک کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ (والی بصرہ) کو اس بات پر سرزنش فرمائی کہ انہوں نے ایک عیسائی انشا پرداز کو محض اس کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اپنا مکتوب نگار کیوں رکھ لیا اور اپنی اس بات کی تائید میں یہی سورہ مائدہ کی آیت پڑھی جو کہ اس مسئلہ کے ثبوت میں شروع کے اندر یہاں بیان ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء

''اے اہل ایمان تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی ان ہی میں ہے''۔

یہ حوالہ دینے کے بعد فرمایا: ''اس کو نکال دو''

لـا يَتَّـخِـذِ الْـمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَـفْـعَـلْ ذَلِكَ فَـلَيْـسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ

''یعنی مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہیں بناتا یا مومن مومنوں کے مقابلے میں کافروں کو اپنا دوست نہیں بناتا''

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ

اور جو کوئی بھی ایسا کرے تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں

اس آیتِ مبارکہ کی تشریح میں امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی **بذلک**...... اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے...... **فقد برىء من اللّه**...... کہ جس شخص نے مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کا ساتھ دیا، وہ اللہ سے بری ہوگیا...... **وبرء اللّه منه**...... اور اللہ اس سے بری ہوگیا...... **بارتداده عن دينه**...... کیوں؟ کیونکہ یہ اس فعل کی وجہ سے دین سے مرتد ہوگیا...... **ودخوله في الكفر**...... اور کفر میں داخل ہوگیا

دیگر مفسرین کے اقوال بھی دیکھیں تو اسی طرح بالکل واضح تصریح کی گئی ہے۔ شاید کم ہی مقامات ہیں کہ جہاں کسی قول یا کسی فعل پر مفسرین نے اتنی صراحت سے کفر کی بات یا تصریح کی ہے۔ دین اور امت کا غدار بے شک نماز روزہ کرتا ہو، کافر ہو جاتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کا وفادار بن کر رہنا اور اللہ و رسول اور اس اُمت کے دشمن سے دشمنی رکھنا ایمان کا بنیادی فرض ہے۔ یہ نہیں تو قرآنِ مجید کا وہ ایک خاصا بڑا حصّہ کچھ معنی ہی نہیں رکھتا جو کہ آج تک برابر تلاوت ہوتا ہے اور جو کہ ان منافقین کا بار بار کفر بیان کرتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستیاں گانٹھتے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر)

چرچل کی ہچکی

ایاز محمود

بقول ونسٹن چرچل ۱۹۲۱ء کی قاہرہ کانفرنس میں وجود پانے والا خطۂ زمین اُردن، اُس کے قلم کے فقط ایک جھٹکے سے وقوع پذیر ہوا...... جب وہ اتوار کی ایک شام بیٹھا ناؤنوش میں مصروف تھا۔

برطانوی سامراجی سیاست کا یہ مشہور مُہرا، برطانیہ کے نوآبادیاتی سیکرٹری کی حیثیت سے اِس قاہرہ کانفرنس کی صدارت کر رہا تھا۔ مرغن غذاؤں کے شوقین چرچل کے کھانے کا اختتام برانڈی یا وسکی پر ہی ہوا کرتا تھا۔ اُس شام بھی صاحب بہادر اردن کا نقشہ بنانے کے ساتھ ساتھ مےنوشی ہی فرما رہے تھے کہ اُردن سے سعودی عرب کے درمیان کی سرحد، اُن کو آنے والی ہچکی کی نظر ہوگئی...... نتیجتاً اُن کا قلم سیدھی لکیر سے بہک گیا۔ آج بھی اُردنی باشندے اس نقش نگاری سے حدود اربعہ پانے والے علاقے کو چرچل کی ہچکی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ ان ممالک کی بندر بانٹ کی ایک چھوٹی سی مثال ہے جو ایک صدی قبل خلافتِ عثمانیہ کا حصّہ تھے۔ سارے عالم کے موجودہ ممالک...... جو ماضی قریب میں برطانوی سامراج کا حصّہ تھے...... یا اطالوی و فرانسیسی نوآبادیاتی نظام کا...... ۱۹۲۰ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک کی تین دہائیوں میں وجود میں آئے۔ ان ہی ملکوں میں سے ایک کا نام پاکستان بھی ہے، جسے ۱۹۴۷ء میں ریڈکلف کی بنائی گئی سرحد اور ڈیورنڈ لائن کے درمیان وجود بخشا گیا۔ گورداس پور، فیروز پور، کشمیر اور جموں کے ساتھ ساتھ...... اور پشتون مسلمانوں کے عین درمیان سے کھینچی گئی...... ان خونی لکیروں پر نظر ڈالی جائے تو یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ یہ علاقے ان دو کافروں کی کتنی ہی ایسی ہچکیوں کی نظر ہوئے ہوں گے!!!

یہ سوال بار بار ذہن میں اٹھتا ہے کہ اس وقت مسلمان کہاں تھے؟...... کیوں کہ اسلام تو وہ دین ہے جو تمام سرحدوں کو رد کرکے یہ اعلان کرتا ہے کہ **المسلم اخو المسلم**...... انگریز اور اس زمانے کے نام نہاد لیڈران نے، اس مقولے پر عمل کرتے ہوئے کہ اگر تم نے کسی معاشرے کو تباہ کرنا ہے تو اس کی جڑ اکھاڑ ڈالو...... امت کو ایسی افیون چٹائی کہ اسے اپنا بنیادی عقیدہ ہی بھلوا دیا...... یعنی ایمان، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا جاتا ہے...... نا کہ قوم و وطن پر!!!

ایک پاکستانی کا ذہن آج ایک سادہ سے سوال کا جواب دیتے دیتے الجھ جاتا ہے کہ ہم اپنی بنیاد کہاں تلاش کریں؟...... آیا سرسید کی ذات و فکر میں، رائل انڈین آرمی میں اور سر آغا خان کی مسلم لیگ میں...... یا پھر شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، سید احمد شہیدؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حاجی صاحب ترنگ زئیؒ اور ایپی فقیرؒ جیسے علما و صلحا و مجاہدین کے کردار میں جو اسلام اور امتِ مسلمہ کے دفاع میں سامراجی قوتوں اور ان کے افکار سے زندگی بھر برسرِ پیکار رہے۔

یہ ساری قوم اپنی شناخت کی تلاش میں حیراں و سرگرداں ہے...... باقیوں کو تو چھوڑیے، آج دینی طبقے سے وابستہ کسی شخص سے پوچھیے کہ آپ پاکستانی ہیں یا مسلمان؟...... تو جواب ملے گا: دونوں...... یہاں نکتہ یہ اٹھتا ہے کہ پھر فوج کے ایک قادیانی میجر کی ''شہادت'' پر آیا غم کا اظہار کیا جائے یا پھر خوشی منائی جائے؟ ایک مسلمان کی حیثیت سے تو یہ اس کے لیے مقامِ شکر ہے کہ زمین ایک دشمنِ اسلام سے پاک ہوگئی۔ مگر بطور ایک پاکستانی، اسے شدید پریشان ہونا چاہیے، کیوں کہ مادرِ وطن کی حفاظت پر مامور ایک عظیم سپاہی کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ ایک جانب حمیتِ ایمانی ہے جو جوش مار رہی ہے...... مگر پھر دوسری جانب شعلۂ صنمِ وطنیت ہے جو بار بار بھڑک کر سر اٹھاتا ہے!

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے، کلیسا میرے آگے

ایک مسلمان اپنی ماں، بہن، بیٹی کی عفّت کی خاطر جان سے ہو گزرتا ہے...... مگر اس حقیقت کا کیا کیجیے...... کہ امت کی بیٹی عافیہ کو بھنبوڑنے کے لیے ایک اسلامی جمہوری ملک کے سپاہیوں نے ہی درندوں کے حوالے کیا ہے۔

یہی صورتِ حال آج مصر میں درپیش ہے...... اسرائیل کی طرف سے فلسطین میں قتلِ عام جاری ہے، مگر مصر اور اسرائیل میں جنگ بندی ہے۔ بطور مسلمان تو ایک مصری کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے فلسطینی بھائیوں کے دفاع میں جا لڑے...... مگر ایک اسلامی حکومت کی ملکی پالیسی اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ پس...... دین یا وطن...... کس کا انتخاب کیا جائے؟

پھر پاکستان، سعودی عرب اور ترکی کو اگر اسلامی ممالک گردانا جائے تو پھر صفِ اول کا امریکی اِتحادی ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ اسلام کے لیے جیو...... یا پھر وطن کے لیے...... محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بنو...... یا پھر سائیکس پیکو، ڈیورنڈ و ریڈکلف ایوارڈ کی لکیروں کے قیدی رہو...... سمجھنے کی بات صرف اتنی ہے...... کہ چرچل، ڈیورنڈ اور ریڈکلف نے ان دو راستوں کے درمیان حدِ فاصل کھینچ ڈالی ہے۔

☆☆☆☆☆

28 اپریل: صوبہ فاریاب...... ضلع المار...... مجاہدین نے افغان فورسز سے دو گاؤں آزاد کروا لیے...... 6 افغان فوجی ہلاک...... 11 زخمی

جہاد کی برکتوں اور نقد ثمرات کا ظہور ہو رہا ہے

جنوری ۱۹۸۳ء......افغانستان میں روسی افواج کے خلاف جہاد کے دوران میں مجاہدین کے قائد مولانا جلال الدین حقانی دامت برکاتہم العالیہ دیگر مجاہدین کے ہمراہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دارالعلوم حقانیہ حاضر ہوئے، اس موقع پر ان کے درمیان ہونے والا مکالمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

مولانا حقانی: احقر دارالعلوم سے آنے والے احباب سے آپ کی خیریت، دارالعلوم کے حالات اور کیفیت دریافت کرتا رہتا ہے۔صدر صاحب مرحوم (مولانا عبدالحلیم زروبویؒ) کی وفات تمام عالم اسلام بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ ہے؛ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ رحمتوں سے نوازے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: میں ہمیشہ آپ حضرات کے حالات دریافت کرتا رہتا ہوں۔خاص کر اُن فضلا اور احباب کی خیریت اور عافیت کی اطلاع کے لیے بے تاب رہتا ہوں جو اس وقت محاذ جنگ پر دشمن سے برسرِ پیکار ہیں۔ظالم دشمن کے مقابلہ میں آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ کی امداد حاصل ہے اور تین سال سے جو غیبی فتوحات اور نصرت و کامیابی سے باری تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے، دل سے دعائیں کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور اس میں مزید ترقی ہو۔ **اللھم زد فزد**۔خدا تعالیٰ یوماً فیوماً ترقی دے۔

مولانا حقانی: جہاد، مشکلات اور امتحان کا نام ہے۔امتحان اس لیے لیا جاتا ہے کہ لوگوں میں تمیز پیدا ہو، اپنے اور غیر کی پرکھ ہو جائے۔آپ نے سبق پڑھایا تھا کہ جب سونا آگ میں ڈالا جاتا ہے تب قیمتی بنتا ہے۔کپڑے جس قدر مارے اور رگڑے جائیں اسی قدر ان کی صفائی اور ستھرائی خوب ہوتی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد افغانستان میں اللہ تعالیٰ کی سیکڑوں حکمتوں میں شاید ایک یہ بھی ہو کہ مجاہدین کو مشکلات اور مصائب کی بھٹی میں ڈال کر خالص سونا بنا دیا جائے۔الحمدللہ! مجاہدین کا ایمان مضبوط، حوصلہ بلند، مہارت پختہ اور بہادری اپنے عروج پر ہے۔ہم میں سے جب کوئی شہید ہو جاتا ہے تو ہم کبھی بھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتے۔جانے والے کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرے ایسے ساتھی کھڑے کر دیتے ہیں جن کا عزم استقامت اور پختگی پہلوں سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت! اب تو مجاہدین کو پہلے سے کئی گنا زیادہ تجربہ حاصل ہو گیا ہے۔طیاروں، ٹینکوں، زہریلی گیسوں اور دشمن کے حملوں سے مرعوبیت ختم ہو چکی ہے۔ان ساری چیزوں کا مقابلہ اور ان سے ہر قسم کا تعارض اب عادت بن چکی ہے۔اوائل میں مجاہدین کو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ کا تجربہ نہیں تھا، اب تو بحمدللہ خوب تجربہ ہو گیا ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: جہاد افغانستان سے پہلے روس کا عالم اسلام پر بہت زیادہ رعب تھا مگر آپ حضرات کی قربانیوں اور مجاہدین کی بے مثال شجاعت و استقامت نے روس کو پورے عالم میں ذلیل و رسوا کر دیا۔

مولانا حقانی: اب تو ہر طرف سے جہاد کی برکتوں اور نقد ثمرات کا ظہور ہو رہا ہے۔پہلے ہمارے اندر جو لوگ فسق و فجور اور ضلالت و فساد میں مبتلا رہتے تھے اب وہ توبہ کر کے دینی زندگی اختیار کر چکے ہیں۔پہلے جن لوگوں پر دنیا کی حرص سوار تھی اور مقصدِ زندگی کسبِ دنیا تھا، اب ان کا مقصد زندگی دین ہے۔اب دنیا کا کسب نہیں کرتے مگر دنیا پہلے سے زیادہ مل رہی ہے۔الحمدللہ اب تو مجاہدین نے روسیوں سے جنگ کر کے ان ہی کا اسلحہ بھی فراہم کر لیا ہے۔ان کو استعمال کرنے کی ترکیبیں سیکھ لی ہیں۔اب دشمن میں اختلاف رونما ہو چکا ہے اور اس کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: آج کل آپ کا مرکز کہاں ہے؟

مولانا حقانی: ہم نے سردار داؤد کے دورِ حکومت میں ہجرت کی تھی، ہمیں حکومت نے گھر دیے تھے جو افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ ہیں تاہم اکثر قیام افغانستان میں ہوتا ہے۔ہمارا سارا منطقہ پہاڑی ہے، جہاں حکومت کے فون وغیرہ کے نظام کو توڑ دیا گیا ہے۔جب دشمن کے جہاز ہمارے منطقہ پر بم باری کرتے ہیں تو وہ بھی بہت دور سے۔ہمارے علاقے میں امیر عبدالرحمٰن کے دورِ حکومت سے تا حال کوئی سرکاری نظام نہیں ہے۔اب ہمارے مجاہدین نے اپنے اسلامی نظام کے تحت جگہ جگہ شفاخانے کھولے ہیں، شرعی عدالتیں اور رفاہِ عامہ کے ادارے بھی قائم کیے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: مجاہدین کے مختلف گروہ اور احزاب کا جو آپس میں اختلاف......

مولانا حقانی: بحمدللہ جہاد کے دوران میں میدان جنگ کے تمام احزاب کا ہاتھ ایک ہوتا ہے۔غزنی، وردگ اور پکتیا میں مجاہدین کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔ہم سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

ہمارے منطقہ پکتیا میں آج کل خوب برف پڑ رہی ہے۔مجاہدین تو برف کے عادی ہیں مگر روسی دشمن کی فوجوں کو ہزیمت اٹھانی پڑتی ہے۔آج کل مجاہدین دشمن کے

29 اپریل: صوبہ بدخشاں......ضلع ورداج......مجاہدین کی بڑی کارروائی......ضلعی مرکز اور پولیس ہیڈکوارٹر کو تباہ......20 پولیس اہل کار قیدی بنا لیے......متعدد پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی

مختلف کاروانوں پر آسانی سے حملہ آور ہوجاتے ہیں اور کابل کے اندر رہنے والے مجاہدین داخلی طور پر دشمن پر رات کو حملہ کرتے ہیں۔مجاہدین نے کابل میں بجلی وغیرہ کاٹ دی ہے، باہر سے لکڑی بند کردی ہے۔نام نہاد کارمل حکومت (اُس وقت کا کرزئی، ببرک کارمل تھا)اوراس کے کارندے سخت تکلیف اور مصیبت سے دوچار ہیں، اندر سے بجلی بند ہے اور باہر سے لکڑی بند۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: (حاضرین سے) ہم سنتے رہتے ہیں کہ روسی فوج میں ہمارے یہ فاضل مولانا حقانی ٹینک دشمن اور ٹینک شکن کے نام سے مشہور ہیں۔دشمن کی فوج میں جب بھی مولانا جلال الدین حقانی کی آمد کی افواہ اڑا دی جاتی ہے تو فوج کا ٹینک بردار حصّہ ٹینکوں سمیت بھاگنے اور اپنے کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔خدا کی شان کہ ٹینک بھی ہمارے مولانا جلال الدین حقانی کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتے......(مولانا جلال الدین حقانی سے) مولانا! آپ کے ہاتھ میں کون سا ہتھیار ہے جس کے استعمال سے ٹینک تباہ کرتے ہیں؟

مولانا حقانی: حضرت! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوتو مٹھی میں کنکریاں لے کر **شاھت الوجوہ** پڑھتے ہوئے دشمن کی طرف پھینکو اور اسی دوران میں **وجعلنا من بین ایدھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشیناھم فھم لا یبصرون** بھی پڑھتے رہو......تو ربِ قدیر دشمن کے سامنے دیواریں کھڑی کردے گا۔بس یہ آپ کا بتایا ہوا وظیفہ ہے اور اس وقت میرے پاس سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے۔میدانِ کارزار میں مَیں اور میرے رفقا اس کی بے شمار برکتیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: آپ کے منطقہ پر روسی دشمن کے حملوں اور ان سے دفاع کی کیا صورت ہے؟

مولانا حقانی: روسی دشمن نے مسلسل آٹھ ماہ تک ہمارے منطقہ پر حملہ آور ہوکر زور آزمائی کی، آخر پسپا ہوگیا۔ہمارے پاس جہازوں کے مقابلہ اور ان کو مار گرانے کا کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس راکٹ نہیں ہیں۔افغان فوجی جو مجاہدین کے ساتھ شامل ہورہے ہیں وہ بھی اپنے ساتھ راکٹ نہیں لاسکتے۔وجہ یہ ہے کہ روسی فوج ایسے اسلحہ کو اپنے کنٹرول میں رکھتی ہے اور افغان فوج پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کرتی۔درّوں میں جو اسلحہ فروخت ہورہا ہے یہ بھی مجاہدین ہی کا مالِ غنیمت ہے۔میدان جنگ میں جب مجاہدین ٹینکوں کے مقابلہ میں مصروفِ کار ہوتے ہیں اور ان کو اپنے تصرف میں لے لیتے ہیں تو بعض چور قسم کے لوگ نیچے درجہ کا اسلحہ لے کر بھاگ جاتے ہیں اور یہاں درّوں میں آکر بیچ دیتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: افغان مجاہدین اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور سرحد ہیں۔اگر یہ سرحد نہ ہوتی تو آج پاکستان میں بھی دین اور دین کا نام لینے والا کوئی فرد نہ ملتا۔خدا تعالیٰ اپنے دین کا آپ محافظ ہے اب خدا تعالیٰ اپنے دین کی نصرت کا کام آپ سے لے رہا ہے۔

مولانا حقانی: حضرت! روس نے افغانستان پر حملہ کے لیے جو منصوبہ اور اس کے تحت جو نقشہ بنایا تھا اس میں افغانستان کی مہم ان کے لیے چھ ماہ سے بھی کم عرصہ کی تھی۔عراق تو ویسے بھی روسی اسلحہ کی مارکیٹ ہے۔علاقائی اعتبار سے ایران پر افغانستان کا محاصرہ ہے جب افغانستان روس کے قبضہ میں چلا جائے تو پھر اس کے لیے ایران اور اسی راستے خلیج اور تیل کے ذخائر پر قبضہ آسان ہے۔روس افغانستان پر قبضہ کے خیال سے یہاں نہیں آیا بلکہ وہ اس راستے سے مشرقِ وسطیٰ اور پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔روسی حکمرانوں کو کبھی یہ وہم بھی نہیں گزرا تھا کہ افغانستان کی مہم میں اس قدر وقت لگے گا اور جان و مال کا نقصان ہوگا۔اب تو روسی حکومت سے عوام بھی نفرت کرنے لگے ہیں۔

افغانستان میں روسی فوج مست اور عیاش ہوگئی ہے۔جب کہ روس میں ان کو عیش وعشرت کے مواقع کم ملتے ہیں۔وجہ یہ ہے کہ وہاں رقم اور نقدی عام افراد کو حاصل نہیں ہے نہ اپنی مرضی سے خرید سکتے ہیں اور نہ بیچ سکتے ہیں۔ یہاں ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، افیون، بھنگ، چرس اور شراب ان کو آسانی سے میسر ہوجاتی ہے۔حتیٰ کہ اب تو روسی فوج اپنے ہاتھوں سے مجاہدین کو اسلحہ فروخت کرتی ہے اور چرس اور شراب خریدتی ہے۔یہاں روسی فوج کا نظم وضبط ختم ہوچکا ہے، ان کے سپاہی نشہ کے عادی ہوچکے ہیں، گاڑیاں اور ٹینک چلاتے وقت نشہ میں دھت رہتے ہیں۔[یاد رہے کہ امریکیوں کے بھی یہی حالات ہیں]

اسی دوران میں مجاہدین نے حضرت اقدس کی خدمت میں خشک میوں کے ہدایا پیش کیے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ: آپ نے یہ تکلیف کیوں اٹھائی ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم آپ کی خدمت میں تحائف پیش کریں بلکہ آپ کی خدمت میں تو ہمیں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا چاہیے۔

مولانا حقانی: حضرت! آپ تو استاذ المجاہدین ہیں اور یہ سارا جہاد اور مجاہدین کا کردار، سب آپ کی برکت سے ہے۔ہم نے جہاد اور میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کا سبق بھی باقاعدہ ٹریننگ کے طور پر آپ سے سیکھا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

29اپریل:صوبہ فراہ..........بقوہ..........بارودی سرنگ دھماکے..........2 نیٹو ٹینک تباہ..........7 نیٹو فوجی ہلاک..........متعدد زخمی

جمہوریت سے نفاذ شریعت کے خواہاں حضرات کی خدمت میں!

مصعب ابراہیم

گیارہ مئی کے بعد الیکشن کی تمام رونقیں تو ماند پڑ گئیں لیکن ''بہترین انتقام'' یعنی جمہوریت کے لب و رخسار پر 'سرخی پاؤڈر' لگنے کے بعد مزید ''رنگ و روپ'' چڑھ گیا ہے......امریکہ ''بہادر'' بھی مطمئن ہے کہ ''مل کر کام کرنے کا تجربہ'' رکھنے والے بھاری مینڈیٹ حاصل کر گئے، گیانی بھی طمانیت اور اطمینان کی بولی بولتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ''گمراہ اقلیت کو مسترد کر دیا گیا''......لیکن دوسری جانب ایک اور منظر بھی ہے...... یہ منظر سابقہ حکمران جماعتوں کے حالات و احوال کا ہے......اے این پی اور پیپلز پارٹی دونوں کا صفایا ہوا اور دونوں یک زبان ہو کر بولیں کہ ''ہمیں طالبان نے انتخابی مہم چلانے نہ دی تو اس صورت میں شکست ہی ہونا تھی''......

اب معلوم نہیں کہ ''گمراہ اقلیت کو مسترد کر دینے'' کے ''فاتحانہ'' بیانات داغنے والا صلیبی کٹھ پتلی 'سپہ سالار' اس پر کیا کہے گا......اے این پی اور پیپلز پارٹی کی پتلی حالت اور الیکشن مہم کے دوران اُن کی سہمی سہمی سرگرمیوں سے یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچتی ہے کہ واقعتاً مجاہدین (یعنی ''سورماؤں'' کے الفاظ میں ''اقلیت'') نے ان سیکولر اور لادین جماعتوں کو مکمل طور پر دیوار سے لگانے اور میدان سے ان کا کلی صفایا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے...... پانچ سال تک امریکی چھتری تلے، فوجی جتا کے اشاروں پر ناچنے اور اپنی بدکرداریوں کے سبب قوم کی زندگی کے شب و روز کو مستقل آزار کی نذر کر دینے والوں کے منظر نامے سے بالکلیہ غائب ہو جانے پر سینہ پھُلا کر ''اقلیت کو مسترد کر دینے'' جیسے احمقانہ بیانات کو کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

اس الیکشن اور مینڈیٹ پر بھی اور مردود سپہ سالار کی جانب سے مجاہدین کے بارے میں اپنے دلی بغض کا سرعام اظہار کرنے کا کوئی ایک موقع تک نہ گنوانے پر بھی سیر حاصل بات ہو سکتی ہے لیکن اس وقت ہمارا اصل موضوع یہ نہیں ہے......اوپر کی گفتگو کو جملہ ہائے معترضہ سمجھا جائے۔اصل موضوع دین سے وابستگی کو اپنی زندگیوں کا محور گردانتے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو کامل اخلاص کے ساتھ 'قانون کے دائروں' میں رہتے ہوئے اسلام کے نفاذ میں کھپا دینے والوں کے سامنے چند دلی تاثرات پیش کرنا اور اُن کی قدر و منزلت اور عزت کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے وارداتِ قلبی کو اُن کے روبرو پیش کرنا ہے۔

اسلام اور سیاست میں دوری اور تفاوت کے قائل وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو دین کے مزاج کو یا تو سمجھتے نہیں یا پھر دین کی بنیادوں پر وار کرنا چاہتے ہیں......لیکن اس سے بھی خطرناک اور 'الارمنگ' صورت حال وہ ہے جس میں آج کا دین پسند طبقہ مبتلا ہے......ان کے اخلاص میں کوئی شبہ ہے نہ نیت و کردار پر کوئی شک، ان کے دن رات کی محنت اور کاوش سے انکار ہے نہ ان کی صلاحیتوں سے اغماض......لیکن بصد احترام عرض اتنی ہے کہ دین و سیاست کی دوری کا تصور امت کے حق میں جس قدر مہلک ہے اُس سے کہیں زیادہ نقصان دہ اور تباہ کن اثرات ''اسلامی جمہوریت'' کا فلسفہ مرتب کر رہا ہے۔ دین اور سیاست کے یک جان ہونے پر ڈھیروں دلائل اور مسکت انداز میں ''جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی'' کو بیان کرنے والے اصحاب خیر نے ان جانے میں دین اور شریعت کو ایسی سیاست کی آلودگیوں کے سپرد کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے کہ جس سے ہر سلیم الطبع اور صالح فطرت فرد گھن کھاتا ہے۔

اسی ''دین و سیاست کے حسین امتزاج'' کی بنا پر ایسے ایسے عجائب وقوع پذیر ہوتے ہیں جن کا دین کی اساس اور بنیاد سے ہی کھلا اور واضح ٹکراؤ ہوتا ہے۔ پھر شریعت کے احکامات بھی پابند ہوتے ہیں کہ اُنہیں اپنے آپ کو منوانے کے لیے بہر صورت اکثریت کی تائید حاصل کرنا لازمی ہے......پھر ختم نبوت جیسی بنیادی متقاضیات ایمان بھی اس کی محتاج ہوتی ہیں کہ اُنہیں 'ملکی قانون' بنانے کے لیے اسمبلی سے دو تہائی اکثریت سے پاس ہونا پڑے گا......پھر کبھی 'شریعت بل' اور کبھی 'حسبہ بل' کی شکل میں احکام شریعت نافذ ہونے کے لیے 'ایوان زیریں و ایوان بالا' کے سامنے پیش ہوتے ہیں کہ ''براہ کرم ہم پر مہر تصدیق ثبت فرمائیے تاکہ شریعت کے بیان کردہ احکامات کو نافذ کرنے کا مینڈیٹ مہیا ہو سکے''......پھر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ (سود) سے بھی اس لیے صرف نظر کیا جاتا ہے کہ ''معزز ایوان'' میں ابھی تک اس کے خلاف قانون سازی کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہو سکی......پھر ''حقوق نسواں بل'' کی آڑ میں بدکاری اور زناکاری کی کھلی چھوٹ ملنے پر بھی ''اسلامی جمہور'' کے ماتھے پر شکن تک نہیں اُبھرے......

یہ چند ایک مثالیں ہیں ورنہ اس پورے نظام کا مقصد ہی احکاماتِ اسلام کے کامل نفاذ کو بزور روکنا اور شریعت اسلامی کے نفاذ کو آئینی، قانونی اور دستوری جکڑ بندیوں کی نذر کرنا ہے......اگر کہیں شریعت کا کوئی حکم نافذ ہو گا بھی تو وہ بطور شرعی حکم کے ہرگز نافذ نہیں ہو گا بلکہ 'ملکی قانون' کے طور پر نافذ کیا جائے گا......کیونکہ شریعت تو رب کائنات کا عطا کردہ مکمل نظام اور بے پایاں انعام ہے، وہ بالا دست بھی ہے، سپریم بھی ہے اور خود کو منوانے کے لیے کسی تراشیدہ آئین اور بشری قانون کو ذرہ بھر خاطر میں لانے کی روادار

29 اپریل: صوبہ ہرات...........رباط ترک...........مجاہدین کا افغان فوج کا حملہ...........7 افغان فوجی ہلاک...........5 زخمی ہو گئے...........ایک فوجی گاڑی تباہ

نہیں......لیکن اس کے برعکس ''اسلامی جمہور'' نے احکاماتِ شریعت کو نعوذ باللہ 'محتاجِ محض بنا کر رکھ دیا ہے کہ دل چاہے تو ''اچھی بات'' کو قبول کر لے اور جہاں ہوائے نفس کی منہ زور آندھیاں چلیں تو دین کے احکامات کو ''وسیع تر قومی مفاد'' کا نام دے کر مکمل طور پر پس پشت ڈال دیا جائے......

اے معزز علمائے کرام اور داعیانِ دینِ متین! آپ کو بخوبی اندازہ ہے کہ جمہوریت کو ''اسلامیانے'' کی تمام تر کوششوں کے باوجود اس ''اسلامی جمہوری سواری'' پر بیٹھ کر دین کے نفاذ کی منزل تک پہنچ جانا سعی برائے کارِ لا حاصل کے سوا کچھ نہیں......اس حقیقت کو آپ پوری طرح سمجھتے بھی ہیں اور ''اسلامی جمہوریت'' کو جواز فراہم کرنے والے اکابر اپنی نجی محافل اور 'آف دی ریکارڈ' گفتگو میں اس کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں......یہ ایسی سچّائی ہے جس کو ثابت کرنے کے لیے زیادہ بڑی کاوش کی ضرورت نہیں، صرف گزشتہ ۶۵ برسوں کی اکھاڑ بچھاڑ کو ایک نظر دیکھنے کی ضرورت ہے......

آج ضرورت ہے کہ اسلام کے بہار آفرین پیغام اور ایمان کی پر تاثیر دعوت کی بنیاد پر معاشرے کی تعمیر کرنے والا ہر داعی ضرور سوچے کہ جمہوریت کی آلائشوں کو ''اسلامیانے'' کے بعد اُنہیں مشک وعنبر جیسا معطر اور لعل وجواہر جیسا قیمتی گردانے کے نتیجے میں کیسی کانٹوں بھری فصل سے سابقہ پیش ہے......یہی کانٹوں بھری اور ایمان کُش فصل ہے کہ جس کی آب یاری لادین طبقہ شروع دن سے یہاں کرنا چاہتا تھا اور اب اس کے کڑوے کسیلے اور بدبودار ''پھلوں'' کو تھوک کے حساب سے معاشرے میں پھیلا رہا ہے......جس کے اغراض ومقاصد بالکل واضح اور دوٹوک ہیں کہ عامۃ المسلمین کے عقائد کو تباہ کر دیا جائے اور اُنہیں معاشی، معاشرتی، سیاسی اور سماجی طور پر لادینیت کو اپنانے پر مجبور کر دیا جائے......

تھوڑا سا غور وتدبر ہمیں اس نتیجے پر بھی پہنچاتا ہے کہ جیسے جیسے یہ نظام مستحکم ہوتا چلا گیا اور اس کی اسلام سے 'پیوندکاری' اپنا رنگ دکھاتی چلی گئی ویسے ویسے علمائے کرام اور دینی قوتوں کا معاشرے میں اثر ونفوذ محدود سے محدود تر ہوتا چلا گیا۔ آج حالات ہمارے سامنے ہیں کہ وہ علما اور وہ دینی قوتیں جو ایک زمانے میں معاشرے میں اپنا ایک مستقل اور پائیدار مقام رکھتی تھیں اور جن کے قول وعمل سے استفادہ کرنے کو ایک عام مسلمان اپنے لیے ضروری سمجھتا تھا، آج اُن کا کردار سمٹتا چلا جا رہا ہے......ایک وقت تھا کہ معاشرہ میں داعیانِ دین کا رعب ودبدبہ تھا، نیکی کا حکم کرنے والوں کی بات کو ٹالنا امرِ محال کے قریب قریب گردانا جاتا تھا، برائی سے روکنے والوں کی بات پر عمل کرنے میں جھجک کم ہی نظر آتی تھی......لیکن جب نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والے ہاتھوں نے جب دین اور شریعت کی مضبوط رسی کی بجائے 'سیاست جمہور' کے خوش نما لیکن بے جان 'دھاگے' کو محض اس لیے ہاتھ میں لیا کہ تھانے کچہری کے مسائل سے نمٹا جا سکے، ترقیاتی منصوبوں، کشادہ سڑکوں، پکی گلیوں، سیوریج لائنوں، بجلی اور گیس کنکشنوں، رفاہی اداروں اور پانی کے نلکوں کی دستیابی ممکن ہو سکے......تو دین بے زار قوتوں کو زیادہ جتن کرنے اور معاشرے کے اسلوب کو اپنے ڈھب میں ڈھالنے میں زیادہ تردد کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ایک لمحہ رک کر جائزہ تو لیں کہ کیسی اعلیٰ وارفع متاع لازوال کو لٹا کر کوڑا کرکٹ اور بے قدر و قیمت کنکروں پتھروں سے جھولی کو بھر لیا گیا ہے!!! ستم در ستم کہ یہ بے قیمت کنکر بھی ہاتھ نہیں آتے، یقین نہ آئے تو حالیہ انتخابات کے نتائج کو اک نظر دیکھ لیں!!! اس انتخابی سیاست اور ''اسلامی جمہوریت'' نے 'اسلام کے لیے جینا اور مرنا' کا عزم سینوں میں رکھنے والوں کو بھی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے، اُن کی وحدت اور یک جہتی پارہ پارہ ہو چکی ہے، اُن کی جمعیت کا شیرازہ بکھر چکا ہے، اُن کی قوت کو گروہ در گروہ تقسیم کر کے توڑا جا چکا ہے، اُن کے وزن کو تقسیم در تقسیم کے عمل سے گزار کر بے وزن کیا جا چکا ہے، اُن کی معاشرے میں اہمیّت اور قدر کو بے وقعتی اور کم مائیگی میں تبدیل کیا جا چکا ہے......

حالیہ الیکشن سے پہلے امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے کھلے بندوں کہا تھا کہ ''پاکستان میں ہمارا گھوڑا جمہوریت ہے''......دین اور شریعت کی حاکمیت کے خواب آنکھوں میں سجانے والے تھوڑا سا غور ضرور کریں کہ آخر اس ''امریکی گھوڑے'' پر ''اسلامی زین'' کسنے، اُسے ''دینی مہار'' ڈالنے اور ''شرعی چابک'' سے اُسے ہانکنے کا نتیجہ اس کے سوا کیا نکل سکتا ہے کہ اس سرزمین میں بسنے والے مسلمان لادینیت اور اباحیت کے سیلاب میں بہتے چلے جائیں، یہاں شیطان کے لشکر جو چاہے اودھم مچاتے رہیں، جمہور کی خواہشاتِ بد وہوائے نفسانی کے زیرِ اثر اس ملک کا انتظام چلتا رہے اور یہ سرزمین ظلم، شر، فساد اور بدی کی آماجگاہ بنی رہے......

اے علمائے کرام اور دعوت دین کے علم بردار معززین! اسلام نے آپ کو جس شرف وعزت سے نوازا ہے، وہ ایک صریح باطل اور مفسد نظام میں بذریعہ 'جمہوریت' ایوان ہائے اقتدار کی راہداریوں اور مسندوں تک رسائی جیسے بے مایہ، مُبتذَل ومُحقَر مقام سے کہیں زیادہ ارفع، بلند، عالی، ممتاز اور برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کے نفاذ کے لیے آپ کے ذمہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ عائد کیا ہے۔ آپ کے ذمے ہے کہ آپ نے امت کو دنیا کے جھمیلوں اور متاع القلیل کی حقیقت سے روشناس کروانا ہے......اُن میں خوفِ آخرت کی ایسی کیفیت کو پروان چڑھانا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے حرصِ مال وجاہ اور حبِ دنیا (جو تمام خرابیوں اور فساد کی بنیاد ہیں) کی جڑ کٹ جائے اور شوق جنت سے معمور دل رب کی رضا ہی کو مقصدِ زندگی بنا کر دنیا وآخرت کی سرفرازیوں سے فیض یاب ہوں......دین کی دعوت دینے والوں کے لیے کسریٰ ایران کے دربار میں حضرت ربعی بن

30 اپریل: صوبہ غور.........ضلع دولینہ.........مجاہدین اور افغان فوج کے درمیان شدید لڑائی.........82 افغان فوجی ہلاک اور زخمی

عامر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہی اصل لائحہ عمل کل بھی تھا، آج بھی ہے اور آئندہ بھی ہمیشہ رہے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے الفاظ تھے:

جئنا لنخرج العباد من عبادة العباد إلى عبادة رب العباد و من ضيق الدنيا إلى سعة الدنيا و الآخرة و من جور الأديان إلى عدل الإسلام

''ہم تو آئے ہی اس لیے ہیں کہ لوگوں کو نکال لایا جائے: بندوں کی بندگی سے بندوں کے رب کی بندگی کی طرف اور دُنیا کی تنگی سے دُنیا و آخرت کی وسعت کی جانب اور ادیان کے جور و ستم سے اسلام کے عدل کی جانب''۔

اس لائحہ عمل، ضابطے اور قاعدے کو امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ نے مجاہدینِ باوفا کی قیادت کرتے ہوئے عملی طور پر نافذ کر کے دکھایا...... کفار اور اُن کے حواری افغانستان میں بھی ''اسلامی جمہوریت'' کو پروان چڑھانے کے لیے اپنی تمام توانائیاں اور ہلاکت خیز ٹیکنالوجی بروئے کار لا چکے ہیں لیکن اللہ کے بندوں نے اللہ ہی پر بھروسے، توکل اور ایمان کی بنیاد پر اُن کے تمام شیطانی منصوبوں کو ناکام بنایا ہے اور اللہ کے دین اور شریعت کے احکام کی بالادستی کو قائم کرنے کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کی ہے۔ یہی راستہ ارضِ پاکستان میں بھی اسلام کا درد سینوں میں بسائے علمائے حق اور داعیانِ دین کے قدموں کی چاپ کا منتظر ہے۔ غازی عبدالرشید شہیدؒ اکثر بہت یاد آتے ہیں، علمائے کرام کی ایک محفل میں اُن کی گفتگو داعیانِ دین کو اس پر صعوبت راستے کی نشاندہی کیسے سچے الفاظ میں کی گئی ''ہمارا ایک مزاج بن گیا ہے کہ ہم 'دھکا' نہیں کھانا چاہتے۔ تو میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دین کی خدمت اس طرح ٹھنڈی ٹھنڈی کرنی ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی خدمت کروالی ہوتی یا صحابہ کرامؓ سے ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی خدمت کروالی ہوتی۔ لیکن ہم دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے مراحل سے گزارا کہ جن کے اندر مشکلات بھی ہیں، جن کے اندر 'ٹینشن' بھی ہے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا؟ جہاد کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو خون مبارک بھی بہا، دانت مبارک شہید ہوئے......ہم میں سے کتنوں کو کبھی پتھر لگے ہیں؟ ہم پتھر کھانے کو بھی تیار نہیں، ہم تو کہتے ہیں کہ دھکا بھی نہ پڑے، ہمیں کوئی 'اوئے' بھی نہ کہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مجنوں بھی کہا گیا، کیا کچھ کہا گیا (نعوذ باللہ) لیکن ہماری ایک نفسیات بن گئی ہے کہ میری 'روٹین' ڈسٹرب نہ ہو، میں اپنی روٹین میں رہوں، ساری چیزوں کے لیے ہمیں تیار رہنا چاہیے اور ہمیں سرنڈر نہیں کر دینا چاہیے''۔

غازی شہیدؒ کے ان الفاظ میں دعوت دین اور نفاذ شریعت کی پوری جدوجہد کے پیش آمدہ مراحل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اسوہ اور ہمارے مزاج کی پوری عکاسی موجود ہے...... حقیقت یہ ہے کہ اپنی قیمتی سے قیمتی متاع کو نفاذِ شریعت کے لیے پیش کرنے اور بدلے میں فقط وعدۂ بہشت پر مطمئن و سرشار رہنے میں ہی کامیابی اور فلاح مضمر ہے...... جب یہ جذبہ پیدا ہوگا اور قربانی کے ہر مرحلے کے لیے خود کو تیار و آمادہ کر لیا جائے گا تو پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ سے مفر کا کوئی راستہ نہ ہوگا اور نہ ہی جہاد و قتال کے نبوی طریقے پر چلے بغیر عروج و سربلندی کا کوئی تصور...... باقی رہے جلسے، جلوس، دھرنے، قراردادیں، الیکشن اور جمہوری سیاست، یہ سب وقت گزاری اور مَتَاعٌ قَلِيلٌ کو بچانے کے لیے تو مفید ہو سکتے ہیں لیکن ان راستوں سے شریعت کے قیام، دین کے نفاذ اور ظلم و فساد کے خاتمے کی امید کارِ عبث کے سوا کچھ نہیں......

اے معزز علمائے کرام اور داعیانِ دین! آپ کو یقینی طور پر امت کے دامن میں موجود قیمتی ترین لعل و جواہر سے تعبیر کیا جا سکتا ہے...... آپ کے اخلاص، تقویٰ اور بے لوثی سے انکار کیونکر ممکن ہے؟ جس دن آپ نے اس طاغوتی نظام سے مکمل برأت کا اظہار کیا اور جہاد و قتال کی صفوں کو آراستہ کرنے والے 'غربا' کی سرپرستی کرتے ہوئے اس نظام سے کھلی دشمنی اور بغاوت کا راستہ اختیار کیا، وہی دن معاشرے میں شریعت کے نفاذ کی راہ میں حقیقی پیش قدمی، آپ کی جدوجہد کی کامیابی کی ضمانت، اسلام کی عطا کردہ عزت و شرف کے حصول کا نقطۂ آغاز ہوگا...... آخر میں غیرت و حمیت کے پیکر علمائے کرام اور داعیانِ دین کو اُن کے فطری اور پاکیزہ خصائص سے مکمل آگہی فراہم کرنے اور اُن میں پوشیدہ 'ہفت اقلیم کے خزانوں' اور 'گنج ہائے گراں مایہ' کا پتہ دینے کے لیے اقبال مرحوم کے چند اشعار پیش خدمت ہیں......

آہ، کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تُو، رہرو بھی تُو، رہبر بھی تُو، منزل بھی تُو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تُو، بحر تُو، کشتی بھی تُو، ساحل بھی تُو

دیکھ آ کر کوچۂ چاک گریباں میں کبھی
قیس تُو، لیلیٰ بھی تُو، صحرا بھی تُو، محمل بھی تُو

وائے نادانی کہ تُو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تُو، مینا بھی تُو، ساقی بھی تُو، محفل بھی تُو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تُو

بے خبر! تُو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تُو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تُو

30 اپریل: صوبہ ہلمند............ موسیٰ قلعہ............ مجاہدین کا افغان فوج کی ایک چوکی پر حملہ............ ایک افغان فوجی کمانڈر سمیت 10 فوجی ہلاک اور 8 زخمی

قطرہ ہے، لیکن مثال بحرِ بے پایاں بھی ہے
کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تُو
دیکھ تُو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے
سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیامِ ناز کا
جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے، پنہاں بھی ہے
ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تُو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے
اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکوت
اے تغافل پیشہ! تجھ کو یاد وہ پیماں بھی ہے؟
تُو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

☆☆☆☆☆

بقیہ: مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کا ساتھ دینا گناہ کبیرہ یا کفر؟

اسلام محض عقائد یا نماز روزہ ایسی عبادات کا مجموعہ نہیں۔ حتیٰ کہ یہ محض کوئی سیاسی اور معاشی ہدایات پر مشتمل سماجی نظام بھی نہیں، جیسا کہ ہمارے بہت سے نکتہ داں طویل لیکچر دیا کرتے ہیں۔ اسلام دراصل انسان کی وفاداریوں کا تعیّن بھی ہے اور اس کے تعلقات کی حدود کا دائرہ بھی اور اللہ و رسول و امت کے لیے غیرت کا امتحان بھی۔

تعلّق اور وفاداری اور مدد و نصرت کے معاملہ میں بھی دراصل آدمی کے ایمان کو امتحان سے گزارا جاتا ہے۔ کفار جو اسلام اور اہل اسلام سے برسر جنگ ہوں یا دین اسلام کے خلاف یا اس کی کامیابی کے خلاف بغض رکھتے ہوں ایک مسلمان کے لیے دشمن ہی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو آدمی کو اپنے ایمان کی فکر ہو جانی چاہیے۔

اسلام اور توحید کے دشمنوں سے دلی ہمدردی رکھنا، یا مسلمانوں کے خلاف ان کی فتح مندی چاہنا، یا مسلمانوں کے خلاف ان کی نصرت اور اعانت کرنا......حتیٰ کہ مسلمانوں کے خلاف محض ان کا حلیف بن کر رہنا......صریحاً کفر ہے۔ ایسا کرنے کے بعد آدمی دائرہ اسلام میں نہیں رہتا۔

بنا بریں ہر وہ اتحاد alliance (تحالف) جو کسی مسلم ملک یا مسلم قوت یا مسلم جماعت یا مجاہدین کے خلاف آمادہ جنگ ہو اس کا حصّہ بننا، اس کی معاونت کرنا، اس کا پرچم اٹھانا، اس کے لیے جاسوسی کرنا یا مسلمانوں کے خلاف کسی بھی طرح اس کی مہم آسان کرنا محض کوئی گناہ نہیں، یہ آدمی کو دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیتا ہے۔ ایسے آدمی کو متنبہ ہو جانا چاہیے وہ اگر اپنے اس عمل سے تائب ہوئے بغیر مر جاتا ہے تو وہ کفر کی حالت پر مرتا ہے، جس پر ہمیشہ ہمیشہ کی جہنّم یقینی ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ثناء اللہ شہید اور سربجیت سنگھ

باعث صد افسوس ہے ان ''محبانِ وطن'' کی حالت......ان سے بہتر تو ہندو بنئے کی حالات ہیں کہ وہ کم از کم اپنے ملک سے وفادار ہے، حقیقی معنوں میں قومی سلامتی کے معاملات پر حساس اور بے دار ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے......جب کہ یہاں معاملہ بالکل الٹ ہے......'دانش فروشوں' سے لے کر مقتدر طبقات، فوجی جنتا اور سول بیوروکریسی، سیاسی حکومتیں اور عسکری ادارے' دین کی تعلیمات اور اسلام کے احکامات کے تو دشمن ہیں ہی لیکن خالص وطنی اور قومی مفاد اور ملک سے وفاداری کے سبق کو بھی بھلا بیٹھے ہیں......یہی وجہ ہے کہ 'فوجی ڈاکٹرائن' میں تبدیلی کے بعد اب پاکستان کا ازلی دشمن بھارت' جگری دوست قرار پایا ہے اور برملا اعلان کیا گیا ہے کہ ہمیں اُس کی جانب سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں جب کہ نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے ''اصل خطرہ'' قرار پائے ہیں!!!

پاکستان کی سالمیت کے کھلے دشمن بھارت سے ''امن کی آشا'' کھیلنے والوں کے دن مزید پھرنے والے ہیں کیونکہ نیا وزیراعظم نواز شریف تو الیکشن سے بھی ایک دن پہلے کہہ چکا ہے کہ ''پاکستان اور بھارت کا کلچر، روایات، رسومات، کھانا، پینا اور زبان سب ایک ہیں، جنگ مسائل کا حل نہیں، پاکستان اور بھارت کے درمیان مذاکرات ہی مسائل کا حل ہیں''۔ پاکستانی اشرافیہ کی بھارت سے محبت میں بے تابیاں ملاحظہ ہوں کہ ابھی الیکشن کا مکمل نتیجہ بھی سامنے نہیں آیا تھا کہ اسی دوران میں 'وزیراعظم' نواز شریف نے بھارتی وزیراعظم من مومن کو نئی حکومت کی حلف برداری کی تقریب میں مدعو کرلیا اور بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کے عزم کا اعادہ کیا۔ لیکن اس باوجود بھی من موہن سنگھ نے پاکستانی حکام کو گھاس تک ڈالنا مناسب نہ سمجھا اور حلف برداری کی تقریب میں آنے سے معذرت کرلی......

اہل پاکستان کے لیے مقام فکر ہے کہ اُن کی گردنوں پر مسلط طبقات کس طرح اُن کے ازلی دشمن کی چاپلوسی میں مصروف ہیں اور 'قومی مفاد، ملکی سلامتی اور ملی غیرت' نام کی کسی چڑیا کو بھی قریب پھٹکنے نہیں دیتے......ایسے حکمران جو کفار ہی کے عطا کیے گئے 'جذبہ حب الوطنی' کو دیس نکالا دے چکے ہوں اُن سے کیونکر توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ دینی احکامات اور شرعی ضوابط کے تحت عامۃ المسلمین کی بھلائی، فلاح اور بہبود کے لیے کوئی قدم اٹھائیں گے......اس نظام سے یہ امید باندھنا کہ اس کے تحت دشمنانِ ملک کا ناطقہ بند کر کے ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کو مکمل طور پر محفوظ رکھا جائے گا کارِ عبث کے سوا کچھ نہیں!

☆☆☆☆☆

30 اپریل: صوبہ زابل......ضلع شاہ جوئی......نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ......5 گاڑیاں تباہ......4 سیکورٹی اہل کار بھی ہلاک

نگرانوں کی ’’نگرانیاں‘‘

عبیدالرحمٰن زبیر

پاکستان میں قائم مفسد نظام نے یہاں بسنے والے مسلمانوں کو نا صرف دین کی بہاروں اور شریعت کے نفاذ کی برکتوں سے محروم کر رکھا ہے بلکہ اس جابرانہ نظام نے طے کر رکھا ہے کہ اہلِ پاکستان کے سروں پر بہرصورت ایسے حکمران مسلط رکھے جائیں جو انہیں دنیاوی طور پر بھی بدحال کرنے میں ایک سے بڑھ کر ایک کا کردار ادا کریں اور اخروی خساروں کو بھی اِن کا مقدر بنائیں.....کبھی فوجی آمروں کی صورت میں جبر و تشدد سے زندگیوں کو اجیرن کرنے والے جرنیل اس ملک کے سیاہ و سفید پر قابض رہے اور کبھی جمہوری و سیاسی کٹھ پتلیوں کے ذریعے یہاں کے عوام کا ناطقہ بند رکھا گیا.....اور تو اور اب نگران حکمران جو چند ہفتوں ہی کے لیے اس باطل نظام کو سہارا دینے کے لیے آئے لیکن اُنہوں نے بھی اپنی نسلوں تک کو سنوارنے اور عوام کو بے دردی سے لوٹنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی.....ویسے تو گزشتہ ۶۵ سالہ تاریخ میں مسلمانانِ پاکستان کی گردنوں پر مسلط متکبر اور رعونت شعار حکمرانوں نے اس قوم کا سودا کرنے اور اس کے وسائل کو زیادہ سے زیادہ ہڑپ کرنے میں قطعی طور پر تساہل سے کام نہیں لیا..... لیکن حیرت ان ’نگرانوں‘ پر ہے کہ وہ دو ماہ کے لیے آئے اور بہتی گنگا میں محض ہاتھ ہی دھونے پر اکتفا نہ کیا بلکہ مکمل ’اشنان‘ کرنے سے ذرا نہیں چُوکے..... یہ ’نگران‘ اموال المسلمین کا صفایا کرنے اور پاکستانی مسلمانوں پر عرصہ حیات مزید تنگ کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

نگران وزیر اعظم کا حلف اٹھانے کے چند دن بعد ہی ۷ ۱۱پریل کو ہزار خان کھوسو نے اپنے بیٹے کو کینیڈا سے بلوا کر نیشنل ہائی وے اتھارٹی میں ۱۹ ویں گریڈ میں بطور ڈائریکٹر مینٹیننس مقرر کر دیا۔ یاد رہے کہ شفقت حسین کھوسو اس سے پہلے بلوچستان کے ایک صوبائی محکمہ میں ۷ ۱ویں گریڈ کا افسر تھا لیکن عرصہ ۴ سال سے اپنی ملازمت سے غائب تھا۔ ہزار کھوسو نے اپنے بیٹے کی تعیناتی کا بھانڈا پھوٹنے کے بعد عجیب دلیل دی کہ ’’یہ تو دراصل ’’آغاز حقوق بلوچستان‘‘ کی بنیاد پر شفقت کھوسو کو ترقی دی گئی ہے‘‘.....کوئی یہ سوال اس ’شیطان نما بزرگ‘ وزیر اعظم سے پوچھے کہ ’’آغاز حقوق بلوچستان‘‘ کے لیے اُس کی نظر سیدھی اپنے ہی ’’ہونہار‘‘ فرزند پر کیوں جا ٹکی؟ کیا بلوچستان کے طول و عرض میں نسل در نسل محرومیوں کی داستان بنے عامۃ المسلمین اس قابل نہ تھے کہ اُنہیں کچھ ’’ریلیف‘‘ دیا جاتا؟؟ کیا بلوچستان کے پہاڑوں اور صحراؤں میں لاپتہ افراد کی ملنے والی مسخ شدہ لاشیں اس کی حق دار نہ تھیں کہ اُن کے جانے پہنچانے سفاک قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر غمگین خاندانوں کے آبلوں اور زخموں پر مرہم رکھا جاتا؟ کیا پانی کی بوند بوند کو ترستے بلوچ مسلمانوں کے حلق ٹھنڈے، صاف اور میٹھے پانی کے چشموں سے تر بتر ہو گئے اور اُن کی رگیں پیاس کی شدت اور تڑپ کی جگہ تراوٹ، آسودگی اور سکون سے سرشار ہو گئیں جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ’’آغاز حقوق بلوچستان‘‘ کا آغاز اپنے ہی گھر سے کیا گیا؟ کوئی ایسا کیوں پوچھے گا کہ اس ملک میں جاری نظام کی بنیاد ہی ظلم، ناانصافی، بے ایمانی، اللہ سے بغاوت اور بندگانِ خدا پر ستم روا رکھنے پر ہے......

اسی طرح پنجاب کا نگران وزیر اعلیٰ نجم سیٹھی بھی قلیل عرصے کا احساس کرتے ہوئے اپنی ’’مہارتوں‘‘ میں کمال پیدا کیے ہوئے ہے.....نجم سیٹھی وہی ’’نامور‘‘ شخصیت ہے جس کے متعلّق یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچتی ہے کہ وہ سی آئی اے اور بھارتی خفیہ ایجنسی ’را‘ سے قریبی ’’تعلقات‘‘ رکھتا ہے اور قادیانی لابی کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے.....اس قادیانی کی اسلام دشمنی اور دین بے زاری کسی سے ڈھکی چھپی نہیں......ایسے دین دشمن اور احکاماتِ شریعت سے نفرت و عداوت کو اپنا وطیرہ بنانے والے فرد کی اس قدر اہم عہدے پر تعیناتی ملک و ملت کے لیے مالی بدعنوانیوں کی ہوش رُبا داستانوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ ایسے افراد کو نظام پاکستان کی محافظت اگرچہ پوری طرح جچتی ہے لیکن اس نظام کے تقدس کا دم بھرنے والوں کے لیے یہ امر بہرحال باعث شرم و عار ہی ہونا چاہیے کہ ایک غدارِ ملت اُن کے ’’سروں کا تاج‘‘ بنا دیا گیا۔

غریب مریض، بے کس بیمار اور ہسپتالوں اور شفاخانوں میں ایڑیاں رگڑتے مفلس ان ظالموں اور سفاکوں سے کیوں کر محفوظ رہیں.....یہ نگران پوری کوشش میں ہیں کہ اپنی مدت کے دوران میں کسی طرح ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی کی آڑ میں ادویات کی قیمتوں کے نئے فارمولے کو حتمی شکل دے دیں، جس کے تحت ادویات پر لاگت کے علاوہ ۵۵۰ فی صد منافع لیا جائے گا اور اس کے اطلاق سے ۸۰ فی صد سے زائد ادویات کی قیمتوں میں ۴۰۰ فی صد تک اضافہ ہو جائے گا۔ اسی طرح زرداری اور ’نگرانوں‘ کی ملی بھگت سے لاکھوں ٹن گندم ایران کو فراہم کی جا رہی ہے جس کے بعد آنے والے دنوں میں گندم اور آٹے کی قلت اور ان کی قیمتوں میں اضافہ بھی فطری امر ہو گا۔ ’نگرانوں‘ کی طرف سے جاتے جاتے عوام کو آخری اور زوردار جھٹکا بجلی کی قیمتوں کی صورت میں لگایا گیا۔ جس کے مطابق بجلی کے فی یونٹ کی قیمت میں ۸۲.۵ روپے اضافہ کر دیا گیا.....اب بجلی ناپید لیکن بل ’’دن دگنی رات چوگنی‘‘ ترقی کریں گے اور عوام بے چاری پھر بھی اس نظام بد کے قصیدے لکھنے اور گُن گانے پر مجبُور ہو گی۔ کیونکہ نگران ہوں یا پنج سالہ حکمران، ہیں تو سب کے سب اس نظام کے محافظ جس سے بغاوت کرنے کا سوچنے پر بھی ’’اہل حق‘‘ کی جانب سے خوارج کی لقب ملتا ہے اور جس کے جبر و استبداد تلے پسے چلے جانے کو ’’مملکتِ اسلامی‘‘ سے وفاداری کی سند تسلیم کر لیا گیا ہے!!!

یکم مئی: صوبہ ننگر ہار.........مجاہدین کا افغان اور اتحادی افواج پر گھات لگا کر حملہ.........25 افغانی اور 4 اتحادی ہلاک.........15 زخمی.........4 فوجی گرفتار.........ایک فوجی گاڑی بھی تباہ

ثناء اللہ شہید اور سربجیت سنگھ

خباب اسماعیل

یکم مئی کو بھارتی دہشت گرد سربجیت سنگھ جیل میں ایک قیدی کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد دم توڑ گیا...... بھارت میں تو جو صف ماتم بچھی سو بچھی پاکستان میں دھڑلے سے دندناتے 'بھارت نوازوں' پر سوگِ مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی اور میڈیا میں موجود سیفما کے کارندوں اور بھارتی عشق میں مبتلا صحافیوں نے بھی غم واندوہ کے ناٹک میں خوب رنگ بھرا اور سربجیت کی موت کو صدی کا سانحہ بنا کر پیش کیا۔ مقام حیرت ہے کہ یہ عناصر جن قوانین کا دم بھرتے نہیں تھکتے اور اُن کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو شدت پسندی، انتہا پسندی اور ''جنگلی دور کی یاد'' سے تعبیر کرتے ہیں' اُنہی قوانین کی رُو سے جرم ثابت ہونے کے بعد سزائے موت پانے والے مجرم کے لیے ہمدردی کے جذبات رکھنے اور اُسے ہیرو بنا کر پیش کرنے میں ذرہ برابر شرم اور عار کو قریب پھٹکنے نہیں دیتے......

سربجیت کو ۱۹۹۰ء میں لاہور اور فیصل آباد میں ہونے والے بم دھماکوں کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا، ان بم دھماکوں میں ۲۸ مسلمان جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوئے۔ اُسے ۱۹۹۱ء میں جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی گئی...... جب کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سمیت تمام 'اعلیٰ' عدالتوں نے اس کی سزا کو برقرار رکھا۔ اس کے باوجود بھی گذشتہ ۲۲ سال سے وہ 'سزائے موت کا منتظر قیدی' بن کر تو رہا لیکن اُس کی سزا پر عمل درآمد خفیہ ہاتھوں کے باعث ممکن نہیں ہوا۔ یہ سوال بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ اس ملک میں قانون اور انصاف کے تمام تر تقاضے محض غریبوں اور مجبوروں ہی کے لیے ہے باقی رہا امیر اور عیاش طبقہ تو شاہ رخ جتوئی کی مانند جیل کو بھی 'پکنک پوائنٹ' بنالیتا ہے اور دوسری جانب امریکی آقا ریمنڈ ڈیوس کی صورت میں ''نظام انصاف'' کو دھول چاٹنے پر مجبور کر دیتا ہے جب کہ ہندو بنئے کی پشت پناہی میں سربجیت ۲۲ سال تک کسی جانب سے بال تک بیکا نہ ہونے کے یقین کے ساتھ جیل میں گزار دیتا ہے۔ ایسے میں اگر کوئی قیدی ریاست سے ''تعاون'' کرتے ہوئے اور اُس کا کام ''آسان'' کرتے ہوئے سربجیت کی سزائے موت کے فیصلے پر ''عملدرآمد'' کرلیتا ہے تو بھی چہار جانب سے ہر ہمدردی کا مستحق مسلمانوں کا قاتل اور بھارتی جاسوس ہی قرار پاتا ہے۔

اس کے برعکس بھارت کا کردار دیکھیں تو وہ مسلمانوں کو کسی صورت بھی ہلکا سا 'ریلیف' دینے پر آمادہ نظر نہیں آتا۔ اجمل قصاب کو پھانسی پر لٹکانے سے اُسے کوئی نہ روک سکا اور افضل گورو کی سزائے موت کو نافذ کرنے کے معاملے میں بھی وہ کسی کو خاطر میں نہ لایا۔ جب کہ سربجیت کے معاملے میں بھی اتنا تو ماننا پڑے گا کہ بھارت نے مروجہ ''قومی غیرت'' کا بھرپور مظاہرہ کیا......سربجیت پر حملے نے بھارتی وزیر خارجہ سے وزیراعظم تک سب کو بے کل کر دیا......اُس کی موت کی تصدیق کے بعد بھارت نے نا صرف اُسے اپنا ہیرو قرار دیا بلکہ من موہن نے اُسے ''قوم کے بہادر بیٹے'' کا خطاب دیا اور اُس کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا مطالبہ کیا...... بھارتی پارلیمنٹ میں ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں تین سو سے زائد پارلیمنٹیرینز نے پاکستان کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا مطالبہ کیا...... بھارتی خفیہ ادارے 'را' میں سپیشل سیکرٹری کے عہدے پر کام کرنے والے ایک سابق افسر امبر سین نے بھارتی جریدے 'ہندوستان ٹائمز' کو بیان دیتے ہوئے تصدیق کی کہ سربجیت سنگھ 'را' ہی کے لیے کام کرتا تھا......لیکن اس کے باوجود سرکاری اعزاز کے ساتھ اُس کی آخری رسوم ادا کی گئیں، اُس کی لاش کو بھارتی ترنگے میں لپیٹا گیا اور اسے پنجاب پولیس کے دستے نے سلامی دی......اُس کی آخری رسومات میں راہول گاندھی نے خصوصی شرکت کی اور اُس کے خاندان والوں کے لیے ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے کی امداد کا اعلان بھی کیا۔ بھارت نے ہر فورم اور موقع پر اس واقعہ کو پوری قوت کے ساتھ اٹھایا۔

سربجیت کی موت کے فوری بعد کوٹ بلوال جیل جموں میں قید پاکستانی قیدی ثناء اللہ پر حملہ کر کے اُسے شدید زخمی کر دیا گیا۔ ثناء اللہ ۹ مئی کو چندی گڑھ کے ایک ہسپتال میں شہید ہوگیا۔ ثناء اللہ پر حملہ کرنے والا قیدی ونود بھارتی فوج کا سابق اہل کار ہے۔ سربجیت ایک جانا مانا دہشت گرد تھا جس کے مردار ہونے پر بھارت نے واویلا کر کے آسمان سر پر اٹھا لیا جب کہ ثناء اللہ محض غلطی سے سرحد پار کرنے کے جرم میں گذشتہ پندرہ سالوں سے بھارتی جیل میں قید تھا اور اُس کی شہادت پر پاکستانی حکام کی طرف سے رسمی بیانات کے علاوہ کچھ بھی نہ کیا گیا۔ جس دن ثناء اللہ ہسپتال میں زندگی کی بازی ہارا اُسی دن بھارت کی تہاڑ جیل میں ایک اور پاکستانی قیدی عبدالجبار پر دو ہندوں قیدیوں رنجیت اور اجے کمار نے حملہ کیا اور اُس کی گردن اور چہرے پر بلیڈ سے وار کر کے اُسے شدید زخمی کر دیا۔

پاکستان میں بھی بھارتی کلچر و ثقافت کو رائج کرنے کے خواہش مندوں، بھارتی محبت کا ''سوانگ'' رچانے والوں اور ''امن کی آشا'' کا تماشا کرنے والے نذیر ناجی، امتیاز عالم، ماروی سرمد، نجم سیٹھی، نصرت جاوید، حامد میر، عاصمہ جہانگیر، مبشر لقمان، عاصمہ شیرازی میں سے کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ ثناء اللہ کی شہادت پر بھی ویسا ہی اودھم مچائیں جیسا سربجیت کی ہلاکت پر ان افراد اور ان کے اداروں کی طرف سے مچایا گیا تھا......

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر)

یکم مئی: صوبہ کنڑ..........ضلع اسمر..........مجاہدین کا بھاری ہتھیاروں سے امریکی بیس پر حملہ..........11 امریکی اور 6 افغان فوجی..........10 کے قریب زخمی

امریکہ کا سرمایہ دارانہ نظام ڈوب رہا ہے!

مختار الدین فاروقی

اس تمہید کے ذریعے قارئین اس پوزیشن میں ہوں گے کہ وہ گزشتہ کئی سالوں سے عالمی سطح پر پھیلائی گئی اس افواہ کی تہہ تک پہنچ سکیں کہ......ساری دنیا کو ایک فرضی خبر کے نام پر چونکا دیا گیا......اس پر فلمیں، فیچر، تبصرے اور مضامین شائع کر دیے گئے۔ ہزاروں ویب سائٹس رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لیے بنادی گئیں۔حتیٰ کہ یہ بات پاکستان جیسے ملک میں مقامی سطح کے اخبارات و رسائل تک پہنچائی گئی ہے کہ بے شمار وجوہات کی بنا پر ۲۰۱۲ء کا سال عالمی سطح پر اور بالخصوص امریکہ پر بھاری رہا۔اس کے لیے دلائل کے انبار لگا دیے گئے ہیں، کرائے کے اہل قلم نے اس کے حق میں دلائل جمع کردیے ہیں۔ یہ دلائل NASA، GOOGLE EARTH، مذاہب کی دُنیا، علم فلکیات، آسمانی صحائف اور نہ معلوم کہاں کہاں سے لائے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اسی ہالی وڈ سے ایک فلم ۲۰۱۲ء پر بنائی گئی ہے جس میں ہالی وڈ (کیلی فورنیا) کو تباہ ہوتے دکھایا گیا ہے یہ فلم دو سال قبل پاکستان میں بھی ریلیز ہو چکی ہے۔

یہ سارا ماجرا......غور فرمائیں کیا ہے؟ کون ہے جو امریکہ کی تباہی کے لیے عوامی اور عالمی سطح پر ذہن سازی کر رہا ہے اور امریکی انتظامیہ اور سی آئی اے اس کا نوٹس نہیں لے رہی۔امریکہ میں اس بات کے عام کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امریکی عوام اس تباہی کے لیے ذہناً تیار رہیں اور جب کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے......تو امریکی عوام اس پر کوئی فوری اور ناگہانی خوفناک ردِ عمل ظاہر کرنے کی بجائے اسے پہلے سے بتائی ہوئی تباہی سمجھ کر قبول کر لیں۔عالمی سطح پر کوئی امریکہ کی اس تباہی کے ردّ عمل کے طور پر آواز نہ اُٹھے بلکہ لوگ اسے ROUTINE کی خبر سمجھیں کہ یہ بات تو میکسیکو کے ماہن کیلنڈر کے مطابق ہونی ہی تھی۔ یہ بات تو مریخ اور زمین کے گردشی معاملات میں گڑ بڑ کے نتیجے میں متوقع تھی اور یہ اٹل ہے اور ناگزیر ہے۔اچھا ہوا جلدی آ گئی اب آئندہ حالات نارمل ہو جائیں گے۔ہمارے نزدیک وال سٹریٹ پر قابض عالمی صہیونی مافیا نے امریکی یا عالمی تباہی کے لیے ۲۰۱۲ء کا سال طے کر کے ایک دہشت اور خوف کا ماحول پیدا کر دیا اور عالمی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے والا بھی یہی مافیا ہے۔تاکہ امریکی معیشت جب تباہی تک پہنچ جائے تو عوام بیدار ہو کر اس مافیا کی طرف انگلی نہ اُٹھائیں اور عوامی غیض و غضب کا رُخ اس صہیونی اسرائیلی مافیا کی طرف نہ ہونے پائے۔ بلکہ وہ محفوظ اپنے ٹھکانوں پر بیٹھے ہوئے سمیٹے گئے ہزاروں ارب ڈالر کے ڈھیروں کو دیکھ کر فرحاں وشاداں ہوں اور اپنے منصوبے کی کامیابی پر خوشیاں منا رہے ہوں۔

اس صہیونی مافیا نے امریکی عوام اور عالمی سطح پر رائے عامہ کو ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء کے دن امریکی تباہی کے لیے ہر طرح سے تیار کر دیا تھا کہ وہ اسے ایک واقعہ کے طور پر لیں گے۔ایک BREAKING NEWS کے طور پر ENJOY کریں گے۔ بلکہ صورت حال ایسی بنادی گئی کہ......وہ اس دن کے لیے ذہناً تیار ہو کر ہفتوں پہلے سے ٹی وی سکرین کے سامنے موجود ہوں اور اس کا انتظار کر رہے ہوں۔

اس صہیونی مافیا کی ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء کو عالمی بالخصوص امریکی تباہی کی فلموں، فیچروں، خبروں، مضامین سے ہمارے نزدیک یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ موجودہ معاشی ناہمواریاں دنیا (بالخصوص امریکہ) کے لیے بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہوں اور رائے عامہ بھی اس خبر کو ایک متوقع EVENT کے طور پر قبول کرنے کے لیے ذہناً تیار ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب جہاد کی برکات کی وجہ سے امریکی اور مغربی معیشت بُری طرح تباہ ہو گی تو پھر ان کی یہ چال بازیاں ان کو اُلٹی ہی پڑیں گی۔

عالم اسباب میں یہی کچھ نظر آ رہا ہے جب کہ ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔اللہ کے قانونِ عذاب اور قوموں کے عروج و زوال کے ضابطے قرآن پاک میں درج ہیں۔ اس لحاظ سے مغربی تہذیب اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے اور کمال کو پہنچ کر......دنیا کی تباہ ہونے والی ہزاروں سابقہ تہذیبوں کی طرح آج کی مغربی تہذیب بھی تمام اخلاقی اور انسانی اقدار کی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد سمجھ کر ان ہی تہذیبوں کے راستے پر چل رہی ہے۔ لہٰذا یہ تہذیب بھی اب اپنے آخری دن پورے کر کے فنا کے گھاٹ اترنے والی ہے۔بقول اقبال

؎ تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا

''اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا۔تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا''۔

اس آیت کا مصداق عالمی سطح پر تمام ممالک کا حکمران طبقہ، بیوروکریسی اور

یکم مئی: صوبہ ننگرہار............ضلع خوگیانی............مجاہدین کی اتحادی اور افغان فوجیوں سے جھڑپ............4 اتحادی اور 14 افغان فوجی ہلاک............کئی ٹینک اور رینجرز کی گاڑیاں بھی تباہ

آسودہ حال طبقات ہیں مگر G-15 ممالک کے ELITE CLASS کے ساتھ عوام کی اکثریت بھی اسی حالت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور بالخصوص امریکی عوام اس آیت میں وارد کیفیات کا کامل نمونہ ہیں، لہٰذا DIVINE INTERVENTION یقینی ہے کہ ایسی قوموں پر ہی اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے اور آئے گا۔ ناگہانی آفات، زلزلے، سیلاب اور طوفان آ کر رہیں گے۔ یہ سب کچھ انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی اور اعمالِ بد ہیں۔ لوٹ کھسوٹ کی پالیسیاں اور استحصالی نظام ہے جس میں دنیا کے انسانوں کی اکثریت جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبُور ہے جس کی وجہ سے یہ تہذیبیں، یہ قومیں، یہ ملک یہ حکومتیں عذابِ الٰہی کا نشانہ بنیں گی جس کے بعد'' کریں گے اہلِ نظر نئی بستیاں آباد'' کے مصداق اہلِ حق اور وحی کے علم بردار لوگ دنیا میں عدل وانصاف کے نظام شریعت کو قائم کریں گے اور دنیا کو عدل وانصاف کی دولت سے مالا مال کر کے خلافت کے مقاصد پورے کر دیں گے۔ **و ما ذالک علی اللّٰہ بعزیز**

اس سرمایہ دارانہ نظام CAPITALISM کا ثمر ہیں......سودی نظام INTEREST-BASED MONETARY SYSTEM اور جاگیرداری نظام FEUDAL SYSTEM یعنی غیر حاضر زمینداری ABSENTEE LAND-LORDISM جاگیرداری نظام اور غیر حاضر زمینداری کا نظام دنیا کے پس ماندہ ممالک میں اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے اور بعض ممالک میں بدترین شکل میں موجود ہے اسی کی ایک شکل بادشاہت کا نظام ہے۔ برطانیہ وغیرہ میں تو علامتی بادشاہت ہے اور صہیونیت کے آلہ کار ادارے کے طور پر زندہ ہے تاہم بعض مسلم ممالک میں بادشاہت اپنی تمام خرابیوں اور مفاسد کے ساتھ موجود ہے۔

سودی نظام آج کی معیشت کی بنیاد ہے اور اس وقت عالمی سطح پر تمام ممالک کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ اس سودی نظام کے مقابلے میں کمیونزم اور سوشلزم کو آگے نہیں بڑھنے دیا گیا تاکہ عوام اسی نظام زندگی میں جیتے رہیں جو فرسودہ، آزمائی ہوئی اور استحصالی پالیسیاں رکھتا ہے جس میں معاشرے کا ایک خاص طبقہ مراعات وصول کرتا ہے اور اکثریت کو صبح وشام کی باعزت روٹی اور ضروریات زندگی کا لالی پاپ دے کر مطمئن رکھتے ہیں اور مقتدر طبقہ خود سارے وسائل پر قابض ہو کر ہر طرح کا عیش کرتا ہے۔

پاکستان میں سرمایہ دارانہ نظام اپنی تمام منحوس شکلوں میں موجود ہے اور چھایا ہوا ہے۔ سودی معیشت ہے۔ غداری کے صلہ میں انگریزوں کی عطا کردہ زمینوں پر جاگیردار FEUDAL LORDS قابض ہیں۔ ان کے علاقے باقاعدہ ان کی STATES ہیں جہاں ان کی عمل داری ہے اور آج بھی وہاں کے عوام اپنے آپ کو ان فرعونوں کی رعیت سمجھتے ہیں۔

ایک تیسرا طبقہ بیوروکریسی کا ہے۔ سول بیوروکریسی ہو یا خاکی وردی کے ساتھ یہ طبقہ بھی ملکی وسائل کو لوٹ کر اب ارب پتی ہو چکا ہے اور ہمارے دشمن بھی NGOs کے نام پر انہیں ڈالرز بانٹ رہے ہیں جس سے یہ طبقہ ملکی معاملات میں فیصلہ کن حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اسی کو بعض جگہ ESTABLISHMENT بھی کہا جاتا ہے۔

ایک نیا طبقہ اب انڈسٹری کی بنیاد پر نو دولیتے تاجر اور کاروباری حضرات کا پیدا ہو چکا ہے جو ہر جائز ناجائز طریقے پر دولت سمیٹ کر اب ملکی سطح پر بھی اپنی بات منوانے میں بڑے مؤثر ہو گئے ہیں۔ ان طبقات کو کسی اصول اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا پابند بنائے بغیر یا ان کو بزورِ قوت ہٹائے بغیر پاکستان میں کسی مثبت تبدیلی کا دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے۔

امریکی زوال کے پاکستان پر اثرات:

امریکی زوال AMERICAN DECLINE اور سرمایہ دارانہ نظام کے زمین بوس ہونے کے کیا کیا اور کہاں کہاں اثرات پڑیں گے؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا اور ایک طویل موضوع ہے۔ ایک خبر کے مطابق امریکی CIA دنیا بھر کے ۹۲ ممالک میں اپنی سرگرمیاں جاری کیے ہوئے ہے امریکی زوال کے بعد یقیناً ان ۹۲ ممالک کے عوام تو سکھ کا سانس لیں گے۔

پاکستان میں تمام مقتدر طبقات کی جڑیں امریکہ میں ہیں اور ان کے سو فیصد مفادات امریکہ سے ہی وابستہ ہیں اکثر کے بچے وہیں زیر تعلیم ہیں، وہیں ملازم ہیں۔ اکثر کے کاروبار بھی وہاں ہیں اور لوٹا ہوا سرمایہ بھی امریکی بنکوں میں جمع ہے۔ امریکہ نے ہی ایک ماں کی طرح (دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی) ان طبقات کو اپنی امداد کا دودھ پلا کر جوان کیا ہے اور ان طبقات کی زندگی امریکی امداد، آشیرباد اور سرپرستی سے ہی عبارت ہے۔

امریکی زوال سے گویا ان طبقات کی ماں مر جائے گی جن پر یہ طاغوتی نظام کھڑا ہے۔ ایک طرف اس زوال سے نئے استحصالی طبقات پیدا ہونا بند ہو جائیں گے اور دوسری طرف دنیا بھر میں موجود امریکی سہاروں پر زندہ یہ طبقات بھی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے اپنی موت آپ مر جائیں گے اس لیے کہ ان طبقات کی اکثر و بیشتر اپنے ممالک میں کوئی اساس نہیں ہے اور نہ اپنے ملک میں عوام میں ان کی کوئی جڑیں ہیں۔ ان حالات میں دنیا بھر کے مظلوم مقہور مسلمانوں کے لیے امریکی زوال میں حوصلہ افزا امید ہے کہ اس نظام کے گرنے اور ٹوٹنے سے ہی شریعت کے پاک، عادلانہ، منصفانہ نظام کے قائم ہونے کی راہ ہموار ہوگی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو جاگیرداری، سودی معیشت اور حرام کاروباری صورتوں سے آگاہ کیا جائے۔ بالخصوص باشعور طبقے کو ان کے مفاسد سے علیحدہ

یکم مئی: صوبہ خوست..........صوبائی صدر مقام..........ایک فدائی مجاہد کا امریکی اور افغان قافلے پر شہیدی حملہ..........8 امریکی ہلاک اور 6 زخمی..........6 افغان فوجی بھی ہلاک

رہنے کی تلقین کی جائے۔ توبہ کی عمومی منادی دی جائے۔ لاالٰہ الا اللہ کی طرف دوبارہ لوٹا جائے۔ ایک طبقہ تو وہ ہے جو کہ صدقِ دل سے چاہتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وحی کو اپنا امام اور رہ نما بنایا جائے دوسرا طبقہ مفاد پرست اور خواہشات کا پجاری، امریکہ کا غلام اور شریعت کی راہ میں رکاوٹ ہے ......اس دوسرے طبقے کے مغلوب کرنے اور اس کا تسلط ختم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان ۶۵ سال بعد ہی سہی شریعت کی طرف لوٹ سکے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

آج بھی یہود و ہنود کے پاس اس طریق کے علاوہ دشمنوں اور مخالفوں سے بات منوانے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے اور آج کا مسلم معاشرہ گواہ ہے کہ دشمن اس حربے میں بڑی حد تک کامیاب ہے۔ ساری فحش ویب سائٹس اسرائیل کی ہیں اور پاکستان میں بھی دیکھی جاتی ہیں جب کہ عالم عرب اسی کا پرستار ہے۔ انڈین فلمیں اور گانے ہمارے ہاں عام ہیں ہر بس پر ہر ہوٹل پر ہر چائے شاپ پر انڈین فلمیں ہیں۔ یہاں تک کہ فوجی MESS اور فوجی اعلیٰ قیادت بھی ان کے رسیا ہیں۔

سول قیادت اور آسودہ حال طبقہ کے دلوں کی دھڑکنیں بھی انڈین اداکاروں کے ساتھ ہیں تو نتیجہ وہی ہے جو اندرا گاندھی کی بہو سونیا گاندھی نے ۱۹۹۸ء میں کہا تھا کہ ہم نے ثقافتی طور پر پاکستان کو فتح کر لیا ہے صرف جغرافیائی طور پر فتح کرنا باقی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

تقابل ادیان کی اختراع:

یہ صہیونیت ہی کا کارنامہ ہے کہ جب یورپ میں پریس ایجاد ہوا اور صنعتی ترقی کے بعد یورپی اقوام ساری دنیا میں پھیل گئیں تو ہر جگہ مقامی افکار و نظریات کو مغربی نظریات سے ٹکراؤ کا مرحلہ پیش آ گیا۔ مقامی نظریات یا تو اپنی موت آپ مر گئے یا یورپی ترقی کے دلدادہ ہوکر یورپ کے رنگ میں رنگے گئے۔ اسلام، ہندوازم، بدھ ازم، کنفیوشش کی تعلیمات، عیسائیت اور در پردہ یہودیت کے مقابلے کے لیے رہ گئے۔

صہیونیت کا اصل مقابلہ تو اسلام سے ہی تھا۔ اگر صہیونی عالی دماغ اور منصوبہ ساز باقی سارے مذاہب کو بھی ختم کر دیتے اور صرف اسلام رہ جاتا تو دنیا کے سامنے حق و باطل کھل کر آ جاتے لہٰذا عالمی سطح پر ایک منصوبے کے تحت اور صرف مسلمانوں ہی کے علاقوں میں یہ مذاہب خود سہارا دے کر کھڑے کر دیے گئے۔ حالانکہ درحقیقت یہ مذاہب بھی کسی عقلی و منطقی بنیاد پر پورے نہیں اُترتے تھے۔ خود انگریزوں نے سترھویں صدی میں ہندوؤں کے منتشر ویدوں کو اکٹھا کیا، انہیں ترتیب دیا، دوبارہ لکھا اور چھاپ کر ہندو مذہب کو بھی زندہ جاوید کر دیا۔ صہیونیت کی اس ساری تگ و دو کا ایک ہی منشا تھا کہ کسی طرح اسلام کی انفرادیت اور حقانیت کو مشکوک بنا دیا جائے۔

اسلام یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کیا ہے؟

اسلام ...... اللہ کا دین ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سب اسی دین کے حامل تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو پہلے زبانی پھر صحائف، زُبر اور پھر الواح اور بعد ازاں کتابیں عطا فرمائیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں یہ بات بالکل بدیہی تھی اور کلیدی حیثیت رکھتی تھی کہ ہر آنے والے نبی کو سابقہ نبی کے ماننے والے ضرور قبول کریں گے اور وہی راہِ حق پر سمجھے جاتے تھے۔ جو لوگ آنے والے پیغمبر کو کسی ذاتی غرض یا بے راہ روی کی وجہ سے قبول نہیں کرتے تھے اُنہوں نے اپنے لیے کوئی علیحدہ نام اور شناخت پیدا کر لی۔ مسلمان صرف انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والے ہی کہلائے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے مسلمان کہلاتے رہے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر جب اُنہوں نے آپ علیہ السلام کا انکار کر دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا مسلم کہلائے جب کہ ایمان نہ لانے والے بنی اسرائیل یہودی کہلائے۔ اسی طرح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے مسلمان اور حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں میں سے جو ایمان لائے وہ نصاریٰ کہلائے۔ مسلمان صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہی کہلاتے ہیں اب یہ خدائی فیصلہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں؛ لہٰذا اب قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت، اُمت مسلمہ ہے اللہ تعالیٰ کے نمائندے اور برگزیدہ لوگ ہیں جب تک اللہ کے دین پر عمل کرتے رہیں گے۔ جب کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ دیگر گروہ جو سابقہ انبیاء علیہم السلام تک ہی رہ گئے وہ اب گمراہ لوگ ہی کہلاتے ہیں۔

اس ساری بحث اور تفصیل کو بنی اسرائیل اور اس میں سے بھی یہود یعنی صہیونیت کے پرستار سب سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ ان ہی کے ذہن رسا نے شرارت کی...... کہ کسی طرح اسلام کی انفرادیت اور حقانیت کو مشکوک بنا دیا جائے اور آہستہ آہستہ انسانیت کو اسلام، یہودیت عیسائیت، ہندوازم، بدھ ازم، سکھ ازم وغیرہ کو ایک ہی سطح کے مذاہب باور کرا دیا جائے۔ یوں اسلام ...... واحد دین کی بجائے یکے از مذاہب عالم کے درجے پر آ جائے گا اور اسلام ...... الدین کے اعلیٰ مقام سے گرا کر باقی گمراہ فرقوں اور ان کے خود ساختہ نظریات کے برابر ایک ہی صف میں کھڑا ہو جائے گا اور انسانیت کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) بابا گرونانک اور دیگر بانیانِ مذاہب کی سطح پر لا کھڑا کیا جائے اور یہ کارستانی کسی ملحد اور انبیاء کا انکار کرنے والے نے نہیں کی بلکہ صہیونیت کے علم برداروں نے کی جو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے نام لیوا اور انبیاء کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سنت اور ضابطے کو بخوبی جانتے تھے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

2 مئی: صوبہ زابل......ضلع ارغنداب......مجاہدین نے کاراکٹ سے حملہ......صلیبیوں کا ایک چینوک ہیلی کاپٹر تباہ......ہیلی کاپٹر میں موجود تمام صلیبی فوجی ہلاک

وولچ عملیہ......حوصلوں کی جنگ

کاشف علی الخیری

۲۲ مئی کو لندن کے علاقے وولچ میں ۲ بجے کے مقامی وقت کے مطابق دو مسلمانوں نے ایک برطانوی فوجی رگبے کو پر ہجوم شاہراہ پر گھیر لیا، پہلے اُسے گاڑی سے ٹکر ماری اور پھر اُسے خنجروں اور بغدوں کے وار کر کے قتل کر دیا......بعد ازاں ان بہادر نوجوانوں نے بغدوں سے اُس فوجی کا سر کاٹا......اس کارروائی کے دوران میں دونوں نے بالکل مطمئن اور بے فکر انداز میں کامل اعتماد و جرات کے ساتھ برطانوی فوجی کو قتل کیا......اس کے بعد ایک مجاہد نے دوسرے مجاہد کے سامنے کھڑے ہو کر ۲۰ منٹ تک اپنے پرتاثیر بیان کی عکس بندی کروائی......

یہ دونوں مجاہدین نائیجیرین نژاد برطانوی ہیں، ان میں سے ایک ۲۰۰۳ء میں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہوئے -ان کا عیسائی نام مائیکل تھا اور مسلمان ہو کر انہوں نے اپنا نام مجاہد رکھا -ان کی عمر ۲۸ برس ہے اور ان کے خاندان والے ابھی تک عیسائی ہیں......حملے کا شکار ہونے والا فوجی رگبے افغانستان میں بھی تعینات رہ چکا ہے، رگبے کو دونوں مجاہدین نے اس طرح قتل کیا کہ قرآن کا بیان کردہ منظر قُتِّلُوا تَقْتِيلًا دنیا کی آنکھوں کے سامنے آیا مجاہد نے کارروائی کی تکمیل کے بعد اپنا بیان عکس بند کرواتے ہوئے کہا:

''ہم نے آج اس فوجی کو صرف اور صرف اس لیے قتل کیا ہے کہ ہمارے مسلمان روزانہ برطانوی فوجیوں کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں......یہ مردار فوجی ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت......واللہ! ہم اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے خلاف لڑائی جاری رکھیں گے جب تک کہ تم ہمارے معاملات میں دخل اندازی بند نہ کر دو......تمہیں اس بات سے کیا تکلیف ہے کہ اگر ہم مسلمان اپنی سرزمین پر شریعت کے تحت زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ تم لوگ ہم سے لڑتے ہو، ہمارا پیچھا کرتے ہو، ہم پر تشدد کرتے ہو اور ہمیں ناحق قتل کرتے ہو؟ شدت پسند دراصل تم لوگ ہو......تم کیا سمجھتے ہو کہ جب تم بم گراتے ہو تو تمہارا مقصد کسی ایک بندے کو مارنا ہوتا ہے؟ نہیں بلکہ تم پورے خاندان کو ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہو......یہ ہے اصل حقیقت! اللہ کی قسم! اگر کبھی مجھے تمہاری بوڑھی ماں نظر آ جائے کہ بھاری بالٹی اٹھائے سیڑھیاں چڑھ رہی ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ ''لائیں میں آپ کی مدد کیے دیتا ہوں''......میری طبیعت کچھ اس قسم کی ہے......مگر میں قرآن کی سورہ توبہ میں دیے گئے حکم سے مجبور ہوں......جس میں اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے کہ ان کفار سے لڑو جیسے یہ تم سے لڑتے ہیں......اور یہ کہ آنکھ کا بدلہ آنکھ ہے اور دانت کا بدلہ دانت (المائدہ)......ہم معذرت چاہتے ہیں کہ یہاں موجود خواتین کو یہ خون خرابہ دیکھنا پڑا، مگر مسلمان ملکوں میں ہماری خواتین روزانہ یہ منظر دیکھتی ہیں......تم لوگ کبھی سکون سے نہیں رہ سکو گے......اپنی حکومتوں کا تختہ الٹ دو......تمہارے حکمرانوں کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں......تمہارا کیا خیال ہے کہ (برطانوی وزیر اعظم) ڈیوڈ کیمرون کبھی یوں گلیوں میں پھرتا ہوا مارا جائے گا؟ اسی طرح جب ہم مسلمان بندوقیں لے کر لندن کی سڑکوں پر نکلیں گے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ سیاستدان مرنے کے لیے آگے آگے ہوں گے؟ ہرگز نہیں، یقیناً تم جیسے عام لوگ اور تمہارے بچے ہی شروع میں نشانہ بنیں گے -......اس لیے جتنی جلدی ہو سکے اپنے حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کرو......انہیں بولو کہ مسلمان ملکوں سے فوجیں واپس بلائیں تاکہ ہم اور تم تمام لوگ امن سے رہ سکیں......ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کرو تو ہم بھی تمہیں چھوڑ دیں گے......بس مجھے تم لوگوں سے یہی کہنا تھا......آخر میں اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر''۔

کیسے ایمان افروز الفاظ ہیں اور کیسی بصیرت افروز گفتگو ہے......ایمان وایقان کی جوت دلوں میں جاگ جائے......یقین و توکل کے چراغ نہاں خانۂ دل میں فروزاں ہوں......امت کا درد سینوں میں بے کلی مچائے رکھتا ہو......فرض عین کی پکار اپنی جانب متوجہ رکھے......اور اسلامی سرزمینوں پر صلیبی حملوں اور امت کی بیٹیوں پر روا رکھے جانے والے مظالم پر نظر ہو تو بندۂ مومن کا طرزِ عمل ایسا ہی ہوتا ہے......

کارروائی کے بعد دونوں غیور مسلمان ۲۰ منٹ تک جائے وقوعہ پر گھومتے ہوئے وہاں سے گزرنے والے لوگوں کو بیانات دیتے اور اپنی ویڈیوز بنواتے رہیں تاکہ برطانوی عوام تک ان کی آواز کو پہنچایا جا سکیں۔ جائے وقوعہ سے قریب ہی وولچ کے علاقے میں فوجی چھاؤنی موجود ہے، مگر برطانوی فورسز خوف کے مارے بیس منٹ بعد جائے وقوعہ پر ڈرتے ہوئے پہنچی اور اس نے دونوں حملہ آور بہادر شیر مسلمانوں کو گرفتار کرنے کے لیے ان پر عوام کے سامنے بزدل کی طرح گولیاں چلا کر ان شیروں کو زخمی کیا اور پھر انہیں زخمی حالت میں بھی مرعوب ہوتے ہوئے گرفتار کر کے لے جانے میں کامیاب ہوئی۔

(بقیہ صفحہ ۵۹ پر)

2 مئی: صوبہ میدان وردک......ضلع چک......مجاہدین کا اتحادی فوج کے ایک مجموعے پر گھات لگا کر حملہ......6 صلیبی فوجی ہلاک

فلسطین سے متعلّق چالیس اہم تاریخی حقائق

ڈاکٹر محسن محمد صالح

عالم اسلام اور عالم کفر کے درمیان بپا معرکے میں فلسطین اور اقصیٰ بنیادی محرکاتِ معرکہ ہیں۔اس لیے فلسطین کے مفصل تعارف اور تاریخی پس منظر سے امت کی آگاہی ضروری ہے۔ذیل کی تحریر اسی مقصد کے لیے دی جارہی ہے۔

۲۴۔استشہادی کارروائیاں:

۱۹۶۷ءتا۱۹۷۰ءفلسطینی تاریخ میں فدائی حملوں کا سنہری زمانہ رہا ہے۔اس عرصے میں تحریک مزاحمت کامیابی کی طرف جارہی تھی لیکن ۱۹۷۱ء میں اردن نے اپنے آقاؤں کی خوش نودی کے لیے مزاحمت کاروں کو اپنی سرزمین استعمال کرنے سے منع کردیا۔اس کے بعد اگرچہ تحریک مزاحمت ختم نہیں ہوئی بلکہ لبنان کی سرزمین اس مزاحمت کے لیے استعمال ہونے لگی لیکن لبنان کی خانہ جنگی جہاں لبنان کے لیے تباہ کن ثابت ہوئی ہے وہاں تحریک مزاحمت فلسطین کو بھی نقصان ہوا۔۱۹۷۵ءتا۱۹۹۰ء کی لبنان کی خانہ جنگی کے علاوہ فلسطینی خیمہ بستیوں پر اسرائیل کی مسلسل بم باری...... ۱۹۷۸ء میں لبنان کے جنوبی حصّے میں اسرائیل کی فوجوں کا گھسنا اور وہاں مزاحمت کی کارروائیوں کے خلاف بندوبست کرنا نیز اسرائیلی فوجوں کا لبنانی سرزمین کے اندر تک چلے جانا یہاں تک کہ ۱۹۷۲ء میں بیروت کی سڑکوں پر اسرائیلی فوج کے بوٹوں کی دھمک پڑرہی تھی اور جب اسرائیل نے بیروت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور اپنے مطالبات میں سب سے اہم مطالبہ یہ رکھا کہ لبنان تمام مزاحمت کاروں کو ملک بدر کردے گا۔اسرائیل کے شدید دباؤ کا نتیجہ یہ نکلا کہ عرب ریاستوں میں سے کوئی بھی اپنی سرزمین فلسطینی مزاحمت کاروں کو استعمال کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔اسی دور کے فلسطینی مسلمان بچوں پر اسرائیلی مظالم کی بابت شیخ اسامہؒ نے کہا تھا کہ ”میں نے اس وقت ہی تہیہ کرلیا تھا کہ اسرائیل کے پشت پناہ امریکہ کو گہرا گھاؤ لگائیں گے، باذن اللہ“۔

۲۵۔آلہ کار عرب حکمران:

فلسطینی مزاحمت کے سامنے ایک بڑی رکاوٹ خود نام نہاد عرب حکمران رہے ہیں۔صہیونیوں کے خلاف مزاحمت کس طرح موثر ہوتی جب کہ سبھی عرب تنظیموں کی خواہش تھی کہ فلسطینی مزاحمت کا کنٹرول انہیں حاصل ہو۔وہ فلسطینی مزاحمت کے سپوکس مین کہلائیں اور جب کوئی فیصلہ کن گھڑی آئے تو وہ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بن کر اصل مزاحمت کاروں سے بالا بالا یہود و نصاریٰ سے معاملات طے کرکے اپنی بادشاہتیں پکی کرلیں اور کفر پر یہ ثابت کردیں کہ ہم سے زیادہ تمہارا کوئی وفادار نہیں۔

اکتوبر ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کو اس لحاظ سے کامیاب قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں معنوی طور پر مصر اور شام کامیاب ہوئے اور سادہ لوح مسلمان یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ فلسطین کی نمائندگی کرنے والے حقیقی کردار سامنے آگئے ہیں جو کہ متحد اور ہم خیال ہیں۔۱۹۷۴ء ہی میں یہ تاثر زائل ہونا شروع ہوگیا اور جلد ہی متعلقہ عرب ملکوں کے حکمرانوں نے یہود و نصاریٰ کا آلہ کار ہونے کا عملی مظاہرہ شروع کردیا۔ستمبر ۱۹۷۸ء میں مصر نے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کرلیا۔کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی وجہ سے عرب صہیونی تنازع میں سے ایک اہم اور مضبوط ترین ملک صہیونی کیمپ میں چلا گیا۔

۱۹۸۰ءتا۱۹۸۸ء عراق ایران جنگ سے بھی تحریک مزاحمت کو نقصان پہنچا۔اس طویل جنگ سے نہ صرف دونوں ملک تباہ ہوئے بلکہ عرب ملکوں کے سامنے بھی ایک سے زیادہ سیاسی مسائل کھڑے ہوگئے۔دوسری طرف تحریک مزاحمت فلسطین کی مالی اعانت میں بھی خاطر خواہ کمی ہوگئی۔یہ وہی زمانہ ہے جس میں معدنی تیل کی قیمت آخری سطح تک گرگئی تھی۔۱۹۹۰ء میں عراق کا کویت پر قبضہ بھی تحریک مزاحمت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا کیونکہ اس سے بھی مشرق وسطیٰ کے اندرونی مسائل پیچیدہ ہوگئے۔پھر سوویت یونین کے گرنے سے بھی مغربی بلاک کی بکھری توجہ مخصوص اہداف کی طرف مجتمع ہوگئی۔ان اسباب کی وجہ سے فلسطینی قیادت بتدریج مسلح کارروائیوں سے دست بردار ہوکر رہ گئی اور ایک ایسے پرامن سیاسی حل پر مجبور پائی گئی کیوں کہ اس قیادت کا منہج شریعت کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ تو نہیں تھا بلکہ وہ ایک سیاسی حل کے طور پر مزاحمت کررہی تھی۔

خوش قسمتی سے ستر کی دہائی کا نصف آخر فلسطینی نوجوانوں میں اسلامی بیداری اور جذبہ جہاد کے ابتدائی مراحل کا زمانہ ثابت ہوا۔اسی زمانہ میں مختلف جہادی تنظیمیں ظاہر ہوئیں جیسے سرۃ الجہاد اور ۱۹۸۰ء میں حرکت الجہاد الاسلامی۔اسی طرح تنظیم المجاہدون الفلسطینیون۔آخر الذکر تنظیم کی بنیاد ۸۰ کی دہائی کی ابتدا میں شیخ احمد یاسینؒ نے رکھی تھی۔

۲۶۔انتفاضہ کا آغاز:

دسمبر ۱۹۷۸ء اور ستمبر ۱۹۹۳ء میں فلسطین کی اپنی سرزمین سے تحریک انتفاضہ نے جنم لیا۔پہلی مرتبہ ایک خالص اسلامی تحریک نے مزاحمت کے عمل میں اپنے داخلی وسائل پر انحصار کرتے ہوئے جہاد کا آغاز کیا۔انتفاضہ مبارکہ کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ تحریک حماس نے بھی انتفاضہ کے ساتھ جہاد میں شمولیت اختیار کرلی۔انتفاضہ نے جلد ہی عرب ریاستوں کے علاوہ بین الاقوامی طور پر توجہ حاصل کرلی اور مسئلہ فلسطین ایک مرتبہ

3 مئی: صوبہ کنڑ........... مجاہدین کا ایک بڑے امریکی مرکز پر حملہ........... 6 اتحادی اور 7 افغان فوجی ہلاک........... 8 زخمی

پھر بین لاقوامی سطح پر نمایاں ہو گیا۔

انتفاضہ کی مقبولیت سے جو سیاسی فوائد حاصل کیے جاسکتے تھے وہ علاقے کے سیاسی حالات سابقہ فلسطینی قیادت اور عرب قیادت کی یہود وامریکہ کی آلہ کاری کی وجہ سے آزادی فلسطین کے پرزور مطالبے کی بجائے معمولی اور جلد بازی میں قبول کیے گئے سیاسی معاہدوں کی نذر ہو گئے جن میں سب سے زیادہ مضر اسرائیل کے ساتھ عرب ریاستوں کا باضابطہ اور بلاواسطہ مذاکرات میں شریک ہونا ثابت ہوا۔

۲۷۔مذاکرات کا کھیل:

عرب موقف میں کمزوری آنے سے اُن قوتوں کو اس بات کے وسیع مواقع حاصل ہو گئے جو صہیونی قیادت سے پرامن مذاکرات کو وسعت دینے کے ایجنڈے پر زور دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۸ء میں عالمی طاغوتی لونڈی اقوام متحدہ نے اپنی قرارداد نمبر ۱۸۱ کے ذریعے فلسطین کی تقسیم کا اعلان کر دیا۔ قرار داد میں فلسطین کو تسلیم کرتے ہوئے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا جس کے ایک حصّے پر عرب اور دوسرے پر یہودیوں کا حق تسلیم کیا گیا۔ قرار داد میں مسئلہ فلسطین کے اہم ترین مطالبات کو نظر انداز کرتے ہوئے مسئلے کی نوعیت محض مہاجر فلسطینیوں کی وطن واپسی تک محدود کی گئی ہے۔ ۱۹۹۱ء میں پہلی مرتبہ میڈرڈ کے شہر میں عرب ریاستوں نے اسرائیل سے بلاواسطہ پرامن مذاکرات کے سلسلے کا آغاز کیا۔ میڈرڈ مذاکرات کے دو برسوں بعد تک عرب نمائندے اسرائیل سے کوئی بھی قابل ذکر مطالبہ نہ منوا سکے سوائے ان خفیہ مذاکرات کے جو بالآخر اوسلو معاہدے کی بنیاد بنے۔ ستمبر ۱۹۹۳ء میں اوسلو معاہدے پر طرفین نے دستخط کیے۔

۲۸۔مذاکرات میں شکست:

اوسلو معاہدے میں عرب قیادت نے اسرائیل کو ایک جائز ملک کے تسلیم کرلیا۔ فلسطینی اراضی کے ۷۷ فی صد حصّے پر بھی اسرائیل کا حق تسلیم کرلیا گیا اور یہ کہ تحریک انتفاضہ کالعدم تنظیم ہوگی اور اسرائیل کے خلاف کوئی مسلح کارروائی غیر قانونی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح عرب قیادت پورے فلسطین کی آزادی کے فلسطینی متفقہ مطالبے سے بھی دست بردار ہوگئی اور یہ کہ اسرائیل کی سلامتی کو نقصان پہنچانے والے کسی عمل کو جائز نہیں سمجھا جائے گا اور یہ کہ ہر قسم کے مسائل کا حل پرامن مذاکرات کے ذریعے تلاش کیا جائے گا۔

عرب قیادت نے اوسلو معاہدے پر دستخط کر کے عملاً تحریک آزادی فلسطین اور دوسرے مطالبات کا گلا گھونٹ دیا۔ اس کے مقابلے میں اوسلو معاہدے کی رو سے اسرائیل نے صرف اتنا تسلیم کیا کہ عرب قیادت یعنی سیکولر الفتح کو فلسطین کے مسئلے کی قیادت کا حق حاصل ہے اور یہ کہ اسرائیل غزہ اور مغربی کنارے کے بعض حصوں میں فلسطینی قیادت کو محدود سطح پر آزادی دینے کا پابند ہوگا اور یہ کہ دوسرے اہم نوعیت کے مسائل اگلے پانچ برسوں میں طے کیے جائیں گے۔

۲۹:اوسلو معاہدہ فلسطینی موقف کا ترجمان نہیں:

اوسلو معاہدے کے خلاف ردعمل نہ صرف فلسطین میں ہوا بلکہ دوسرے عرب ممالک کی سرکردہ شخصیات اور اسلامی قیادتوں نے بھی درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر اس معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔

(الف) عالم اسلام کے وہ اہل علم علمائے کرام جن کی حیثیت مسلمہ ہے نے فتویٰ جاری کیا کہ صہیونی قیادت کے ساتھ اس کے مطالبات پر مذاکرات کرنا حرام ہے۔ پورے فلسطین کی آزادی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ ضروری ہے اور یہ کہ یہ حق و باطل کا معرکہ ہے جسے نسل در نسل جاری رہنا ہے جب تک اللہ اہل حق کو مکمل نصرت اور کامیابی سے ہم کنار نہیں کردیتا۔ اور یہ کہ فلسطین کی اراضی پر کسی بشر کا حق نہیں ہے بلکہ یہ سارا خطہ اللہ کا ہے اور اللہ ہی کے لیے وقف (اوقاف) ہے۔ کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کر وہ اس کے کسی ایک حصّے سے دست بردار ہو۔ اگر اس وقت موجودہ نسل حالت ضعف میں ہے تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ ہمیشہ یہی حالت برقرار رہے گی۔ آنے والی نسل کے حق کو مارنے کا کسی کو اختیار نہیں دیا جاسکتا اور یہ کہ مسئلہ فلسطین تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور عالم اسلام کا کوئی ایک مسلمان بھی اللہ کی سرزمین سے دست بردار ہونے کا وبال نہیں اٹھا سکتا خواہ فتح و کامرانی پر کتنا ہی عرصہ کیوں نہ بیت جائے۔

(ب) اوسلو معاہدے پر جس قیادت نے دستخط کیے ہیں وہ اپنے فعل کے آپ ذمہ دار ہیں۔ وہ مسلمانوں کے نمائندہ نہیں تھے۔ جن دنوں معاہدے کی بات چل رہی تھی انہیں دنوں فلسطین میں اس کی مخالفت ہورہی تھی خواہ اسلامی تنظیمیں ہوں یا وطن پرست سیکولر تنظیمیں ہوں یا سیاسی تنظیمیں سب کے ہاں مخالفت پائی جاتی تھی یہاں تک کے خود تنظیم الفتح میں بھی مخالفت پائی جاتی تھی۔

(ج) اس معاہدے میں طاقت ور نے اپنے مطالبات ایک کمزور فریق سے قوت کے زور پر منوائے ہیں۔ اوسلو پیکٹ میں نہایت ہی اہم اور حساس مسائل کے حل سے صرف نظر کیا گیا ہے جن میں اہم ترین یہ ہیں:

☆القدس (بیت المقدس) کا مستقبل کیا ہوگا؟

☆فلسطینی مہاجرین کا مستقبل کیا ہوگا۔

☆مغربی کنارے اور غزہ کے علاقے میں اسرائیلی مقبوضہ جات میں یہودی بستیوں کا مستقبل کیا ہوگا؟

☆مستقبل میں فلسطینی قیادت کی کیا سیاسی حیثیت ہوگی وہ کس قسم کے تصرفات کرسکتی ہے اور اس کی حدود و قیود کیا ہیں؟

۲۰۰۰ء تک مذکورہ بالا اہم مسائل میں سے کسی کا حل بھی سامنے نہیں آیا۔

3 مئی: صوبہ فراہ.........کونساک.........بارودی سرنگ دھماکہ.........ایک امریکی ٹینک تباہ.........3 امریکی فوجی ہلاک

دوسری طرف صہیونی ریاست بدستور خطے کو یہودی طرز میں ڈھالتی چلی جارہی ہے۔ اسرائیل اپنے تصرفات میں ان معاہدوں کا بھی احترام نہیں کرتا جو اس نے خود مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر طے کیے ہیں۔

صہیونی قیادت نے مغربی کنارے کا صرف ۱۸ فی صد حصّہ فلسطینی قیادت کو دیا ہے اور غزہ کا ۶۰ فی صد حصّہ دیا ہے۔ اس طرح پورے فلسطین کا صرف ۲۷.۴ فی صد حصّہ فلسطینی قیادت کے پاس آیا ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ علاقے کے نظم ونسق (امن عامہ) پر دونوں ملکوں کا مشترکہ حق ہوگا۔ جو علاقے فلسطینی قیادت کو دستوری طور پر دیے گئے ہیں ان میں سے عملاً مغربی کنارے کے ۵۸ فی صد پر اور غزہ کے ۴۰ فی صد علاقے پر صہیونی تسلط ہے۔

اوسلو معاہدے میں صیہونی ریاست جن علاقوں سے دست بردار ہو کر انہیں فلسطینی اتھارٹی کے سپرد کرنے پر آمادہ ہوئی تو عالمی امن قائم کرنے والوں کے اصرار پر صہیونی قیادت نے اس لیے اتفاق کرلیا تھا کیونکہ اس سے اسرائیل کی فلسطینی کثیر آبادی والے علاقے کی انتظامی ذمہ داریوں سے جان چھوٹتی تھی نیز شہری بندوبست پر جو کثیر سرمایہ لگتا اس سے بھی وہ بچ گیا۔ فلسطینی کثیر آبادی والے محلوں کے قریب صیہونی بستیاں جہادی حملوں سے غیر محفوظ تھیں۔

اس لیے غزہ میں گنجان فلسطینی آبادی کی وجہ سے اسرائیل یہاں سے نکلنے کا بہانہ چاہتا تھا؛ اوسلو معاہدے سے پہلے اسرائیل غزہ کے مقبوضہ جات مصر کو دینے پر آمادہ تھا مصر نے خود ہی اس ذمہ داری کو اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ علاقے فلسطینی اتھارٹی کے سپرد کرکے دراصل صیہونی ریاست نے اپنی سلامتی کو ہی محفوظ بنایا تھا نہ کہ یہ عرب قیادت کی کوئی سیاسی کامیابی تھی۔ اوسلو معاہدے میں فلسطینی اتھارٹی کے اختیارات 'مئیر شپ' سے بھی نہایت محدود ہیں نیز صہیونی استعمار کی نگرانی میں ہی ان پر عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ صہیونی ریاست کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ فلسطینی اتھارٹی کے کسی بھی فیصلے کو یا قانون کو ویٹو کے ذریعے بے اثر کرسکتی ہے۔

اوسلو معاہدے کی رو سے فلسطینی قیادت مستقل فوج نہیں رکھ سکتی مزید براں صہیونی ریاست کی باضابطہ اجازت کے بغیر اسلحے کا بھی لین دین نہیں کرسکتی۔ فلسطینی اتھارٹی کے فرائض میں یہ شامل ہوگا کہ وہ صہیونی ریاست کے خلاف ہر قسم کی مسلح کارروائی (جہاد) کا سدباب کرے گی۔ گویا یہ معاہدہ صرف زندہ رہنے کی بھیک تھی۔

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے فلسطینی اتھارٹی نے مزاحمت کاروں میں سے بعض مجاہدین گرفتار کیے تا کہ خطے میں ''امن'' کے عمل کو کامیاب بنانے کے لیے (اوسلو معاہدہ کرنے والی) فلسطینی قیادت اپنی سنجیدگی اور فرض شناسی ثابت کرسکے!

(صیہونی سلامتی والی اس شق کی تکمیل کے لیے) مسلح حملوں کے سدباب کے لیے نو (خفیہ) محکمے تشکیل دیے گئے۔ اور طُرفہ تماشا یہ کہ ان خفیہ محکموں کی شاہانہ تنخواہوں کا بوجھ مسلمان عوام پر ڈالا گیا جب کہ معاشی ترقی صحت اور تعلیم کے شعبے اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ ان مدوں میں ٹیکس کی آمدنی صرف کی جاتی فلسطینی اتھارٹی کے خفیہ اداروں نے اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے اختیارات کا بے جا استعمال کیا لیکن حکومت نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا یہاں تک کہ ستمبر ۲۰۰۰ء میں تحریک انتفاضہ کے میدان میں اترنے سے خفیہ محکموں کی سرگرمیاں اعتدال پر آ گئیں۔

اوسلو معاہدے میں سرحدوں کی حفاظت کا حق اسرائیل کو دیا گیا ہے۔ فلسطینی اتھارٹی کو سرحدوں کا جائزہ لینا ہو یا سرحدوں سے باہر نکلنا ہو یا کسی کو فلسطینی سرحدوں میں داخل ہونا ہو تو فلسطینی اتھارٹی اسرائیل سے اس کی باضابطہ درخواست کرے گی۔ (اوسلو معاہدہ فلسطین کے بنیادی اور حساس ترین مطالبات پر بالکل خاموش ہے) معاہدے میں فلسطینیوں کے مستقبل کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ نہ ان کے الگ خود مختار وطن کا تذکرہ ہے۔ متنازع مغربی کنارے پر کس کا حق ہے اس کا معاہدے میں کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی غزہ کے مقبوضہ جات کے بارے میں صراحت کی گئی ہے کہ یہ متنازع علاقہ ہے۔

اوسلو معاہدے میں چونکہ اسرائیل کے عرب نمائندوں سے (پہلی مرتبہ) براہ راست مذاکرات ہوئے تھے اس لیے اس معاہدے کے بعد ہر عرب حکومت نے اس میں اپنی سلامتی دیکھی کہ وہ دوسری حکومت سے پہلے اسرائیل سے مذاکرات کرلے تاکہ اسرائیل اُسے بھی گود لے لے۔ اسرائیل نے ہر ایک حکومت سے اس کے ضعف کے بقدر مطالبات منوائے، اپنی مصنوعات کو فروغ دیا اقتصادی معاہدے کیے اور عسکری تحریکوں کے خلاف مزید قانون سازی کرائی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''یہ یاد رکھنا کہ قرآن اپنے آپ کو منوائے گا...... ہم مسلمانوں نے تو قرآن سے بے وفائی کی ہے، قرآن کے حقوق ادا نہیں کیے لیکن قرآن اپنے آپ کو منوائے گا...... یہ زندہ کتاب ہے ایسے ہی نہیں امریکی جل رہے اور قرآن کو جلاتے ہیں...... ارے ایک پادری کے جلانے سے قرآن دنیا سے مٹ نہیں جائے گا...... خدا کی قسم اور ابھرے گا قرآن کریم...... قرآن جب دل میں اتر جائے تو انسان بدل جاتا ہے اور جب انسان بدل جائے تو جہاد دن بدل جاتا ہے...... جب ہم قرآن کے حقوق ادا کریں گے تو ہم بدل جائیں گے، ہمارا زوال عروج میں بدل جائے گا...... یہ دنیا پھر ہمارے ہوگی...... ہم قرآن کو اپنا قائد مانیں گے دنیا ہمیں اپنا قائد مان لے گی...... صحابہ کرامؓ نے قرآن کو قائد مانا تھا قرآن نے انہیں بلندی عطا کردی''

مولانا اسلم شیخو پوری رحمۃ اللہ علیہ کے آخری بیان سے اقتباس

4 مئی: صوبہ میدان وردک......... ضلع سید آباد......... نیٹو سپلائی قافلے پر حملے......... 11 سکیورٹی اہل کار ہلاک......... 7 گاڑیاں سامان سمیت نذر آتش

شام......عالمی جہادی میدان

دوست محمد بلوچ

اسلامی سرزمین شام میں مسلمانوں کے ساتھ روا ظلم کو لفظوں کا پیرہن پہنانے سے الفاظ قطعی قاصر اور عاجز ہیں۔

بیچ دیے ایمان تو باقی رہ گئی چنگیزی

یہاں تو ہلاکو ہو یا ہٹلر یا کوئی چنگیز، سبھی مات کھا گئے۔ وقت کے گلی کوچوں میں زندگیاں کسی تسبیح کے دانوں کی مانند بکھیری جا رہی ہیں اور انھیں سمیٹنے کے ذمہ دار، انھیں روند دینے والوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بھی اپنے شاہی محلات اور اپنی دنیا کی جنت اور اپنی آخرت کے لیے اونچے ستونوں والی آگ کے محل تیار کرنے میں بری طرح مستغرق ہیں۔ وسیع صحراؤں اور پہاڑوں کی سرزمین شام، تیل کی دولت سے مالا مال یہ ملک بہت سے نشیب و فراز دیکھتا آیا ہے۔ آخری بار یہ ۱۹۴۶ء فرانس کے قبضے سے آزاد ہوا لیکن پھر بھی اچھے حکمران نصیب نہ ہوئے اور یہاں کے مسلمان بدترین تعصب اور ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

شامی سرکاری فوج نے دمشق کے نواح میں ۸۵ شہریوں کو گھروں سے نکال کر بے دردی سے شہید کر دیا، شہادتوں کی تعداد اس سے دگنی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ انتہائی وحشیانہ فائرنگ کی گئی۔ گذشتہ دنوں شام میں بارہویں صدی عیسوی میں بنو امیہ کے دور خلافت میں تعمیر کی گئی ایک قدیم اور تاریخی مسجد کو شہید کر دیا گیا سرکاری فوجوں کی بم باری سے مسجد کا مینار شہید ہو گیا اور عمارت کے دوسرے حصوں کو بھی نقصان پہنچا کیونکہ اس سے قبل بھی لڑائی میں مسجد کو جزوی نقصان پہنچا تھا۔ یہ مسجد قدیم شہر حلب کے عین وسط میں واقع ہے۔ جب ساری دنیا شام میں بشار کے فوجی ٹھکانوں پر ہونے والی اسرائیلی بم باری کی طرف متوجہ تھی، اس وقت شیعی حزب الشیطان اور بشار اسد کی نصیری ملیشیاؤں نے شام کے ساحلی شہر بانیاس کے گاؤں بیضا پر اندھا دھند حملہ کیا اور مسلمان شہریوں کا اجتماعی قتل عام کرتے ہوئے ۴۰۰ سے زائد نہتے بچوں، عورتوں اور نوجوانوں کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

لبنانی سنی علماء کا حزب الشیطان کے خلاف اعلان جہاد

لبنان بھر کے سنی علماء نے مجوسی لبنانی حزب الشیطان کے خلاف اعلان جہاد کرنے کے بعد صرف صیدا شہر کی مسجد تقوی میں تین ہزار سے زائد مسلمانوں نے جہاد کے لیے اپنے نام لکھوا دیے ہیں، جب کہ لبنانی مسلمانوں نے شامی مسلمانوں کی نصرت کرتے ہوئے لبنان میں حزب الشیطان کے ٹھکانوں پر حملے کرنا شروع کر دیے ہیں تا کہ حزب الشیطان دفاعی پوزیشن میں آتے ہوئے القصیر شہر کا محاصرہ کرنے اور وہاں شامی مسلمانوں کا قتل عام کرنے کا سلسلہ بند کر دے۔ دریں اثنا لبنان سے القصیر میں شامی مسلمانوں کی مدد کے لیے پہنچنے والے لبنانی مجاہدین نے اپنی جماعت جند الشام برائے بلاد شام بنائی ہے، جو حزب الشیطان کے مجرم اہل کاروں کے خلاف جہاد کرے گی۔

لرزہ خیز قتل عام

عالمی انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ ہے کہ شام میں حکومتی فوج کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد ۸۲ ہزار نہیں، جیسا کہ اقوام متحدہ بتا رہی ہے، بلکہ مقتولین کی گنتی سوا لاکھ کے قریب ہو چکی ہے۔

> ''میں نے ۴۶ لاشیں اکیلے نکالیں، اور پھر چار دن کچھ نہیں کھا سکا۔ ایک چند ماہ کی بچی کی لاش بالکل نہیں بھول سکتا جسے زندہ جلایا گیا اور پھر ایک اور لاشہ، اسے ماں کا پیٹ چیر کر باہر نکالا اور مار دیا گیا۔ اور میرے دوست کی کٹی پھٹی لاش جس کے پاس اس کا کتا سر جھکائے کھڑا تھا''۔

یہ بیان ہے عمر نامی شامی باشندے کا جو اپنے گاؤں میں ہونے والے قتل عام کی کہانی سنا رہا تھا۔ اس چھوٹے سے گاؤں میں شامی فوج اور پڑوسی ملک سے آنے والی ملیشیا نے حملہ کیا۔ پہلے بچوں کو الگ کیا جن کی تعداد چالیس کے قریب تھی، انہیں ماں باپ کے سامنے مارا گیا۔ پھر عورتوں کو اور آخر میں بڑوں کو۔ کچھ بچوں کو چھریوں سے ذبح کیا گیا اور کچھ کو آگ لگا کر زندہ جلا دیا گیا۔ عورتیں بھی اسی طرح کچھ ذبح کی گئیں، کچھ آگ میں ڈال دی گئیں۔ اپنے بچوں اور ماؤں بہنوں کی موت کا منظر دیکھ کر ادھ موئے ہونے والے مرد سب سے آخر میں گولیاں برسا کر مار دیے گئے۔

شامی فوج دو سال سے شہریوں کا قتل عام کر رہی ہے اور یہ قتل عام روایتی معنوں میں اندھا دھند نہیں ہوتا کہ ہجوم دیکھا اور فائر کھول دیا۔ پہلے لوگوں کو پکڑا جاتا ہے۔ پھر انہیں مارا پیٹا جاتا ہے، اعضا کاٹے جاتے ہیں، آنکھیں نکالی جاتی ہیں، پھر کچھ کو ذبح کیا جاتا اور کچھ کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی دستور ہے۔ سب کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ پھر ماں باپ کے سامنے بچے ذبح کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد عورتیں، پھر مرد تہہ تیغ کیے جاتے ہیں۔ ایران سے اسلحے کی بے تحاشا کھیپ ملنے اور اس کے شیطان فوجیوں کی بڑی تعداد میں آمد کے بعد قتل عام کے واقعات بڑھ گئے ہیں۔ یہ ایرانی فوجی بچوں کے قتل عام میں بہت رغبت سے حصّہ لیتے ہیں۔ دوسرے پڑوسی ملک کی ملیشیا عورتوں کو زیادہ نشانہ

5 مئی: صوبہ کنڑ میں مجاہدین نے ایک جاسوس طیارے کو راکٹ حملے میں مار گرایا

بناتی ہے۔ اور انتہائی سفاکیت سے ان کے اعضا کاٹتے ہیں جب کہ کنکریٹ کے بلاکوں کی مدد سے مردوں کے سر پیس دیتے ہیں۔ حالیہ قتل عام کے واقعات شامی ساحل کے علاقے میں بائیدہ اور راس النبیہہ کے قصبوں میں ہوئے۔ یہاں سے ۳۲۲ لاشیں ملی ہیں۔ لاشیں کیا، ان کی باقیات ہی کہا جا سکتا ہے، آٹھ سو افراد لاپتہ ہیں۔ عام خیال ہے کہ ان سب کو مار دیا گیا ہے۔ کئی بچوں کی جلی ہوئی لاشیں اس طرح ملیں کہ وہ ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی تھیں۔ صاف لگتا تھا کہ وہ ڈر کے مارے ایک دوسرے سے چمٹ گئے اور شامی فوج نے اسی حالت میں انہیں زندہ جلا دیا۔

برطانوی جریدے ڈیلی ٹیلی گراف کی رپورٹ نے اس بات کی توثیق کی اور شواہد بھی دیے کہ شام میں کیمیائی ہتھیاروں کا بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں کرد اکثریتی آبادی پر ایسے ہتھیاروں سے بم باری کی گئی جو بے رنگ و بو تھے لیکن اس کے نتیجے میں سانس لینے میں شدید دشواری کا سامنا اور جسمانی خلیوں کے تیزی سے گلنے جیسے اثرات سامنے آئے۔ ایک اسرائیلی بریگیڈیر جنرل نے بھی اس کی تصدیق کی۔

اندوہ ناک انسانی بربریت

حالیہ عرصے میں قتل عام اتنا بڑھ گیا ہے کہ شامی حکومت کا پرجوش حامی اور بہت مشہور مصنف بسام القادی بھی چیخ اٹھا اور کہا کہ بے گناہوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ ان قصبات میں ہونے والے قتل عام کی تصاویر اور ویڈیو کلپ سارے شام میں پھیل گئے ہیں جس سے عوام پر سکتہ طاری ہے۔ ان دردناک مناظر کا اتنا اثر ہوا ہے کہ ملحقہ علاقوں کے کچھ علوی باشندے (جو شام پر حکمران اقلیت ہے) بھی حکومت کے خلاف ہو گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ مہاجروں کو، جنہیں حکومت نے علاقہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا، مدد دینے نکل آئے۔ بسام القاری بھی چلّا اٹھا، اس نے لکھا کہ یہ قاتل علوی مذہب کی نمائندگی نہیں کرتے۔ اس نے مزید لکھا کہ یہ درندے ہیں اور ایسے قتل عام جگہ جگہ ہوئے۔

بائیدہ کے قتل عام کے موقع پر ایک فوجی نے کہا، ہم نے ایک آدمی بھی زندہ چھوڑا تو وہ (اعلیٰ افسر) ہمیں مار دیں گے۔ ایک ہال میں سو عورتیں اکٹھی کی گئیں، پھر ان میں سے کچھ کو باری باری ذبح کر دیا گیا۔ جب فوجی واپس گئے تو گاؤں کی تمام گلیاں اور چوک لاشوں سے بھرے ہوئے تھے اور تمام زمین پر انسانی خون تہہ در تہہ جم چکا تھا۔ صرف ایک محلے میں ۳۴ بچے ذبح کیے گئے۔ شام میں عوامی بغاوت مارچ ۲۰۱۱ء میں شروع ہوئی تھی۔ اب اسے دو سال اور دو مہینے ہو چکے ہیں۔ ۲۶ مہینوں میں سوا لاکھ شہری قتل کیے گئے۔ شام کی آبادی دو کروڑ سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ یعنی کراچی شہر کے برابر یا لاہور سے دوگنی۔ شام میں ہر ماہ چار سے پانچ ہزار افراد قتل کیے گئے۔ اندازہ کیجیے، کراچی کے شہر میں چار پانچ یا لاہور میں ڈھائی سے تین ہزار افراد ہر ماہ قتل ہونے لگیں تو کیا قیامت ہو (ہر روز سو قتل) شام میں یہی قیامت دو سال سے برپا ہے۔

''اسدی جنت پاسپورٹ'':

شامی صدر اپنے اقتدار کے دوام کے لیے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے، کبھی تو وہ سرکاری علما سے فتوے جاری کراتا ہے اور کبھی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کو القاعدۃ الجہاد کے مقبول عام جہادی ترانے استعمال کرتا ہے۔ نوجوانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے ایک نیا حربہ '' جنت کا پاسپورٹ'' جاری کیا گیا ہے۔ ۱۲ صفحات پر مشتمل اس پاسپورٹ میں اسدی حکومت کو اسلامی خلافت اور اس کے خلاف لڑنے والوں کو جہنمی ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث کے نصوص کو سیاق و سباق سے ہٹ کر بطور دلیل پیش کیا گیا ہے اور آخر میں اس پاسپورٹ کے حامل فرد کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

امریکی عزائم اور مسلم بے حسی:

امریکہ شامی حکومت کو گرنے سے بچا رہا ہے۔ ایران سے اسلحہ کی کھیپ ہوائی جہازوں کے ذریعے عراق کی فضا سے ہوتی ہوئی امریکہ کی مرضی سے شام پہنچتی ہے۔ امریکہ نے یورپ اور عرب ملکوں کو شامی مجاہدین کو اسلحہ دینے سے اب تک باز رکھا ہوا ہے۔ امریکہ کی پہلی ترجیح ہے کہ اسد حکومت برقرار رہے۔ لیکن شام اسد کے ہاتھوں سے پھسل رہا ہے اور شمال و مشرق کا تقریباً سارا ملک '' باغیوں'' کے کنٹرول میں ہے۔ زمینی میدان جنگ میں تقریباً ہر جگہ مجاہدین کا پلڑا بھاری ہے۔ دو سال کی جنگ میں چودہ ہزار شامی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں حالانکہ مجاہدین کے پاس فوج سے چھینی گئی بندوقوں اور چھوٹی توپوں، ہلکے راکٹوں کے سوا کوئی اسلحہ نہیں۔ مجاہدین کا جانی نقصان بہت کم ہوا۔ شامی فوج میدان جنگ میں آنے سے گریز کرتی ہے اور دمشق سمیت چند شہری مراکز میں قلعہ بند ہے البتہ دمشق کے شمال اور مغرب میں کچھ علاقوں، خاص طور سے لبنان جانے والے راستوں پر اس کی کارروائیاں جاری ہیں جس میں اسے لبنان اور ایران سے مدد مل رہی ہے۔ اور زیادہ تر قتل عام انہی علاقوں میں ہو رہا ہے۔ باقی ملک میں قتل عام کے لیے بم باری کی جاتی ہے اور بم باری کا ہدف سکول، مساجد اور ہسپتال ہوتے ہیں۔ زیادہ تر سکول، مساجد اور ہسپتال تباہ کیے جا چکے ہیں اور اب ہدف وہ مقامات ہیں جہاں شہریوں کی زیادہ تعداد موجود ہو مثلاً پٹرول پمپ یا راشن ڈپو پر جب ہزاروں افراد لائنیں لگائے کھڑے ہوتے ہیں تو بم باری کر دی جاتی ہے۔

شام میں دنیا کی حالیہ تاریخ کا سب سے بڑا قتل عام جاری ہے جس نے بوسنیا، فلسطین اور کشمیر میں ہونے والے ظلم و جور کو بھی کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ امریکہ ایک طرف بشار کی '' مخالفت'' کر کے دنیا کی آنکھوں میں دُھول جھونک رہا ہے جب کہ دوسری جانب وہ شام کی قاتل اور ظالم فوج کی سرپرستی کر رہا ہے اور کسی اسلامی ملک میں جرأت نہیں کہ وہ قتل عام رکوانے کے لیے ٹھوس اقدام کرے۔ کوئی بھی امریکی غصّے کا نشانہ بننے کے لیے تیار نہیں۔ شام میں قیامت کی شام برپا ہے۔ نوحوں سے فضا بھر گئی ہے لیکن شامی سرحد سے

5 مئی: صوبہ کنٹر.......... بارودی سرنگ دھماکہ.......... افغان فوج کی گاڑی تباہ.......... 7 افغان فوجی ہلاک

باہر کسی کو کچھ سنائی نہیں دے رہا۔

اسرائیلی عزائم:

اسرائیل نے شام میں بم باری کیمیائی ہتھیاروں کے بہانے سے بشار اسد حکومت کے خلاف فوج کے اندر سے اٹھنے والے انقلاب کو کچلنے کے لیے کی۔تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے حمص میں شامی انقلابی کونسل کے ممبر اور آزاد علما کمیٹی کے انقلابی آفس کے چیئرمین عبدالرحمٰن العکاری نے بتایا کہ اسرائیل نے شام میں جن فوجی ٹھکانوں کو بم باری میں نشانہ بنایا، وہاں موجود عینی شاہدین اور فوج کے اندر موجود انقلاب کے حامی اہل کاروں نے انہیں بتایا کہ ایک سو سے زائد فوجی اہل کاروں نے خفیہ طور پر شامی انقلاب کی قیادت سے رابطہ کر کے ایک پلان تیار کیا، جسے عملی جامہ پہناتے ہوئے انہوں نے اندرونی انقلاب برپا کرتے ہوئے شامی شیعی حکومتی فوج کے کئی مراکز پر قبضہ کر لیا اور وہاں کئی ایرانیوں اور نصیریوں کو یرغمال بنا کر رکھ لیا تاکہ بشار اسد کے طیارے بم باری کر کے انہیں نشانہ نہ بنا سکیں۔دوسری طرف ایک روسی جریدے ریانووستی نے سفارتی و انٹیلی جنس ذرائع سے دعویٰ کیا ہے کہ اردنی حکومت نے امریکی دباؤ پر اسرائیل کے ساتھ کیے جانے والے ایک خفیہ معاہدے کے تحت اپنے فضائی کوریڈورز کو اسرائیل کے لیے کھولنے کی اجازت دے دی ہے۔

عالمی طاقتوں کی پنجہ آزمائی اور انسانی المیہ:

امریکہ نے شام میں ایرانی مداخلت پر اس کو ''تنبیہ'' کی ہے جب کہ روس شام میں ایران کو ہلہ شیری دے رہا ہے اور چین اس معاملے میں شام کو خود اسٹریٹجک مدد دے رہا ہے۔عالمی طاقتیں ہر اسلامی سرزمین میں انسانی المیے پیدا کر کے اور مسلمانوں کی جانوں سے کھیل کر اپنی اپنی طاقت کے ہنر آزماتی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھاتی ہیں۔اس وقت امریکہ میں سلسلہ وار آفات و حادثات نے اس کی افغانستان میں شکست کے غم والم کو دوچند کر دیا ہے، لہٰذا وہ ہر معاملے میں عملاً کود پڑنے کی صلاحیت سے کوسوں دور ہو چکا ہے، لیکن سازشی حربے کسی طور کم نہیں ہوئے۔روس، چین ہوں یا عرب ممالک اور ترکی، ان میں سے کوئی بھی شام کے المیے سے انسانی بنیادوں پر نمٹنے کی اعلانیہ حکمتِ عملی سے گریزاں ہیں اور یہاں بھی آپس کی کھینچا تانی آڑے ہے جب کہ مغربی طاقتیں بھی اس معاملے میں ابھی تک جوڑ توڑ میں لگی ہیں کہ کہاں سے کچھ مفاد پورا ہوگا اور کہاں گھاٹے میں رہیں گے۔ہر ایک کا مشترکہ ہدف ایک ہی ہے کہ شام میں اسلام اور اسلامی طاقتوں کو روکنا اور منتشر کرنا۔

مجاہدینِ شام فتح کی جانب گامزن ، ایک روشن حقیقت:

۱۹ مئی کو القصیر میں مجاہدین نے ۶ ٹینک تباہ کر دیے جو شہر میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔۱۸ مئی کو مجاہدین نے حماہ میں علوی شیعوں کے کئی گاؤں آزاد کرا لیے وہ گاؤں 'الطلیسیۃ ،الشعثۃ،القاہرۃ ،راس العین،الجنینۃ،قصر المخرم' ہیں۔۱۶ مئی کو حمص،قزحل گاؤں میں ایک چوکی پر مجاہدین کی طرف سے فدائی حملہ، ۵۰ سے زیادہ فوجی ہلاک۔اور اسی طرح ۱۵ مئی کو، مصیاف علاقہ میں ۴۰ سے زیادہ فوجی مجاہدین کے ہاتھوں جہنّم رسید ہوئے۔۱۵ مئی کے دن درعا،حزب النادی چوکی کے قریب جھڑپوں کے دوران میں ۲۰ فوجی مردار ہوئے۔۱۳ مئی کو حمص ،القصیر میں الحمیدیۃ اور بساتین القصیر گاؤں میں حزب الشیطان کے شیطانوں کی داخلے کی ناکام کوشش، ۱۴ ہلاک، تین گاڑیاں اور ایک ٹینک تباہ ہوا۔دریں اثنا حمص،تدمر علاقہ میں فوجی سیکورٹی اور سٹیٹ سیکورٹی پر مجاہدین کی طرف سے فدائی حملہ میں ۱۵۹ فوجی جہنّم واصل ہوئے۔

امریکی جنرل ڈیمپسی کہتا ہے'' شام افغانستان بنتا جا رہا ہے اور حالات پر مجاہدین کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔'سیکولر اپوزیشن اور سیکولر آزاد شامی فوج ' دونوں شامی مجاہدین کے سامنے بے بس ہیں''۔

مجاہدین میں شام کے علاوہ درجنوں دیگر ممالک کے مجاہدین بھی شامل ہیں برطانیہ،فرانس،چیچنیا،امریکہ،سعودی عرب،سوڈان،یمن،صومالیہ،قطر،عراق وغیرہ کے کم وبیش ۵۰۰۰ مجاہدین یہاں دادِ شجاعت دے رہے ہیں اور تین سو کے قریب شہادت کی منزل بھی پا چکے ہیں۔مجاہدین میں سب سے زیادہ تعداد سرزمین حرمین سے آئے ہوئے مجاہدین کی ہے۔یہ تمام مجاہدین سنی العقیدہ ہیں۔گویا شام اس وقت عالمی جہاد کا میدان بنا ہوا ہے۔فلسطین کی حماس اور ہالینڈ اور سویڈن تک کے مجاہدین یہاں آ کر شہید ہو چکے ہیں۔عالمی ذرائع ابلاغ اس حقیقت کو ماننے پر مجبور ہیں کہ شام نے دنیا بھر کے مجاہدین کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور یہ ان کی ایک بڑی تربیت گاہ بنتا جا رہا ہے۔شامی حکومت کے سیکولر ذہن رکھنے والے مخالفین کی پذیرائی امریکہ و برطانیہ کے ساتھ ساتھ مسلمان عرب حکومتیں بھی بھرپور طور پر کر رہی ہیں،سعودی خائن حکمران ہوں ہو یا کوئی بھی دوسری مسلمان حکومت، ہر ایک شرعی نظام کے احیا اور اسلامی نظام سے کوسوں دور بھاگتی ہے اور اسی وجہ سے یہ قوتیں مجاہدین کی فتح نہیں چاہتیں بلکہ ان کی طاقت کے بھی خلاف ہیں۔خطہ انصارانِ مہدی و عیسیٰ علیہم السلام دین اسلام کا گہوارہ بن ہی کر رہے گا خواہ اسلام دشمنوں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔ان شاءاللہ

(مضمون ہذا کی تیاری میں ترجمہ شدہ اکثر مواد 'انصاراللہ اردو' سے لیا گیا ہے)

☆☆☆☆☆

8 مئی:صوبہ ہلمند ....لشکر گاہ..........فدائی مجاہد کا استشہادی حملہ..........20 افغان انٹیلی جنس اہل کار ہلاک اور 6 زخمی.....انٹیلی جنس مرکز کا بڑا حصہ زمین بوس.....6 رینجرز گاڑیاں تباہ

حافظ سعید اللہ شہیدؒ

زاہر خان خراسانی

سعید اللہ شہیدؒ کے والد صاحب انہیں گاؤں کے ایک بزرگ کے پاس لے گئے۔ کہا کہ اسے نصیحت کریں۔ بزرگ مسکرائے اور نصیحت ایک حکایت سے شروع کی:

ایک آدمی تھا جس کے دو بیٹے تھے۔ وہ دونوں سرکش تھے۔ اس آدمی نے ان دونوں کو ایک رومال دیا اور کہا کہ دوسرے گاؤں میں ایک ولی اللہ بزرگ ہیں، اُنھیں یہ دینا اور کہنا کہ اس رومال کو رنگ دیں۔ جب وہ دونوں رومال لے کر گئے تو بزرگ سمجھ گئے۔ بزرگ نے وہ رومال ایک برتن میں ڈال کر اس کو پانی سے بھرا اور آگ پر چڑھا دیا۔ اور ان دونوں کو کچھ ذکرِ الٰہی کرنے کو دیا۔ وہ ذکر کرتے رہے اور ساتھ ساتھ بزرگ نصیحتیں کرتے رہے۔ شام کافی گزر گئی تو لڑکوں نے پوچھا کہ کیا رومال پر رنگ چڑھ گیا؟ بزرگ نے مزید صبح تک صبر کرنے کا کہا اور پھر سے نصیحتیں شروع کر دیں۔ صبح پھر لڑکے بے صبرے ہوئے اور پوچھا کہ کیا رومال پر رنگ چڑھ گیا؟ بزرگ نے مزید دوپہر تک صبر کرنے کو کہا اور نصیحتیں جاری رکھیں۔ دوپہر کو لڑکوں نے پھر پوچھا کہ کیا رومال پر رنگ چڑھ گیا؟ بزرگ نے رومال پانی سے نکال کر لڑکوں کو دیا اور کہا کہ یہ اپنے والد کو دینا اور کہنا کہ یہ رومال پرانا ہو چکا ہے۔ اس پہ جو رنگ چڑھ چکا ہے اب دوبارہ کوئی اور رنگ نہیں چڑھے گا......

پھر وہ بزرگ سعید اللہ شہیدؒ کے والدِ محترم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اس پر بھی اب کوئی دوسرا رنگ نہیں چڑھ سکتا۔ جن راہوں پر یہ چل پڑا ہے وہ عظیم راستہ ہے۔ اسے مت روکو......

سعید اللہؒ بھائی سے میری پہلی ملاقات (وادیِ خراسان میں) اس وقت ہوئی جب وہ گھر سے ہجرت کر کے ارضِ جہاد ورباط میں پہنچے تھے۔ گو کہ ان کی اس راہ میں آمد پہلی مرتبہ نہیں تھی مگر پھر بھی وہ بہت خوش تھے۔ اسی شام جب پتہ چلا کہ جن حالات سے وہ گزر کر آئے تھے تو وہ واقعی خوشی اور اطمینان کی بات تھی......

سعید بھائی ایک وجیہہ وخوب سیرت شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے ایک قریبی دوست نے بتایا کہ بچپن ہی سے وہ ایک شریف النفس، حیا کے پیکر اور سلیم الفطرت انسان تھے۔ ایک بار سکول میں استاد نے نہم کلاس کے بچوں کو شرارتوں کی وجہ سے چھوٹی کلاس کے بچوں سے سزا دلوائی (ان سے تھپڑ لگوائے)۔ جب ان کی باری آئی تو انہوں نے اپنے سے بڑے پر ہاتھ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ استاد نے وجہ دریافت کی تو سعید بھائی نے دلیری سے کہا کے امی کہتی ہیں کے بڑوں کو نہیں مارتے۔ اس وقت وہ پہلی کلاس میں تھے......

بہت ذہین اور باصلاحیت تھے۔ میٹرک امتیازی نمبروں سے پاس کی تو رشتہ داروں کو امید ہوئی کہ وہ دنیا داری میں بڑا نام کرے گا۔ مگر سعید بھائی نے اس حقیر دنیا کے بدلے اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کے علوم کو ترجیح دیتے ہوئے مدرسے میں داخلہ لیا۔ جس پر ان کے قریبی رشتہ داروں نے کافی اعتراض کیا مگر سعید بھائی نے کسی کی پروانہ کی۔ اسلام کے قلعوں میں سے ایک قلعے (مدرسہ، جہاں اسلام کی حفاظت کی جاتی ہے اور امت کے محافظین تیار ہوتے ہیں) سے قرآنِ کریم حفظ کیا (اور باذن اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی قرآن پڑھتے جائیں گے اور جنت کے زینے چڑھتے جائیں گے)۔ پھر مدرسے میں دیگر علومِ شرعیہ پڑھنے لگے۔ تعلیمی سلسلہ جاری تھا کہ فرضیتِ جہاد کی دعوت آپ تک پہنچی تو حی علی الجہاد کی صدا پر لبیک کہا......

خراسان پہنچے ہی تھے کہ دس دن بعد والد صاحب لینے کے لیے آ گئے۔ واپس جا کر والد صاحب کو نہایت حسنِ سلوک اور دلائل سے قائل کیا۔ اور دوبارہ سے تربیت کے لیے وزیرستان پہنچ گئے......

دورانِ تربیت پورے اخلاص اور توجہ سے اسلحہ اور بارود سیکھا۔ ساتھیوں کی خدمت کرتے اور ان کا خیال رکھتے۔ اساتذہ کو کبھی شکایت کا موقعہ نہ دیا۔ ویسے تو تربیت کا مرحلہ مشکل ہوتا ہے مگر ہمت، لگن، پوری دل جمعی اور صبر سے مکمل کیا۔ ان کا صبر قابلِ رشک تھا۔ ایک بار ایک لمبے سفر سے واپس لوٹے (صبح نکلے تھے اور شام کو واپس آئے)۔ سفر میں کچھ نہ کھا سکے تھے اور شدید بھوک لگی تھی۔ لیکن صبر کیا اور کسی سے کچھ طلب نہ کیا۔ کھانا پکنے میں ابھی وقت تھا۔ مطبخ کے ایک دو چکر لگائے جس سے ایک ساتھی ان کی کیفیت بھانپ گئے۔ ساتھی نے ایک تربوز کاٹا اور الگ لے جا کر ان کو پیش کیا۔ انھوں نے اس ساتھی کو معصومانہ انداز میں بہت سی دعائیں دیں......

ایک اور سفر کرنا پڑا جو کہ سخت پہاڑی علاقہ میں تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور پیدل راستہ تھا۔ راستے کی دشواری کا علم تھا اسی لیے اس دن ساتھیوں نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ ظہر کے وقت سفر شروع کیا۔ سعید اللہؒ چلنے میں باقیوں سے بہتر تھے۔ کوشش کرتے رہے کہ ساتھی خوش رہیں۔ باری باری سب ساتھیوں سے کہتے کہ اپنا وزن (اسلحہ) مجھے دے دیں۔ کھانے کے لیے کچھ سیب ساتھ لیے تھے اور راستہ میں چشمے سے پانی پیتے۔ عشاء کے بعد ایک مرکز میں پہنچے۔ جن ساتھی نے مجھے یہ واقعہ سنایا وہ کہتے ہیں

8 مئی: صوبہ ہلمند............لشکر گاہ............افغان پولیس اہل کاروں کی گاڑی مجاہدین کا حملہ............گاڑی تباہ............6 افغان اہل کار ہلاک

کہ آج تک اس سفر کی تھکاوٹ نہیں بھولتی۔ لیکن سعید اللہؒ چست رہے۔ باقی ساتھی اگلے دن تک تھکن سے چُور مگر سعید اللہؒ رات کو اٹھے اور سحری کی تیاری میں مرکز کے ساتھیوں کی مدد کی......

ساتھیوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلّق کو بھی مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش میں رہتے۔ اکثر باوضو رہتے۔ اذکار، نوافل و تہجد کے علاوہ تلاوتِ قرآن اور مطالعہ کی بھی پابندی کرتے۔ رمضان المبارک میں تراویح کے دوران روزانہ دو پارے ختم کرنا معمول تھا۔ تربیت کی وجہ سے سارے دن کی تھکان کے باوجود اپنی خوب صورت اور خوش الحان آواز کے ساتھ قرآن مجید انتہائی خوب صورت انداز میں تلاوت کیا کرتے......

دورانِ تربیت اور اس کے بعد بھی دشمن کو کاری ضرب لگانے کے لیے کئی محاذوں میں شرکت کی۔ ایک بار محاذ میں ایک ساتھی زخمی ہوئے اور ان کا پاؤں کٹ گیا۔ چند ساتھیوں نے مل کر (جن میں سعید اللہؒ بھی شامل تھے) ان کو اٹھایا اور دشوار گزار راستوں پر چلے۔ بارڈر پار کیا تو پیچھے امریکی کیمپ سے بم باری ہو رہی تھی اور آگے پاکستانی فوج نے بھی بڑے اسلحے کا استعمال کرتے ہوئے گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ جب بم باری شدید ہوتی تو رک جاتے۔ جب کچھ کمی ہوتی تو چل پڑتے۔ اسی اثنا میں ساتھی کا خون کافی بہہ گیا اور وہ شہادت کا عظیم رتبہ پا گئے (نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ)۔ ان کی شہادت کا سعید اللہؒ اور دیگر ساتھیوں کو بہت دکھ ہوا۔ کارروائی سے شدید تھکن کے باوجود چند ہی دنوں بعد اسی امریکی کیمپ پر ایک زبردست کارروائی کی اور صلیبیوں کو گہرے گھاؤ لگائے......

سعید اللہؒ کافی علیل رہتے مگر کبھی کسی کو احساس نہ ہونے دیا۔ بیماری کا بہت علاج کروایا مگر شاید اللہ تعالیٰ کو ان کے درجات کی بلندی منظور تھی (ان شاء اللہ)۔ ہر معاملے کی طرح بیماری میں بھی صابر و شاکر رہے۔ آخری دفعہ جب گھر سے آئے تو اس وقت بھی بیمار تھے۔ ایک قریبی دوست نے واپس جا کر علاج کروانے کو کہا تو واپسی کا نام سن کر خفا ہو گئے......اکثر ساتھیوں سے کہا کرتے کہ واپس جا کر کیا کرو گے؟......

بہت خاموش طبع تھے۔ فضول گوئی کرتے ہوئے شاید ہی کبھی کسی نے سنا ہو۔ ایک دفعہ منہ سے کچھ الفاظ نکل گئے (جو کہ معمولی سے تھے۔ شاید گناہ والی بات بھی نہ ہو) تو فوراً دو رکعت صلوۃ التوبہ ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی...... چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ سجی ہوتی۔ غالباً صحابہؓ کا یہ قول سن رکھا تھا کہ (مفہوم) ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکراتا ہوا چہرہ کبھی نہیں دیکھا...... انتہائی شرمیلے تھے۔ کسی کے ساتھ نظریں ملا کر بات نہ کر پاتے......

کچھ عرصہ خراسان میں گزار کر گھر چلے گئے...... ایک نہایت ہی قریبی رشتہ دار فوجی لال مسجد آپریشن میں شامل تھا۔ اس سے بول چال نہ کرتے اور سختی سے پیش آتے۔ حالانکہ انتہائی قریبی تھا پر اللہ اور اللہ والوں کی خاطر اس سے شدید نفرت اور بغض رکھتے۔ اکثر اس خبیث سے انتقام لینے کا سوچتے تھے۔ تربیت کے دوران بھی اسے (جس نے معصومین کو خون میں نہلایا اور پاکیزہ اسلامی نظام کا مطالبہ کرنے پر جلا کر راکھ کر دیا) قتل کرنے کے طرح طرح کے منصوبے بناتے رہتے۔ یہ ثبوت تھا کہ ان کی دوستی اور دشمنی، ان کی محبت اور نفرت صرف اور صرف لوجہ اللہ تھی......

گھر سے دوبارہ جب ارضِ جہاد و رباط کی طرف ہجرت کرنے کا سوچا تو اہلِ حق کے راستے، کفر کے غلاموں (جنہیں واشنگٹن ٹائمز کے کارٹون میں امریکہ کا کتا دیکھایا گیا ہے) نے بالکل بند کر رکھے تھے۔ گھر سے نکل گئے۔ راستوں کی بندش اور مشکلات کے باوجود مسلسل کوشاں رہے۔ اس دوران نہایت کسمپرسی سے وقت گزارا۔ ایک بھائی جو ان کے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ایک مسجد میں سوئے تھے۔ مچھر بہت تھے۔ ہمارے پاس صرف دو چادریں تھیں جو اوڑھی ہوئیں تھیں۔ اور ایک ایک اضافی جوڑا تھا جو سر کے نیچے تکیے کے طور پہ رکھا ہوا تھا۔ سوتے ہوئے میرا سر بار بار تکیے سے نیچے ہو جاتا تو سعید اللہؒ اپنے ہاتھ سے پکڑ کے رکھتے۔ رات کو اٹھ کر میرا سر تکیے پہ رکھتے......

چار ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد انتہائی پرخطر راستے کا انتخاب کرتے ہوئے بالآخر دوبارہ منزلِ مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ساتھ اور بھی چند ساتھی تھے۔ چار ماہ راستے کی تلاش میں لگے پر گھر نہ گئے......ارضِ جہاد و رباط میں پہنچے تو بہت خوش تھے۔ خوش کیوں نہ ہوتے؟! اپنی منزل کی طرف پہنچنے والے راستے پر جو آ گئے تھے......

کچھ عرصے بعد افغانستان کے صوبے زابل میں تشکیل ہوئی۔ سخت پہاڑی علاقہ جس کے دشوار گزار راستے تھے۔ کئی مرتبہ موٹر سائیکل سے گر کر اللہ تعالیٰ کے راستے کے زخم کھائے۔ امریکی چھاپوں کی وجہ سے ایک جگہ مستقل نہ رہ سکتے تو جگہیں تبدیل کر کے گزارتے۔ صبر اور خوشی کے ساتھ وقت گزارا۔ ان کے ہمراہ ایک عرب بزرگ بھی تھے۔ وہ سوڈان سے ہجرت کر کے آئے تھے اور پچھلے پچیس سال سے جہاد میں تھے۔ ایک نوجوان بیٹا غزنی میں تھا اور خود گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے بڑھاپے میں کئی دنوں کا تھکا دینے والا سفر کر کے زابل پہنچے تھے۔ بہادری میں جوانوں کو پیچھے چھوڑتے تھے۔ سعید اللہؒ ان کی بہت خدمت کرتے۔ وہ عرب بزرگ کہتے ہیں کہ سعید اللہ بڑوں کی عزت کرنے والا، باحیا اور نیک سیرت لڑکا تھا۔ وہاں بھی صلیبیوں کے خلاف کئی معرکوں میں حصّہ لیا اور انھیں ضرب لگائیں۔ ایک بار ایک کارروائی میں گئے جس میں کئی دن پیدل چلے۔ جوتے پھٹ گئے اور پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ آٹھ دس دن چلے مگر کارروائی نہ ہو سکی۔ پھر بھی مطمئن تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں تھکایا......

تشکیل گزار کر واپس ارض رباط آئے۔ شہادت سے کچھ دن پہلے عیدالاضحیٰ پر

8 مئی: صوبہ پکتیکا...........ضلع جانی خیل..........مجاہدین کا ایک افغان و صلیبی مشترکہ گشتی پارٹی پر حملہ...........13 فوجی ہلاک

سعید اللہؒ کے والدِ محترم ان سے ملنے آئے۔سعید اللہؒ نے انھیں ایک جگہ کی سیر کروائی اور کلاشن کوف کی رمایہ کروائی۔ وہی والد صاحب جو پہلی دفعہ آئے تھے تو بہت غصّے میں اور سعید اللہؒ کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے، اب کی بار گئے تو مطمئن اور پرامید تھے......

خوست میں واقع ایک امریکی کیمپ پر کارروائی کر کے اسے فتح کرنے کا ایک منصوبہ بنایا گیا۔ بارڈر پار کر کے کیمپ پہ تعارض کر کے واپس آنا تھا۔ کارروائی میں کافی مجاہدین شریک تھے جن میں سعید اللہؒ بھی شامل تھے۔ بارڈر سے کچھ ہی پہلے کفر کی آلہ کار پاکستانی فوج کی مخبری پر ڈرون نے میزائل برسانے شروع کر دیے۔ یہ گاڑی میں سوار تھے۔ ایک میزائل گاڑی پر لگا اور وہ تباہ ہوگئی پر یہ پہلے ہی نکل گئے تھے۔ ایک میزائل سے سعید اللہؒ کی ٹانگ کٹ گئی اور خون تیزی سے بہنے لگا۔ مطمئن رہے اور ذکرِ الٰہی شروع کر دیا۔ ایک بار بے ہوش بھی ہوئے پر پھر ہوش میں آ گئے۔ اوپر جاسوسی طیارے میزائل داغتے رہے اور یہ نیچے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے (نمازِ عشق تلواروں کے سائے میں ادا کرتے رہے)۔ ہر میزائل کے بعد ایک ایک ساتھی کا نام لے کر پوچھتے کہ فلاں بھائی ٹھیک ہیں؟ شدید زخمی، پھر بھی ساتھیوں کی فکر لگی رہی۔ خون زیادہ بہنے کی وجہ سے ذکر اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عشق میں اپنے گھر بار کے بعد اپنی جان بھی نچھاور کر گئے۔ **نحسبہ کذالک واللہُ حسیبہ......**

تدفین کے دوران ان شہدا کے جسموں سے بہت خوشبو آ رہی تھی۔ ایک ساتھی (جو اس کارروائی میں ان کے ساتھ زخمی ہوئے تھے) نے خواب میں اس کارروائی میں شہید ہونے والوں کو دیکھا۔ سب بہت خوش تھے......سعید اللہؒ کے ایک اور قریبی دوست نے ایک طویل خواب دیکھا جس کے ایک حصّہ میں وہ ایک شہید سے سعید اللہؒ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کے وہ مطمئن ہیں......سعید اللہؒ کے گھر کے ایک فرد نے خواب میں انھیں بہت خوش دیکھا۔ ان سے ان کے بارے میں پوچھا تو سعید اللہؒ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے میری توقعات اور خواہشات سے بڑھ کر مجھ پر رحم کیا ہے۔

؂ عشرت سے کیسے گزرے جب دین پہ آنچ آئے
یہ سر ہوں دوش پر کیوں؟ یہ جان کیوں نہ جائے
حق جانچتا ہے کس نے، کیسے وفا نبھائی
ہم آخرت کے راہی......

☆☆☆☆☆

بقیہ: وولچ عملیہ......حوصلوں کی جنگ

دونوں غیور مسلمانوں کا ہدف برطانوی فوجی کو لوگوں کے سامنے ہلاک کر کے رائے عامہ کو امت مسلمہ پر ہونے والے مظالم و جرائم سے آگاہ کرتے ہوئے ان کو ان حالات وواقعات کی جھلک محسوس کرانا تھا جو آج مسلمان امریکہ و برطانیہ کی طرف سے جاری کردہ صلیبی جنگ کی وجہ سے روزانہ سہہ رہے ہیں۔ اسی طرح حملہ آوروں کا ہدف قاتل برطانوی حکومت کی اصلیت کو عوام کے سامنے منظرِ عام پر لانا تھا۔

اس ایک واقعہ نے پوری مغربی دنیا کو خوف وہراس میں مبتلا کر دیا......زمین پر ''خدائی'' کے دعوے دار اپنی اصل میں اس قدر بزدل، کم ہمت، بودے اور ڈرپوک ہیں کہ مسلمان مجاہدین کی طرف سے دیے جانے والے چند ''جھٹکے'' ہی ان کی گردن توڑ دینے کے لیے کافی قرار پاتے ہیں......مسلم سرزمینوں پر برپا صلیبیوں کی غارت گری کے مقابلے میں یہ چند عملیات بھلا کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ لیکن کفار کے دلوں میں مجاہدین کا رعب و دبدبہ بٹھانے اور اُن کے اوسان خطا کرنے کے لیے ان قلیل کوششوں میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی برکت عطا فرماتے ہیں کہ جن کی وجہ سے پوری دنیائے کفر سہم کر رہ جاتی ہے......اس جنگ میں اصل اہمیّت 'کم نقصان اور زیادہ نقصان' کی نہیں......بلکہ یہ تو حوصلوں کی جنگ ہے، ہمت والوں اور تھڑ دلوں کے درمیان معرکہ ہے......امت کے جسم پر ہر روز ایک سے بڑھ کر ایک گھاؤ لگایا جاتا ہے لیکن کٹھن سے کٹھن آزمائش اور بڑی سے بڑی ابتلا بھی مومنین کو حوصلہ پست کرنے اور مایوس ہونے پر مجبور نہیں کرتی کیونکہ مایوسی اور پست ہمتی کا گزر اللہ پر ایمان، اُس کی ذات پر کامل توکل، مصائب وآلام پر صبر ومصابرت، جہاد وقتال کی صفوں میں مضبوطی سے جمے رہنے اور آخرت ہی کو مقصدِ حقیقی اور ماویٰ اصلی سمجھنے والوں پر ہو ہی نہیں سکتا...... وہ ہمیشہ عالی حوصلگی، بلند کردار اور ہمت وجرات کے ساتھ ہر طرح کی کٹھنائیوں کا مقابلہ کرتے اور فتح وآبرومندی کی منزلوں کو پانے کی جستجو میں برسرِ پیکار رہتے ہیں......اس کے برعکس کفار کی ساری رعونت، ہلاکت خیز اسلحے کے انباروں، ٹیکنالوجی کے بتوں اور غرور ونخوت سے تنی گردنوں کو توڑنے کے لیے ایک چوٹ، ایک وار، ایک ضرب، ایک گھاؤ اور ایک حملہ ہی کافی وشافی قرار پاتا ہے......یہ فرق ہے اہلِ ایمان اور کفار میں......جن کی ساری زندگی اور تمام عیاشیوں کا دارومدار متاع الغرور پر ہو اُن میں کاہے کا حوصلہ اور کاہے کا صبر واستقامت......

ایسے واقعات اور کارروائیاں یہ حقیقت بھی کھول کر دنیا کے سامنے رکھ دیتی ہیں کہ محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادنؒ جس بِنائے جہاد کو استوار کر گئے ہیں' وہ لاکھوں مسلمانوں کے پاکیزہ خون سے اس قدر مضبوط اور پائیدار ہو چکی ہے کہ اس پر قائم 'عمارتِ جہاد' اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کی بنیاد پر کفر کی منہ زور آندھیوں کا رخ موڑنے کی استطاعت بھی رکھتی ہے اور اسی عمارت کے محافظین کفر کے قلعوں میں گاہے بگاہے شگاف ڈال کر اُنہیں مسمار کرنے کی مسلسل سعی میں بھی مصروف ہیں......

☆☆☆☆☆

8 مئی: صوبہ پکتیکا......ضلع جانی خیل......بارودی سرنگ دھماکہ......ایک بکتربند گاڑی تباہ......6 فوجی ہلاک

گرم سیر میں اللہ تعالیٰ کی مدد

حمزہ عبدالرحمٰن

گزشتہ چھ سات سال سے، ہر سال بہار کے موسم میں امارتِ اسلامی کی قیادت میں مجاہدین صلیبی اتحاد کے خلاف یلغار کرتے ہیں۔ یہ حملے لگ بھگ چھ، سات مہینے جاری رہتے ہیں۔ سال کا باقی عرصہ مجاہدین تیاری کرتے ہیں۔آئندہ کارروائیوں کے لیے اسلحہ اور سامان اکٹھا کیا جاتا ہے، حملوں کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور پھر موسمِ بہار کے آغاز سے کچھ عرصہ قبل ابتدائی تشکیلیں ان علاقوں کی طرف روانہ کی جاتی ہیں جن میں دشمن کو ہدف بنانا مقصود ہوتا ہے۔ یہ تشکیلیں سب سے حساس ہوتی ہیں کیوں کہ ان کا کام آنے والے موسم میں مجاہدین کے لیے علاقے میں کام کا ماحول بنانا ہوتا ہے۔یعنی جب سیزن شروع ہو تو مجاہدین کے لیے مطلوبہ علاقے میں رہائش کی جگہیں اور محفوظ پناہ گاہیں موجود ہوں۔اسی طرح کی ایک تشکیل صوبہ ہلمند کے ضلع گرم سیر میں بھیجی گئی۔ یہ تشکیل انیس مجاہدین پر مشتمل تھی۔ضلع گرم سیر کے مرکز کا نام بھی گرم سیر ہے یہ صوبہ ہلمند کے مرکز لشکر گاہ سے تقریباً ۶۵ کلومیٹر کی مسافت پر دریائے ہلمند کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اس کے مرکزی بازار کو ہزار جفت کہتے ہیں۔

دو ہزار آٹھ نو میں جب برطانوی شہزادہ ہیری یہاں موجود تھا، نیٹو افواج کو طالبان مجاہدین کی طرف سے انتہائی شدید حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۵ جولائی دو ہزار نو کو اتحادی افواج کے آپریشن خنجر کے دوران یہاں امریکی فوجیوں اور مجاہدین کے درمیان بہت سخت جنگ لڑی گئی جس میں امریکیوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔لیکن ابھی تک اس علاقے میں مجاہدین کا مقامی نظم موجود نہیں تھا۔اس سال امارت کی قیادت کے عسکری اہداف میں سے ایک گرم سیر میں کام کو منظّم کرنا بھی ہے۔اسی تناظر میں فروری میں یہ تشکیل روانہ کی گئی۔

ملک کے دیگر علاقوں کی طرح یہاں بھی امریکیوں نے اپنے دفاع کے لیے ملی اردو، پولیس، اربکی اور سرحدی کے نام سے مقامی غداروں کے چار پانچ لشکر تیار کر رکھے ہیں۔ان کا کام مجاہدین کی جاسوسی اور مخبری کرنا ہے۔ یہ انیس مجاہدین ایک باغ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔کسی نے مخبری کر دی۔کفر کی ساری قوت اکٹھی ہو کر ان مجاہدین کو پکڑنے کے لیے آ گئی۔آگے ٹینکوں کے ہمراہ، مقامی پولیس اور فوج تھی اور اس کے پیچھے نیٹو کے فوجی۔لگ بھگ آٹھ سو لوگوں نے اس باغ کا محاصرہ کر لیا۔اندر موجود انیس افراد کے پاس تین ثقیل (پیکا گن)، آٹھ کلاشنکوف اور محدود تعداد میں گولیاں تھیں۔مجاہدین نے گرفتاری کی بجائے لڑنے کا فیصلہ کیا۔وہ باغ کے چاروں اطراف پھیل گئے اور اپنا دفاع شروع کر دیا۔اس دوران کچھ مجاہد دشمن کے ٹینک پر چڑھ گئے اور ثقیل سے اس کے شیشوں پر ضربیں مارتے رہے لیکن دشمن کو ان پر فائر کی جرأت نہ ہوئی۔بہرکیف آٹھ سو اور انیس افراد کا یہ معرکہ آٹھ گھنٹے تک جاری رہا، مجاہد ایک ایک کر کے شہید ہوتے رہے۔بالآخر عصر تک اٹھارہ مجاہد شہید ہو گئے اور دشمن کے کم از کم ستر افراد اس لڑائی میں مارے گئے اور وہ تین دن تک اپنی لاشیں دفن کرتے رہے۔جب اندر سے فائرنگ رک گئی تو ملی اردو والے باغ میں آئے اور لاشوں کو دیکھ کر حیران ہوتے رہے کہ اٹھارہ لوگ اتنی دیر سے ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہاں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور قدرت کا عجیب نمونہ دکھایا، انیسواں مجاہد اسی باغ کے کونے میں ان پر گھات لگائے بیٹھا تھا۔لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالا کہ وہ صرف لاشوں کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔وہ مجاہد وہاں سے زندہ سلامت نکل کر واپس آیا، اسی کی مدد سے مجاہدین ان اٹھارہ شہدا کی لاشیں بحفاظت لے کر آئے اور پھر اسی نے اس عجیب معرکے کی روداد سنائی۔ان اٹھارہ شہدا کا خون گرم سیر اور ہزار جفت میں مجاہدین کی کارروائیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور اب کفار پر حملوں کے لیے مجاہدین کی تشکیلیں اس علاقے میں جانا شروع ہو گئیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

9 مئی: صوبہ فراہ............ضلع بالا بلوک............مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ ....34 افغان فوجی ہلاک اور 7 زخمی

امارتِ اسلامی کا خالدؓ بن ولید آپریشن

مولانا ولی اللہ کابل گرامی

''اپنے دین اور سرزمین کے دفاع میں مجاہد افغان ملت گزشتہ دس سالوں سے صلیبی حملہ آوروں اور ان کے کاسہ لیس غلاموں کے خلاف میدانِ جہاد میں برسرِ پیکار ہے۔اس تمام عرصے میں محض اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہر آنے والے دن کے ساتھ جذبہ جہاد اور استقامت میں اضافہ ہوتا گیا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر میدان میں عالمی کفر کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔اپنی ساری عسکری طاقت اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے باوجود دشمن نے پسپائی اختیار کی اور آج اپنے اڈے چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔و ما النصر الا من عند الله العزیز الحکیم !!

اہلِ ایمان کے جہادی جذبے کے مطابق افغانستان کے باقی علاقوں کو کفر کے تسلط سے آزاد کرا کے ایک آزاد شرعی حکومت قائم کرنے کے لیے اس سال موسم بہار کی عسکری کارروائیوں کو امارتِ اسلامی افغانستان نے تاریخ اسلامی کے عظیم فاتح سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ جس طرح اس دور کی عظیم مغربی رومن سلطنت کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں یرموک اور دمشق میں شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا،اسی طرح ان کارروائیوں کو آج کے دور کے مغربی حملہ آوروں کی حتمی شکست کا ذریعہ بنا دے،تا کہ افغان قوم مکمل طور پر کفر کے تسلط سے آزادی حاصل کر کے اسلام کی حاکمیت کو قائم کر سکے۔

و ما ذالک علی الله بعزیز''

ان الفاظ میں امارتِ اسلامی کی مرکزی شوریٰ کی طرف سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اس سال کی کاروائیوں کا اعلان کیا گیا۔امارت اسلامی افغانستان کے اعلان کردہ خالد بن ولید آپریشن کے تحت مجاہدین افغانستان بھر میں منظّم، مربوط اور صلیبی افواج کے لیے تباہ کن عملیات سرانجام دے رہے ہیں۔اب تک ہونے والی چند موثر اور دشمن کو شدید ترین نقصان سے دوچار کرنے والی عملیات کی تفصیل اس طرح ہے......

۲۴ مئی کو ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکی فوجی ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے ہیوی مشین گن سے نشانہ بنا کر مار گرایا۔ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔۲۴ مئی کو صوبہ لوگر کے صدر مقام بل عالم شہر، برک برکی اور محمد آغہ اضلاع میں مجاہدین نے امریکی فوجوں اور مقامی جنگجوؤں کی گشتی پارٹی اور چوکیوں پر حملے کیے۔ان حملوں کے نتیجے میں ۳ امریکی ٹینک تباہ جب کہ ۱۲ امریکی اور افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔۲۴ مئی کو ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں ٹرالر پر لدے ہوئے ۲ امریکی ٹینک تباہ ہوگئے۔جب کہ ٹرالر بھی جل کر خاکستر ہوگیا۔۲۲ مئی کو ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین نے وسیع علاقے پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔جب کہ اس دوران میں جھڑپوں کے نتیجے میں ۵ افغان کمانڈر اور ۵۰ فوجی ہلاک اور ۲۲ زخمی ہوئے۔۲۰ مئی کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں صوبائی امن کونسل کے سربراہ رسول خان کے قافلے پر ایک فدائی مجاہد نے استشہادی حملہ کیا۔اس حملے میں رسول خان اپنے ۲۰ محافظوں سمیت مارا گیا۔۲۰ مئی کو صوبہ لوگر کے ضلع پل عالم میں نیٹو فورسز کے کارگو طیارے کو مجاہدین نے مار گرایا۔۱۹ مئی کو میدان وردک کے ضلع سید آباد میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی قافلے پر بڑا حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں ۱۸ سپلائی گاڑیاں (بشمول آئل ٹینکرز اور رینجرز گاڑیوں کے) مکمل طور پر تباہ ہوگئیں جب کہ سیکورٹی فورسز سے جھڑپ میں ۵۲ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔۱۶ مئی کو گردیز شہر میں مجاہدین نے افغان انٹیلی جنس افسروں کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول دھماکے سے تباہ کردیا،گاڑی میں سوار انٹیلی جنس سروس کے ۵ اعلیٰ افسر ہلاک ہوگئے۔۱۶ مئی کو اورزگان کے ضلع چارچینہ میں اسسٹنٹ پولیس آفیسر داؤد کی گاڑی کو بارودی سرنگ دھماکے میں تباہ کردیا گیا،جس کے نتیجے میں مذکورہ آفیسر ہلاک ہوگیا۔۱۵ مئی کو پکتیکا کے ضلع یوسف خیل میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں امریکی فوج کے ۲ ٹینک مکمل طور پر تباہ ہوگئے جب کہ ۶ امریکی فوجی اور ۵ افغان پولیس اہل کار مارے گئے۔۱۴ مئی کو ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں برطانوی فوجی مرکز پر فدائی حملہ کیا گیا۔اس فدائی کارروائی کو سرانجام دینے والے میں ۵ فدائین نے حصّہ لیا۔اس بھرپور فدائی حملے کے نتیجے میں ۲۰ برطانوی فوجی ہلاک اور ۱۵ شدید زخمی ہوئے جب کہ فوجی مرکز کا بیشتر حصّہ تباہ ہوگیا۔۱۴ مئی کو صوبہ اورزگان کے ضلع چارچینہ میں مجاہدین سے رابطہ میں رہنے والے ایک افغان فوجی نے ایک افغان فوجی کمانڈر سمیت ۵ افغان فوجیوں کو مار ڈالا۔۱۴ مئی کو کاپیسا کے ضلع تجاب میں امریکی سپیشل فورسز کے اہل کاروں کے قافلے کو فدائی حملے کا نشانہ بنایا گیا۔بارود بھری گاڑی کو قافلے سے ٹکرا دینے والے فدائی مجاہد کے اس حملے میں ۱۴ امریکی اہل کار ہلاک ہوئے۔جب کہ ۲ امریکی ٹینک بھی مکمل تباہ ہوگئے۔۱۳ مئی کو ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد میں فرنچ انٹیلی جنس افسر کو مجاہدین نے مار ڈالا۔ (بقیہ صفحہ ۶۵ پر)

9 مئی:صوبہ ہلمند کے علاقے سنگین میں مجاہدین نے ہیوی مشین گن سے نشانہ بنا کر جدید ایک ڈرون طیارے کو تباہ کر دیا

افغانستان سے نکلتے امریکیوں کے لیے مصائب کے پہاڑ

سید عمیر سلیمان

کرزئی نے امریکہ کو ۹ مستقل اڈوں کی پیشکش کر دی:

کرزئی نے کابل یونی ورسٹی میں خطاب کے دوران میں امریکہ کو پیشکش کی کہ اگر امریکہ افغانستان کی مالی امداد کرے اور سیکورٹی میں مدد دے تو افغان حکومت امریکہ کو مستقل فوجی اڈوں کی اجازت دے سکتی ہے۔کرزئی کے مطابق امریکہ کابل، بگرام، مزار شریف، جلال آباد، گردیز، قندھار، ہلمند، شنداد اور ہرات میں مستقل اڈے چاہتا ہے۔امریکہ اگر افغانستان کی معاشی مدد کرے تو وہ ان تمام جگہوں پر مستقل اڈے بنا سکتا ہے۔امریکی حکام نے اس موضوع پر کوئی بھی بات کرنے سے انکار کیا ہے اوران کا کہنا تھا کہ امریکہ افغانستان میں مستقل اڈوں کا خواہش مند نہیں ہے۔

آپریشن خالدؓ بن ولید کا آغاز:

طالبان نے موسم سرما کے ختم ہوتے ہی اپنی کارروائیاں تیز کر دی ہیں اور نیا آپریشن شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔آپریشن کو بہار کے آغاز کی مناسبت سے آپریشن بہار کہا جا رہا ہے جب کہ طالبان نے اس کا نام آپریشن خالد بن ولید رکھا ہے۔طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ایک بیان میں بتایا کہ آپریشن خالد بن ولید کا آغاز ۲۸ مئی سے کیا جائے گا اور اس میں صلیبی افواج کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا جائے گا۔حملوں میں خصوصی طور پر فدائی حملے، صلیبی مراکز پر متعدد فدائین کا اکٹھا حملہ اور افغان فوج کے اندر سے صلیبی افواج پر حملے شامل ہوں گے۔طالبان ترجمان کے مطابق آپریشن بہار میں افغان اور پاکستانی طالبان مل کر صلیبی افواج پر حملے کریں گے۔

تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ نے بھی بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا کہ پاکستانی اور افغان طالبان ہمیشہ سے بھائی بھائی ہیں اور اس موسم بہار میں ہم مل کر صلیبی افواج پر حملے کریں گے۔اس مقصد کے لیے مجاہدین کے دستے افغانستان میں بھیجے جا چکے ہیں۔

صلیبی فوجی حکام نے بظاہر ان بیانات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تاہم خود مغربی میڈیا کے مطابق ان بیانات کی وجہ سے صلیبی افواج مسلسل نئے اقدامات کر رہی ہے اور اندر ہی اندر خوف ان کو کھائے جا رہا ہے۔کیونکہ مجاہدین نے جب بھی آپریشن کا اعلان کیا، اس کے بعد کی کارروائیاں صلیبی افواج کے لیے ہمیشہ بہت نقصان دہ ثابت ہوئیں اور پورے ملک میں حملوں میں یک بارگی تیزی دیکھی گئی۔

بغلان صوبائی کونسل کا سربراہ،غزنی کا ڈپٹی پولیس چیف طالبان حملے میں ہلاک:

آپریشن خالدؓ بن ولید کے سلسلے میں کی جانے والی ایک کارروائی میں ۲۰ مئی کو ایک فدائی حملے میں بغلان کی صوبائی کونسل کا سربراہ رسول خان اپنے چار محافظوں اور ۳ پولیس اہل کاروں سمیت مارا گیا۔رسول خان کو بغلان کی سب سے طاقت ور شخصیت مانا جاتا تھا اور اس کے اختیارات بغلان کے گورنر اور پولیس چیف سے بھی زیادہ تھے۔رسول خان نے طالبان کے خلاف ایک مسلح لشکر بھی تیار کر رکھا تھا۔رسول خان پل خمری میں اپنے محافظوں اور چند عمائدین کے ساتھ کونسل کی عمارت میں جا رہا تھا جب فدائی مجاہد افغان پولیس کی وردی میں ملبوس ہو کر پولیس کے دستے میں شامل ہو گیا۔وردی کی وجہ سے کوئی اسے پہچان نہ سکا اور وہ محافظ کے طور پر عمارت میں داخل ہو گیا۔اندر جا کر اس نے فدائی حملہ کر دیا جس سے رسول خان، اس کے چار محافظ، ۳ پولیس اہل کار موقع پر ہلاک ہو گئے۔۲۸ مئی کو غزنی میں سڑک کنارے بم کے ذریعے طالبان نے غزنی کے ڈپٹی پولیس چیف کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔کرنل محمد حسین طالبان کے خلاف آپریشن کے لیے جا رہا تھا کہ راستے میں ہی طالبان کے حملے کا شکار ہو گیا۔

ایک جرنیل سمیت ۱۰ امریکی فوجی اغوا:

۲۲ اپریل کو طالبان نے ایک امریکی کارگو ہیلی کاپٹر کی ہنگامی لینڈنگ کے بعد اس میں سوار تمام افراد کو یرغمال بنا لیا تھا۔طالبان ترجمان کے مطابق قیدیوں کی تعداد ۱۱ ہے جن میں سے ۲ امریکیوں کے ترجمان جب کہ ۹ امریکی فوجی ہیں۔ہیلی کاپٹر خوست سے بگرام جا رہا تھا جب موسم کی خرابی کی وجہ سے اسے لینڈنگ کرنی پڑی۔علاقے میں موجود طالبان نے ہیلی کاپٹر کا گھیراؤ کر کے تمام افراد کو قید کر لیا۔

امریکی فوجیوں کی اسلام دشمنی:

سارجنٹ نائدہ ہوسن امریکی خاتون فوجی اہل کار ہے جو حال ہی میں افغانستان سے واپس آئی ہے۔اس نے امریکی وفاقی عدالت میں امتیازی سلوک کا مقدمہ دائر کیا۔سارجنٹ نائدہ کیتھولک عیسائی ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ اس کے ساتھ ایسا رویہ رکھا گیا ''جیسے وہ مسلمان ہو''۔اس نے مقدمے میں بیان کیا کہ اس کا نام 'ہوسن' مسلمان نام ''حسین'' سے ملتا ہے جس کی وجہ سے امریکی فوجی اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ٹریننگ کے دوران فورٹ بریگ میں بھی سارے ساتھی اسے سارجنٹ حسین کہتے اور اس کو تضحیک کا نشانہ بناتے۔اس سے سب یہی سوال کرتے کہ تم کون سے رب کی عبادت کرتی ہو۔سارجنٹ کے

مطابق متعدد بار یہ کہنے کا باوجود کہ میں عیسائی ہوں، اسے کوئی منہ نہ لگا تا تھا۔

افغانستان تعیناتی کے دوران بھی اسے تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ نائدہ نے کہا کہ کئی بار اس نے خودکشی کا بھی سوچا۔ آخر کار اس نے تنگ آ کر ریٹائرمنٹ لینے کا ارادہ کیا اور استعفیٰ دیا لیکن فوجی حکام نے استعفیٰ رد کر کے اسے فوج سے زبردستی نکالنے کا آپشن دیا جس سے ریٹائرمنٹ والے تمام فوائد سے وہ محروم ہو جاتی۔ اس نے وفاقی عدالت میں مقدمہ دائر کیا جو یہ کہ کر خارج کر دیا گیا کہ یہ قابل سماعت نہیں۔

آزادی اظہار اور جمہوریت کا راگ الاپنے والے امریکی صلیبیوں کا حقیقی چہرہ اس کی اپنی فوجی خاتون کے ان الفاظ سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ''میں امریکی فوجی ہوں، عراق اور افغانستان امریکی فوجیوں کے ساتھ لڑ چکی ہوں، متعدد بار اعلان کر چکی ہوں کہ میں عیسائی ہوں، لیکن مجھ سے صرف اس لیے نفرت کی جاتی ہے کہ میرا نام مسلمانوں کے نام سے صرف مشابہت رکھتا ہے''

افغانستان سے سامان کی واپسی، امریکہ کے لیے درد سر:

۲۰۱۴ء میں نیٹو کے افغانستان سے انخلا کے دن قریب آ رہے ہیں۔ اس وقت امریکہ کے لیے ایک مشکل مرحلہ افغانستان سے اپنا فوجی سامان واپس وطن پہنچانا ہے۔ امریکی حکام کے مطابق اگلے چند ماہ میں ۲۸ ہزار گاڑیاں اور ۴۰ ہزار کنٹینرز افغانستان سے امریکہ منتقل کیے جائیں گے۔ باقی ممالک کا سامان اس کے علاوہ ہے۔ اس سامان کی واپسی پر ۳۰ ارب ڈالر خرچ ہوں گے۔ سامان کی پیکنگ کے لیے ۲۹ ہزار افراد درکار ہوں گے۔ لیکن اس سارے کام میں اصل مسئلہ سامان کی سمندر تک رسائی ہے۔ افغانستان کو کوئی سمندر نہ لگنے کے باعث امریکہ کے پاس صرف ازبکستان اور پاکستان کا راستہ بچتا ہے۔ ازبکستان نے شرط لگا رکھی ہے کہ ہر کنٹینر کو کھول کر تلاشی لی جائے گی پھر اسے جانے دیا جائے گا، جس کی وجہ سے ازبکستان سے اس مقدار میں سامان منتقل کرنا ناممکن ہے۔ باقی صرف پاکستان کا راستہ رہ جاتا ہے۔ پاکستان اور امریکی حکام کے درمیان سپلائی لائن پر پہلے ہی پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں اور دونوں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ چمن اور خیبر دونوں راستے طالبان کے سائے تلے ہیں اور طالبان سپلائی لائن پر حملہ کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ افغانستان کے اندر بھی افغان طالبان نے سپلائی لائن پر بھی خصوصی توجہ دے رکھی ہے۔ طالبان کا بڑھتا ہوا اثر ورسوخ، افغان فوج کی نااہلی، امریکی عوام کا دباؤ اور اب سامان کی منتقلی کا مسئلہ، امریکہ کے لیے انخلا افغانستان میں قیام سے بھی زیادہ بھیانک ثابت ہو رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اک نظر ادھر بھی!

بکری کے بچے کی لاش کو ٹی وی چینلز نے نوجوان کی لاش بنا دیا

کراچی کے علاقے سعید آباد بلدیہ ٹاؤن سیکٹر ۸ فٹ بال گراؤنڈ کے قریب سے بوری میں بند بکری کے بچے کی لاش برآمد ہوئی۔ جس کے بعد مختلف ٹی وی چینلوں پر واقعے کی رپورٹنگ نوجوان کی لاش ملنے کے طور پر کی گئی اور بتایا گیا کہ ''مقتول کی فوری شناخت نہیں ہوئی، اس کی عمر ۲۷ سال اور وہ شکل وصورت سے بلوچ معلوم ہوتا ہے''۔

گوانتانامو میں قید مجاہدین کو اذیت ناک طریقے سے خوراک دینے کا انکشاف

امریکی فوجیوں کی جانب سے گوانتانا موبے میں قید مجاہدین' جو کہ قرآن مجید کی بےحرمتی کے خلاف فروری سے بھوک ہڑتال پر ہیں' کو انتہائی اذیت ناک طریقے سے غذا دینے کا انکشاف ہوا ہے۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق بھوک ہڑتال کرنے والے مجاہدین کو ہاتھ پیر باندھ کر کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے جس کے بعد ایک پائپ ان کی ناک میں داخل کر کے معدے تک پہنچایا جاتا ہے، پھر اس پائپ کے ذریعے خوراک ان کے معدے میں پہنچائی جاتی ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق چونکہ ناک میں خوراک کی نالی داخل کرنے والا کوئی ماہر ڈاکٹر وہاں موجود نہیں لہٰذا امریکی فوجی اہل کار اس بےدردی اور وحشیانہ طریقے سے پائپ مجاہدین کی ناک میں داخل کرتے ہیں کہ اس سے ناک سے خون بہنے کے ساتھ ساتھ بیش تر قیدیوں کی خوراک کی نالیاں بھی زخمی ہو چکی ہیں اور منہ سے مسلسل خون جاری ہے۔ ناک میں پائپ گھسانے کا یہ عمل اس قدر اذیت ناک ہوتا ہے کہ قیدیوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ چیخنے پر امریکی فوجیوں کی جانب سے قیدیوں کو جسمانی تشدد کے ساتھ مغلظات بھی سننا پڑتی ہیں۔

۲۰۱۲ء......امریکی فوج کے جنسی جرائم میں ریکارڈ توڑ اضافہ

سال ۲۰۱۲ء میں امریکی فوج میں شامل ۲۶ ہزار خواتین فوجی اہل کاروں کو اُن کے مرد ساتھیوں نے بےآبرو کیا۔ یعنی ایک دن میں ۷۰ سے زائد خواتین فوجی اہل کار جنسی ہوس کا نشانہ بنیں۔ جب کہ ۲۰۱۰ء میں یہی تعداد ۱۹ ہزار تین سو تھی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر شیطان امریکہ کا صدر بھی چلا اٹھا اور اُس نے کہا ''فوج میں جنسی تشدد کے واقعات حب الوطنی کے جذبات کے منافی ہیں اور وردی سے غداری ہیں''۔

☆☆☆☆☆

افسانہ

(قسط چہارم)

ہم سے بزمِ شہادت کو رونق ملی، جانے کتنی تمناؤں کو مار کر

سلسبیل مجاہد

اِنہی کٹھن حالات میں ایک سال بیت گیا......کرب ناکی کی شدت میں اضافہ ہوتا ہی چلا گیا......قاسم صاحب کے دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی......وہ تو بس ایک ہی بات کہتے تھے'' مجھے صرف اُس کا حال بتا دو، اُس سے ملاقات کروا دو، اُس کے زندہ یا مرجانے کی اطلاع ہی دے دو'......جن کے لختِ جگر ان کی نگاہوں کے سامنے اٹھا لیے گئے ہوں اور لاپتہ کردئے گئے ہوں ان کے دلوں کو ماہی بے آب کی مانند تڑپنا پڑتا ہے، ماں جی اور ابا جی ایسی ہی کیفیت سے گذر رہے تھے ابا جی ماں جی کے غم کو ہلکا کرنے کے لیے کہتے'' او بھلی مانس! پہلے بھی وہ کب گھر رہا کرتا تھا؟'' ماں جی کی آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی لگ جاتی...... بھلا کیسے بتاتی کہ نظر سے دور تھا لیکن دل میں اطمینان و سکون تھا، اب وہ قرار نہیں، کیونکہ ظالموں سے خیر کی توقع کیونکر ممکن ہے؟ اس دوران میں اُنہیں اپنے جیسے اور بھی دُکھی لوگوں کی رفاقت میسر آ گئی...... جہاں غم ایک ہوں وہاں ساجھا ہو ہی جاتا ہے......ان کی تسلی اور ظاہری دل جوئی کے لیے سیاسی یار لوگوں نے بھی چند ایک بیانات داغ دیے......مزید ایک سال بیت گیا......مگر کہیں کوئی شنوائی نہ ہوئی......

....

چہار جانب سرسبز وشاداب پہاڑوں میں گھری بستی نے رات کی سیاہ چادر اوڑھ لی تھی......سناٹے میں پھیلا سکوت صرف جھینگروں کی آوازوں سے ٹوٹ رہا تھا۔ سیاہ بدلیوں نے آسمان کو ہر طرف سے ڈھانپ رکھا تھا۔لگتا تھا چاند بھی بدلیوں میں منہ چھپائے تھا، لیکن چاند کی چمک پھر بھی ظاہر ہو ہی جاتی اور رات کی تاریکی اور بدلیوں کا چھایا اندھیرا' چاند کی روشنی سے مات کھا ہی جاتا،......سر بکف مجاہدین کا ایک طرف تو چوہوں سے مقابلہ تھا تو دوسری طرف تنخواہ دار گِدھوں سے......اک کشمکش تھی ایمان کی کفر سے، سچ کی جھوٹ سے، حق کی باطل سے، دولت کی فقیری سے......اس کشمکش میں مہاجرین سے انصار کی محبت و الفت' گِدھوں سے ڈھکی چھپی نہ تھی......اسی لیے تو آئے روز کے ڈرون حملے اور امریکیوں کے ساتھ مل کر گھر گھر تلاشی لے کر پکڑ دھکڑ کی جاتی......بستی والوں کے لیے یہ سب اب روز مرہ کا معمول تھا......اس آزمائش میں بھی مجاہدین کے ساتھ ایمانی تعلّق میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئی تھی اس لیے کہ سادہ منش اور نیک و پاکیزہ فطرت لوگ دجالی فریب کاریوں سے بچے ہوئے تھے، ان کی نگاہیں ''تہذیب'' کی چکا چوند'' روشنیوں'' سے چندھیائی نہ تھیں......ایمان کے نور نے اردگرد جو اجالا کر رکھا تھا اس میں حق و باطل کا فرق صاف اور واضح نظر آتا تھا...... ایمان وکفر کی یہ معرکہ آرائی ازلی ہے، ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ......اور اسی کشمکش میں پوشیدہ ہے وہ لذتوں بھری جنتیں جس کو ڈھونڈنے میں مجاہدین اپنا سارا آرام تج کیے ہوئے ہیں۔

....

آج بستی کے کچھ گھروں میں سرفروشوں کی مہمان داری تھی......مہمان مجاہدین کے آرام اور کھانے پینے کا انتظام بہت اہتمام سے کیا گیا تھا......دونوں طرف ایک دوسرے کے لیے محبت بھرے تشکرانہ جذبات تھے......طعام سے فراغت کے بعد مجاہدین آپس میں اہم امور پر تبادلہ خیال کرنے لگے، شاید کوئی بہت ہی نازک مہم درپیش تھی۔ رات اپنے پچھلے پہر میں داخل ہو چکی تھی، مجاہدین کی جبین نیاز اللہ رب العزت کے حضور جھکنے کی تیاریوں میں مشغول ہوگئی۔ چپکے چپکے کی جانی والی سرگوشیاں عاجز بندوں کی اپنے رب سے راز و نیاز کا اظہار تھیں......دبی دبی سسکیوں کی آوازوں میں اللہ سے مدد مانگنے کی درخواست شامل تھی......میزبان حیران تھے کہ آج کی جانی والی گریہ وزاری کا اپنا علیحدہ ہی ڈھنگ ہے......نورانی چہروں والے سارے مہمان ٹوٹ کر رو رہے تھے......

کچھ ہی لمحوں بعد چند ساتھی ایک گاڑی میں شہر کی طرف روانہ ہونے کے لیے ایک دوسرے کو الوداع کہہ کر رخصت لینے لگے تو جانے والوں کے چہروں کا حسن اور بڑھ گیا تھا......ایک جذب کا عالم تھا اور سب اس میں مگن......میزبان سوچتا ہی رہ گیا اس سرشاری کے بارے میں جو اللہ کے ان بندوں کو نصیب تھی۔

....

گاڑی اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی، رفتار ظاہر کرتی تھی کہ شاید کوئی خاص منزل تھی جس تک مقررہ وقت پر پہنچنا بہت ضروری تھا، آن کی آن میں گاڑی کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی اور لمحے سے بھی کم وقت میں ایک دھماکے سے پھٹ گئی۔شہر کے مرکزی فوجی کیمپ کا گیٹ، سیکورٹی انتظامات اور حفاظت پر مامور اہل کاروں کے پرخچے اڑ چکے تھے......قریبی پہاڑوں سے داغے جانے والے میزائلوں نے رہی سہی'' فول پروف سیکورٹی'' کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی......نصرت کے لیے پیچھے سے آنے والوں نے عقاب کی سی تیزی سے بکاؤ مال پر اپنے پنجے گاڑ کر انہیں اپنے قبضے میں کر لیا تھا...... پانچ

اہم افسران نامعلوم مقام پر منتقل ہو چکے تھے......اللہ اکبر کی بلند آوازیں مجاہدین کی کامیابی کا اعلان تھیں...... ادھر بستی میں ایک فدائی اور دو سرفروشوں کی شہادت پر ہر کوئی رشک کر رہا تھا......سجدۂ شکر بجالانے کے بعد شہیدوں کے تذکرے تھے، ایک سرمستی سی تھی جو پوری فضا میں چھائی ہوئی تھی۔

دشمن میں کھلبلی مچ گئی تھی، یہ ایک بہت بڑی کارروائی تھی، وطنیت کے نام پر زرخریدوں کے لیے کافی پریشان کن بھی۔ ابلاغی مسخروں کے لیے اس کہانی میں کافی مرچ مصالحہ بھی تھا۔

اس کو صبح ہی سے کسی ان جانی خوشی کا احساس ہو رہا تھا، ایسی مسرت جس پر دل دیر تک مسرور رہے، ابھی وہ ان ہی احساسات کے تحت تلاوت قرآن میں مصروف ہی تھا کہ سرکاری ہرکاروں نے اپنے کرخت لہجے سے اس کا سارا ارتکاز توڑ دیا۔ وہ اسے ایک خصوصی تفتیش کے لیے لے جانے آئے تھے۔ باندھ کر جب اسے لے جایا جانے لگا تو مانوس رستے کے نشیب وفراز دل ہی دل میں دہرا کر لطف لینے لگا، آنکھیں بند ہونے کے باوجود اب وہ اپنے زنداں کے باہر کے رستوں سے واقف ہو چکا تھا۔

اس کی توقع کے عین مطابق اس کو راہ داری کے آخری کمرے میں لا کھڑا کیا گیا۔ آنکھوں سے پٹی ہٹتے ہی اسے وہی کریہہ صورت نظر آئی، آج افسر کے چھلے ہوئے چہرے پر کافی نرمی تھی، اس مصنوعی نرمی کا سبب جاننے کے لیے ذہن میں خیال ہی آیا تھا کہ کرخت لہجہ سماعت سے ٹکرایا" پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ ہم سے تعاون کا ارادہ ہے کہ نہیں؟ ابھی وہ کوئی مناسب جواب سوچ ہی رہا تھا کہ افسر دوبارہ گویا ہوا،" دیکھو ہمارے پاس بہت سی اہم معلومات ہیں جن کی تصدیق اگر تم کردو تو شاید تمہارے لیے کوئی آسانی ہوجائے" پھر اس نے اپنے سامنے پڑی فائل سے چند نام اور کچھ تصویریں اس کے سامنے کیں۔ وہ ان جان بنا رہا...... بے تاثر چہرے کے ساتھ اس نے تصویروں کو دیکھا اور ناموں کا جائزہ لیا......" تم ان کو پہچانتے ہو؟ اس نے نفی میں گردن ہلائی......افسر کا چہرہ سخت ہو گیا، اس کے اعصاب تناؤ کا شکار ہونے لگے، اس نے فائل اپنے ہاتھ میں لے کر ایک نام پر انگلی رکھی......پھر دوبارہ اس کو متوجہ کیا کیا تم اس نام کو بھی نہیں جانتے؟......وہ نام اس کا اپنا تھا، اس نے کوئی جواب نہیں دیا......افسر نے آگ بگولہ ہوتے ہوئے اس کو ایک شدید ضرب لگائی......منہ سے مغلظات بکتے ہوئے اس نے کہا" تمہارے جیسے لوگوں نے ہمارے قیمتی افسران کو یرغمال بنالیا ہے اور بدلے میں تم اور تم جیسے اور لوگوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے یہ نام ان ہی لوگوں کے ہیں، تم ان سب کو جانتے ہو......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: خالد بن ولید آپریشن

۱۳ مئی کو بلخ کے ضلع چار بولک میں ضلعی سربراہ کی گاڑی کو بارودی سرنگ حملے میں تباہ کر دیا گیا، ضلعی سربراہ شدید زخمی ہو گیا۔ ۱۲ مئی کو مجاہدین کے حملے میں فاریاب کے ضلع اندخوئی کا پولیس چیف سمیت یونس رئیس اپنے ۱۰ اہل کاروں سمیت مارا گیا۔ ۱۲ مئی کو مجاہدین نے ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا۔ ۹ مئی کو مجاہدین نے غزنی کے ضلع قرہ باغ میں نیٹو سپلائی کانوائے پر بڑا حملہ کیا۔ اس حملے کے نتیجے میں ۱۶ آئل ٹینکر اور سیکورٹی فورسز کی ۳ گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ جب کہ ۶ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۸ زخمی ہوئے۔ ۸ مئی کو فراہ کے ضلع بالا بلوک میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ۴ فوجی گاڑیاں تباہ اور ۳۴ سیکورٹی اہل کار ہلاک ہو گئے۔ گھات کی صورت میں کی جانے والے حملے میں مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود غنیمت کیا۔ ۵ مئی کو مجاہدین سے تعلّق رکھنے والے افغان فوجی نے فراہ کے ضلع بالا بلوک میں امریکی مرکز کے اندر فائرنگ کر کے ۴ امریکی ٹریزوں کو مار دیا۔ امریکیوں کی جوابی فائرنگ سے مجاہد فوجی مرتبۂ شہادت سے سرفراز ہوا۔ ۴ مئی کو سرپل کے ضلع سنگ چاک میں مجاہدین کی پولیس اہل کاروں اور اربکیوں سے شدید جھڑپ ہوئی۔ اس لڑائی میں ضلعی پولیس چیف کمانڈر حکیم بیگ سمیت ۹ پولیس اہل کار مارے گئے۔ ۲ مئی کو لغمان کے ضلع قرغئی میں مجاہدین نے امریکی اور افغان فوجوں کے مشترکہ مرکز پر میزائل داغے، مجاہدین کی طرف سے داغے جانے والے ۱۱ میزائل مرکز کے اندر گرے، جس کے نتیجے میں مرکز میں موجود ۲ امریکی ہیلی کاپٹر تباہ ہوگئے جب کہ ۷ امریکی اور ۵ افغان فوجی بھی ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ ۴ امریکی اور ۳ افغان فوجی زخمی بھی ہوئے۔ ۲ مئی کو ہرات کے ضلع شین ڈنڈ میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا۔ ۲۰ اپریل کو کاپیسا کے ضلع آلہ سائی میں مجاہدین نے امریکی فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا، ہیلی کاپٹر میں سوار تمام امریکی فوجی مارے گئے۔ ۲۸ اپریل کو مجاہدین نے زابل کے ضلع شاہ جوئی میں امریکی فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار ۵ امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔ ۲۷ اپریل کو قندھار کے ضلع بولدک میں کینیڈین فوجیوں پر ایک مجاہد نے فدائی حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۷ کینیڈین اور ۱۶ افغان فوجی ہلاک جب کہ ۳ کینیڈین فوجی شدید زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

9 مئی: صوبہ پکتیکا..........بارودی سرنگ دھماکہ..........صلیبی فوجی ٹینک تباہ..........8 صلیبی فوجی ہلاک

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کرامت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۱۶ اپریل: شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ میں فوجی ٹرک کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔اس حملے میں ۷ فوجی اہل کاروں کے ہلاک اور ۱۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶ اپریل: ٹانک میں پولیس کی گاڑی پر دستی بم حملہ میں ۵ پولیس اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۶ اپریل: خیبر ایجنسی کے علاقے اکاخیل میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ۵ فوجی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۶ اپریل: اورکزئی کے علاقے ڈبوری میں کا گوتمر کے مقام پر مجاہدین سے جھڑپ کے نتیجے میں سیکورٹی ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور لانس نائیک کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۰ اپریل: باجوڑ ایجنسی کے مرکز خار میں بم دھماکہ کے نتیجے میں سیکورٹی ذرائع نے ۴ فوجی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی خبر جاری کی۔

۲۱ اپریل: بنوں میں ایف آر خواجہ خڑ چیک پوسٹ پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں سرکاری ذرائع نے ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی خبر جاری کی۔

۲۱ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ۴ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ اپریل: کرک میں پولیس اور مجاہدین کے مابین جھڑپ کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ۲ پولیس اہل کاروں کے ہلاک اور اے ایس آئی سمیت ۳ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۸ اپریل: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے وزیر ڈھنڈ میں افغانستان سے پشاور آنے والے نیٹو آئل ٹینکر پر مجاہدین کے حملے میں آئل ٹینکر کا ڈرائیور ہلاک ہوگیا۔

۳ مئی: اورکزئی ایجنسی کے علاقہ ڈبوری میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۵ مئی: اپر اورکزئی کے علاقے قسمت سر میں مجاہدین کے حملے میں دو سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۵ مئی: شمالی وزیرستان کے علاقے میران شاہ رزمک روڈ پر سیکورٹی فورسز کے قافلے پر بم حملے میں ۲ اہل کاروں کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی خبر سرکاری ذرائع نے جاری کی۔

۸ مئی: کرم ایجنسی کے علاقے خڑ ڈنڈ میں بارودی سرنگ دھماکے میں کرم ملیشیا کے نائیک گلزار حسین طوری کے ہلاک اور ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی گئی۔

۸ مئی: پشاور میں تھانہ یکہ توت کی حدود رشید گڑھی میں مجاہدین کی فائرنگ سے ایلیٹ فورس کے ۲ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۸ مئی: ٹانک میں مجاہدین کی فائرنگ سے امن کمیٹی کے دو ارکان شدید زخمی ہوگئے۔

۹ مئی: تورغر ضلع کے مضافاتی علاقے کوٹلہ میں پولیس وین کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔اس حملے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ۳ پولیس اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۱۰ مئی: وسطی کرم ایجنسی کے علاقے پاڑہ چمکنی میں مجاہدین نے فوجی چوکی پر حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں ۳ فوجی اہل کاروں کے ہلاک اور ۴ کے شدید زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۱ مئی: پشاور کے نواحی علاقہ بڈھ بیر میں مجاہدین کی فائرنگ سے ۲ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی گئی۔

۱۶ مئی: پشاور میں پشتخرہ کے قریب مجاہدین کی فائرنگ سے نیٹو کنٹینرز کا ڈرائیور ہلاک ہوگیا۔

۱۶ مئی: پشاور کے علاقہ متنی میں مریم زئی کے مقام پر پولیس بکتر بند گاڑی پر مجاہدین کے حملے میں ۳ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۶ مئی: سوات کے علاقے مینگورہ میں مجاہدین نے علاقائی امن کمیٹی کے رکن شاہ دوران کو محافظ سمیت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے

۱۷ اپریل: جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا کے علاقے باغڑ میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گھر پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں گھر میں موجود ۵ افراد شہید اور ۷ زخمی ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

11 مئی: صوبہ لوگر.........ضلع برکی برک.........مجاہدین کا امریکی فوجی کانوائے پر حملہ.........3 امریکی ٹینک تباہ.........3 امریکی فوجی ہلاک.........7 شدید زخمی

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

افغانستان پر پاکستانی رویہ میں مثبت تبدیلی آئی:نیٹو نائب کمانڈر

افغانستان میں اتحادی افواج کے نائب کمانڈر برطانوی لیفٹیننٹ جنرل نک کارٹر نے کہا ہے کہ ''افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے پاکستان کے رویے میں مثبت تبدیلی آرہی ہے۔آرمی چیف پرویز کیانی نے یہ محسوس کیا ہے کہ دہشت گرد گروہوں کی موجودگی کا معاملہ اندرونی محاذ پرحل کرنا پڑے گا،اس سال شمالی وزیرستان سے ملحقہ افغان سرحد پر دباؤ زیادہ ہوگا''۔

انخلا کے بعد بھی طالبان خطرہ رہیں گے:ڈیمپسی

امریکی جوائنٹ چیفس آف سٹاف جنرل ڈیمپسی نے کہا ہے کہ ''افغانستان سے اتحادی افواج کے انخلا کے بعد طالبان طویل مدت تک ایک فوجی خطرہ کے طور پر موجود رہیں گے۔تاہم امید ہے کہ افغان فورسز حالات کنٹرول کرنے میں کامیاب ہوجائیں گی''۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شمولیت کا فیصلہ ٹھیک تھا:جرمن چانسلر

جرمنی کی چانسلر انجیلا مرکل نے کہا ہے کہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جرمن فوج کی شمولیت کا فیصلہ ٹھیک تھا،اسے اچھی نظر سے دیکھا جارہا ہے اور یہی کامیابی ہے۔جب کہ افغانستان میں سیاسی ومعاشی ترقی انتہائی ضروری ہے''۔

پاکستان سے تعلقات دہشت گردی کے خاتمے پر مبنی ہیں:وکٹوریہ نولینڈ

امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان وکٹوریہ نولینڈ نے کہا ہے کہ ''امریکہ دہشت گردوں کوشکست دینے کے لیے پاکستان کے ساتھ مل کر کام کررہا ہے،پاکستان سے تعلقات افغانستان میں اپنے فوجیوں کے تحفظ اور ذاتی مفادات پر مبنی نہیں بلکہ پاکستان کی مدد سے دہشت گردوں کوشکست دینا ہے جو پوری دنیا کے امن کے لیے خطرہ ہیں''۔

طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کے سوا کوئی دلچسپی نہیں:جان کیری

امریکی وزیرخارجہ جان کیری کا کہنا ہے کہ ''طالبان کو مذاکرات کی میز پرلانے کے سوا کوئی دلچسپی نہیں،ہم افغانستان کی خودمختاری کے لیے پرعزم ہیں اور القاعدہ اور طالبان کو اس عزم کو ختم کرنے نہیں دیں گے''۔

افغانستان میں طالبان دوبارہ برسراقتدار آسکتے ہیں:روسی سفیر

افغانستان میں روسی سفیر آندرے آویتیسیان نے کہا ہے کہ ''غیرملکی افواج کے انخلا کے بعد طالبان دوبارہ برسراقتدار آجائیں گے،افغانستان میں بارہ سالہ قیام کے باوجود اتحادی افواج شدت پسندی کے خاتمے اور امن کے قیام کا مقصد حاصل نہیں کرسکیں''۔

پاکستان کی قربانیاں ڈھکی چھپی نہیں:برطانوی فوجی سربراہ

برطانوی فوج کے چیف آف ڈیفنس ڈیوڈ رچرڈ کا کہنا ہے کہ ''دہشت گردی کے خلاف پاکستانی مسلح افواج کی قربانیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں اور برطانیہ ان قربانیوں کا اعتراف کرتا ہے۔افغانستان کی صورت حال میں بہتری اور پائیدار امن کے قیام میں بھی پاکستان کا کلیدی کردار ہے''۔

عراق پر حملہ غلط تھا:کولن پاول

امریکہ کے سابق وزیرخارجہ کولن پاول نے ایک بار پھر اعتراف کیا ہے کہ عراق پر امریکہ کا حملہ غلط تھا۔ایک امریکی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے اُس نے عراق پر حملوں کو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ مایوسی کا سبب قرار دیا۔اُس نے مزید کہا کہ ''ری پبلیکن پارٹی امریکہ کے حقائق کو نظرانداز کررہی ہے جب کہ امریکہ تباہی کی طرف جارہا ہے اور ہرروز دنیا کے حقائق سے دور ہوتا جارہا ہے''۔

☆☆☆☆☆

12 مئی:صوبہ کنڑ............ضلع غازی آباد............افغان فوجی کی فائرنگ............3 افغان فوجی ہلاک

اک نظر ادھر بھی

صبغۃ الحق

برما: کشتی ڈوبنے سے ۲۰۰ مسلمان شہید

برما کے مغرب میں کشتی ڈوبنے سے ۲۰۰ مسلمان ڈوب کر شہید ہوگئے۔ یہ کشتی اس وقت حادثے کا شکار ہوئی جب اس میں سوار مسلمان سمندری طوفان کے پیش نظر ریاست راکھین کے شہر پاکتا کے ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ تک پہنچنے کی کوششوں میں تھے۔ یاد رہے کہ راکھین ہی میں چند ماہ قبل بودھ دہشت گردوں نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید اور لاکھوں کو بے گھر کیا تھا۔

سنکیانگ میں ایغور مسلمانوں پر حملہ

سنکیانگ میں ایغور مسلمانوں پر مقامی پولیس اور ہن چینیوں کے حملے میں ۱۵ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا جب کہ کئی مسلمانوں کے گھروں کو نذر آتش کر دیا گیا۔

دفاعی بجٹ میں ۱۳ فی صد اضافہ کی تجویز تیار

آئندہ بجٹ میں دفاعی اخراجات میں ۱۳ فی صد اضافہ کی تجویز تیار کی گئی ہے اور دفاعی بجٹ ۶۲۷ ارب روپے تک بڑھایا جاسکتا ہے۔ موجودہ مالی سال میں دفاعی بجٹ ۵۴۵ ارب روپے تھا جسے بعد میں بڑھا کر ۵۷۰ ارب روپے کیا گیا۔

افغانستان،پاکستان کے لیے نیا امریکی خصوصی نمائندہ مقرر

امریکی صدر اوباما نے جیمز ایف ڈوبنز کو افغانستان اور پاکستان کے لیے نیا خصوصی نمائندہ مقرر کردیا ہے۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق ۷۰ سالہ امریکی سفارت کار اس سے پہلے یورپی یونین کے لیے امریکی سفیر، امریکی نائب وزیر خارجہ برائے یورپی امور اور کوسوو سے لے کر صومالیہ تک سفارتی ذمہ داریاں ادا کرچکا ہے۔ یاد رہے کہ افغانستان اور پاکستان کے لیے امریکہ کا سابق نمائندہ مارک گراسمین گزشتہ سال اپنے عہدے سے مستعفی ہو چکا ہے۔

''دہشت گردی''کے خلاف جنگ میں پاکستان کو ساڑھے اکتیس ارب ڈالر ملے

پاکستان کو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ۲۰۰۲ء سے اب تک ساڑھے اکتیس ارب ڈالر سے زائد کی امداد ملی ہے۔ مشرف کے دور میں ۲۰۰۲ء تا جون ۲۰۰۸ کے دوران میں امریکہ نے پاکستان کو سولہ اعشاریہ بیالیس ارب ڈالر جب کہ پیپلز پارٹی کے دور میں جولائی ۲۰۰۸ء سے دسمبر ۲۰۱۲ء کے دوران میں بارہ اعشاریہ چھ ارب ڈالر امداد دی۔

کھانا مانگنے کے ''جرم'' میں چھ سال کی بچی کو کھولتے پانی میں ڈبو دیا گیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقہ رجانہ کے نواحی گاؤں ۳۴۷ گ ب میں نمبردار کے گھر شادی کے موقع پر غربت زدہ اور فاقوں مارے خاندان سے تعلّق رکھنے والی چھ سالہ بچی کلثوم کو اس ''جرم'' کی پاداش میں ابلتے پانی میں ڈال کر 'ابال' دیا گیا کہ وہ اپنی بھوک مٹانے کے غرض سے شادی کا بچا کھچا کھانا کھانے کے لیے کوشاں رہی۔ نمبردار کے کارندوں نے اسے مٹی میں رُلتا کھانا اپنے فاقہ زدہ شکم میں اتارتے دیکھا تو اُسے بھگانے کے تمام جتن کیے لیکن بھوک کی شدت نے کلثوم کو وہاں سے ہٹنے نہ دیا۔ ایسے میں ''چودھراہٹ'' نے اپنا رنگ دکھایا اور اُسے اٹھا کر قریب ہی دیگ میں ابلتے پانی میں ڈبو دیا۔ غریب بچی کو ابلے چاول تو نہ ملے لیکن ابلتی موت ضرور مل گئی۔

طالبان کے حملے ہمیں سیاسی فائدہ پہنچا رہے ہیں: اسفندیار

اے این پی کے صدر اسفندیار کا کہنا ہے کہ ''طالبان کے حملے ہمیں سیاسی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ہم پر انگلیاں اٹھانے والوں سے کہتا ہوں کہ آج ہماری باری ہے کل تمہاری آنے والی ہے کیونکہ طالبان اور انتہا پسند کہہ چکے ہیں کہ وہ جمہوریت کے خلاف ہیں کیونکہ یہ کفر کا نظام ہے۔ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم ان انتہا پسندوں کے خلاف میدان میں کھڑے ہیں اور کسی صورت یہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے''۔

اے این پی حکومت خاموشی سے نصاب تبدیل کر گئی

خیبر پختون خواہ میں اے این پی کی حکومت کے دوران میں خاموشی سے تعلیمی نصاب کو تبدیل کرنے کی مہم جاری رہی جو بالآخر حکومت کے آخری دنوں میں پایہ تکمیل تک پہنچ گئی۔ درسی کتب سے جہاد سے متعلّق آیات اور اسلام اور نظریہ پاکستان سے متعلّق مضامین نکال دیے گئے اور انہیں بروقت چھاپ کر سکولوں میں تقسیم کا عمل نگران دور حکومت میں شروع کر دیا گیا۔

سرفراز شاہ کیس: ورثا نے رینجرز اہل کاروں کو معاف کردیا

سندھ ہائی کورٹ میں سرفراز شاہ قتل کیس میں سزا یافتہ رینجرز کے ۶ اہل کاروں کو ورثا نے معاف کر دیا۔ اس فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے مقتول سرفراز شاہ کے بھائی صالح شاہ نے کہا کہ ''گھریلو حالات کے باعث میری فیملی اس کیس کی مزید پیروی نہیں کرنا چاہتی''۔

(بقیہ صفحہ ۶۳ پر)

12 مئی: صوبہ بغلان............ضلع بغلان............مجاہدین اور افغان فوج کے درمیان شدید جھڑپیں............افغان فوجی کمانڈر سمیت 13 فوجی ہلاک

تمھیں تو غم ہمارا ہو

مِرے لوگو!
تمھیں تو غم ہمارا ہو!
تمہارے واسطے ہی تو
سرہانوں سے اُٹھا کر سر
صلیبوں پر سجائے تھے!
ہمیں تھے جو
شبستانوں سے چُن کر پھول
ویرانوں میں آئے تھے!
زمینیں بانجھ تھیں، جب
خشک سالی کا زمانہ تھا
ہمارے خون کی بارش گری تھی
اشک کے دریا بہائے تھے!
تمہاری کشتیوں کو تا میسر اک کنارہ ہو
ہمیں نے اپنی لاشوں سے
جہاں تک تم پہنچ پاؤ......
وہاں تک پُل بنائے تھے
کنارے پر جب اُترو تم
تمہارے ہاتھ نہ غیروں کے ہاتھ آئیں
اسی درِ محبت میں
خوشی سے بازوؤں میں
آہنی حلقے سجائے تھے!
وہ زنجیروں میں گھٹتے، بے لہو اجسام
کُملائے ہوئے چہرے......
سب ہی اپنی ہی کہانی تھی!
اسی پر بس نہیں بلکہ......
اُکھڑتی سانس سے پہلے
تمہاری عزتوں کے نوحے لکھنے کی بجائے
گو دکر رَن میں
رَجز آخر بھلا وہ کس نے گائے تھے؟
ہماری ہی جوانی تھی!

جو تم پورے نہ کر پائے
غنیمِ سنگ دل سے معرکوں کے وہ سبھی وعدے
تمہارے عسرت و بے چارگی کی لاج رکھنے کو
کسی نے تو نبھائے تھے!
وہ کس کی جاں فشانی تھی؟
تمہارے سر سے نہ چادر
کبھی تقدیس کی اترے
اسی خاطر، مِری بہنو!
ستم کیشوں کے بڑھتے سَیل کے آگے!
جو سینے تان کے پشتے بنائے تھے!
وہ کس کی پاس بانی تھی؟
تمہاری ہی حفاظت کے لیے، بھائیو!
اُکھڑوا کے یہ ناخن، خندقیں جو کھود پائے تھے
کوئی تو تھے......
یہ سب، جن کی محبت کی نشانی تھی
مِرے لوگو!
تمھیں تو غم ہمارا ہو
مِرے لوگو!
ہمیں دیکھو! ہمیں سمجھو! ہمیں جانو!
ہمیں جانچو! ہمیں پرکھو! ہمیں مانو!
ہمیں ہیں وہ
ابھی تک سوچتے ہیں جو
کہ اپنے دین اور ناموس کی خاطر
تمہاری ان جبینوں سے
پسینہ جس جگہ ٹپکے
وہاں پر خوں ہمارا ہو!
مگر اتنا تو کہنے دو
اگر سننا گوارا ہو......
مِرے لوگو!
تمھیں بھی غم ہمارا ہو!

(شہید احسن عزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زیر طبع مجموعہ کلام 'محبت فیصلہ کن ہے' سے انتخاب)

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

''اے عالم اسلام کے علما! ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اللہ بہت مہربان ہیں اور یہ زخم بھر جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور بشارت دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک جماعت ایسی ہوگی جو حق کے لیے لڑے گی اور ہمیشہ غالب رہے گی اور مخالفت کرنے والوں کی مخالفت، بدخواہوں کی بدخواہی اور ملامت کرنے والوں کا طعن وتشنیع ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمادیں یعنی قیامت کا اعلان فرمادیں اور یہ جماعت اپنے عزم پر ڈٹی رہے گی۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا اور ان کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں امارت اسلامیہ کا تحفہ دیا جو کہ اللہ کی شریعت کے نفاذ اور توحید کے جھنڈے کی بلندی کے لیے کوشاں ہے۔ پس آپ پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو امارت اسلامیہ کی طرف دعوت دیں اور سیلاب کی طرح بہنے والے بین الاقوامی کفر کے مقابلے میں جان اور مال سے مدد کریں اور کفر کے خلاف اس کے شانہ بشانہ لڑیں۔ امید ہے کہ آپ حضرات کفر کے مقابلے کے لیے اپنی کانفرنس کے ایجنڈے میں مندرجہ ذیل موضوعات کو بھی شامل فرمائیں گے:

۱۔ جان سے:

تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ امارت اسلامیہ کی حمایت کے لیے لوگوں کو دعوت اور جہاد کے لیے نوجوانوں کو ترغیب، کیونکہ جہاد ہی اس دور کا سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

۲۔ مال سے:

متمول اور دولت مند افراد کو ترغیب دی جائے کہ دامے درمے سخنے اور قدمے امارت اسلامیہ کے ساتھ امداد کریں۔ اپنے اموال کی زکوۃ میں امارت اسلامیہ کو حصّہ دار بنادیں اور امارت اسلامیہ کی حدود میں نفع بخش کاروباری سرگرمیوں کے لیے آگے آئیں۔

۳۔ زبان سے:

امارت اسلامیہ کی اور اس کے شرعی امیر کی اطاعت کے بارے میں فتویٰ صادر کرنا۔ اس مناسبت سے میں آپ سب اور دنیا والوں کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھوں پر بیعت کرنا فرض ہے اور یقیناً میں نے بالفعل ان کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے۔

اپنے اس عمل کی دلیل کے طور پر بہت سارے شرعی نصوص میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث نقل کرتا ہوں جو فرماتے ہیں:

تلزم جماعة المسلمين وامامهم

''مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کا ساتھ دو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد مبارک ہے:

من مات وليس في عنقه بيعة مات موت الجاهلية(رواه مسلم)

''جو مر گیا اس حالت میں کہ اس کے گلے میں بیعت نہیں تھی تو گویا وہ جاہلیّت کی موت مرگیا''۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے اس جم غفیر کے سامنے جو کہ دین کی محبت اور آپ سے تعلّق کی بنیاد پر یہاں جمع ہوگئے ہیں اور آپ کی ہدایات کے منتظر ہیں یہ برملا اعلان کریں کہ عزت اور کامیابی جہاد ہی میں ہے، قرون اولیٰ کے مسلمان اسی جہاد کی برکت سے عزت وشرف کے اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچے تھے اور آنے والی مسلمان نسلیں بھی اسی جہاد کی برکت سے معزز بن جائیں گی اور ان کی تکلیف اور غربت ختم ہوجائے گی۔

مسلمانوں کو اس بات کا درس دے دیں کہ جہاد کا اصل مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ایک ایسی جماعت نہ ہو جس کا ایک امیر پر اتفاق ہو چکا ہو اور اس کی بات سنتے ہوں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے اور میں ان پانچ چیزوں کا حکم تمہیں دیتا ہوں: سننے اور اطاعت کا، جہاد کا، ہجرت کا اور اتفاق واتحاد کا، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت کے بقدر دور ہوتا ہے تو گویا اُس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیا الاّ یہ کہ وہ واپس لوٹ آئے اور جو جاہلیّت والی آواز لگائے گا تو وہ جہنّم کا ایندھن ہے''۔

مندرجہ بالا نصوص وحقائق کے پیش نظر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد وہ شرعی حاکم اور امیر ہیں جنہوں نے آج کے زمانے میں شریعت محمدی علی صاحبھا السلام کا نفاذ کیا ہے۔ ان کے تمام فرامین بالخصوص بت شکنی، منشیات کی کاشت پر پابندی اور کفار کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدمی اور عزم واستقامت کے بارے میں فرامین اسلامی تاریخ کے وہ موقف ہیں جو امیر المومنین کے صدق وحق پر دلالت کرتے ہیں۔

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ